لِلّٰہِ الحمد و المنّہ کہ

ان ایام فرخندہ فرجام مین قصہ شیرین زبان داستان رنگین بیان عمدہ سرمایۂ
اعجاز بیانی بہتر ذخیرۂ شیوا زبانی بلاغت آما فصاحت انتما مملو از ہنر بری از معائب

الموسوم بہ

فسانۂ عجائب با تصویر

مصنفہ

اسوۂ سخنوران سرخیل شاعران جامع کمالات مولوی جناب مرزا رجب علی بیگ صاحب مغفور
متخلص بہ سرور حرف بحرف نظر یافتہ تصرف آخیرہ مصنف مسمی بہ تصنیف باہتمام [illegible]
مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین بطبع ہوا

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

قصۂ شیریں زبان داستان رنگین بیان تصنیف جامع کمالات میرزا رجب علی بیگ سرور

افسوں ہے فسانہ قصہ خوانوں کے لئے
جادو ہے بیان خوش بیانوں کے لئے

فسانۂ عجائب

باتصویر اب چھپا ہے آنکھوں کے لئے
مضمون سے بھی دیکھ لو جو کانوں کے لئے

حرف حرف نظر یافتہ تصرف آخرہ مصنف مسبوق التوصیف باہتمام سزاوار تحسین و تعریف

مطبع منشی نولکشور کانپور میں طبع مزین مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا وصہرا وکان ربک قدیرا سزاوار حمد و ثنا خالق ارض و سما جل وعلی صانع بیچون و چرا ہے جسنے رنگ بے ثباتی سے باین رنگا رنگی تختۂ چمن دنیا پر از لالہ و گل جز و کل بنایا اور باوجود ترس باغبان و بیم صیاد و لولۂ رخ گل بلبل کو دیکر دام محبت مین پھنسایا اور عاشق باوفا و معشوق پر دغا کو ایک آب و گل سے خمیر کرکے پردۂ غیب سے بعرصۂ شہود لایا ایک خلعت نے دو طرحکا جلوہ دکھایا اور انسان ضعیف بنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا جلوۂ حسن بتان بخدا شیفتگی کا بہانہ ہے نالۂ بلبل شیدا گوش گل رعنا کا ترانہ ہے اُس کی نیرنگیون کے مشہور فسانے ہین ہم اُسکی قدرت کاملہ کے دیوانے ہین صفت اُس کی محال ہے زبان اس تقریر سے لال ہے جس کی شان مین مخبر صادق یہ فرمائے دوسرا اُس عہدے سے کب برآئے ما عرفناک حق معرفتک

نعت سرور کائنات محبوب خدا برگزین انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بعد حمد خالق جن و بشر حاکم قضا و قدر مبدا و شام مطالع سے نعت سید کائنات خلاصۂ موجودات بہترین عالم برگزین نوع بنی آدم کی ہے جس کے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتہ کہ ضلالت بدار است پر آئے بتوفیق رفیق اور مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرف کور باطنون کو فہم ناقص کی کجی اور زعم فاسد نے کیسے کیسے روز سیہ دکھائے اس کے حق مین یہ حکم آیا ہے

بچشم غور دیکھو تو اور کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہے لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ سرحلقہ اولین خاتم المرسلین مظہر صنعت کریم احمد بے میم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین واصحابہ المکرمین وسلم کوئی شاعر اوسکی شا مین کہتا ہے لا اعلم پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ + ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ + اے ختم رسل قرب تو معلوم شد + دیر آمدۂ زراہ دور آمدۂ + اس مشت خاک کا کیا فہم و ادراک جو شمۂ صفات ذات بابرکات زبان پر لائے جو عجز مین نہ در آئے کام زبان ناکامی سے فوراً جل جائے اور منقبت امیر المومنین امام المتقین یکہ تاز میدان لافتیٰ خلاصہ مضمون سورۂ ہل اتیٰ یہی کافی ہے جیسے پیمبر نے کہا لَحْمُکَ لَحْمِیْ وَ دَمُکَ دَمِیْ عَلِیٌّ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنْہُ اور مدح اہلبیت رسالت کہ ولا اونکی ایمان کی دلیل ہے اور محبت اونکی ہر فرد بشر کو واجب باین حدیث جلیل ہے مَثَلُ اَہْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَہَا نَجٰی وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْہَا غَرِقَ وَ ہَوٰی

مذکور شاہ غیور قباد شوکت نوشیروان معدلت غازی الدین حیدر بادشاہ غازی وارث دودمان عباس و

پس از حمد خدا و نعت سرور انبیا لازم و ضرور ہے کہ مدح والی ملک بیان کرے قولہ تعالیٰ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ اگرچہ صفت شاہ زبان گدا کو بیان کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے مگر نام نامی توصیف ذات گرامی اُسکی وسیلہ توقیر اس تحریر اور مفتاح باب اس پریشان تقریر کا یہ سنکر شمہ از شمائل و ذرہ از خورشید خصائل رقم کرتا ہون شاہ کیوان بارگاہ بلند مرتبہ عالیجاہ سرحلقہ

شاہان والا تبار جم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشور گیر ملک ستان خدیو کیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خَلَّدَ اللہُ مُلکَہٗ وَسُلطَنَتَہٗ وَاَیَّدَہُ اللہُ بِالنصر وَالظفر جَلَّ جَلَالُہٗ اگر معرکۂ رزم یا صحبت بزم اُس کی انشا کرون صفحۂ دنیا پر نہ لکھ سکون دم رزم رستم وسام ونریمان مثل پیر زال لرزان اور وقت سخا اور عطاے زر و مال حاتم کے ہاتھ مین کاسۂ سوال بزم طرب مین زہرہ مشتری سرگرم نغمہ پردازی وعربدہ سازی ہنگام عتاب وخشم مریخ مستعد جلادی وبیدادی یہ ادنیٰ عنایت ہے **بیت** چنان بموسم سرما دوشالہا بخشید + کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر + بسکہ سحاب بخشش اُس بحر عطا کا روز و شب مزرعۂ دہر زیر بارش رکھتا ہے شہر مین سالہا کان مشتاق سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا عدل یہ کہ ہاتھی چیونٹی سے ڈرتا ہے شیر بکری کی اطاعت کا دم بھرتا ہے بچشم عہد دولت مین ہزارون نے دیکھا بکری شیر کے بچے کو دودھ پلاتی تھی کنار مین شفقت سے سلاتی تھی باز تیز پرواز بچۂ گنجشک کا دمساز اور نگہبان بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دو دو دل اندوہناک روزن ہر خانہ سے مسدود شحنۂ داد رخنہ بندی فساد کو موجود اللہ تعالیٰ اُس امید گاہ عالم وعالمیان کو اپنے حفظ وامان مین سلامت رکھے دولتخواہ اُس والاجاہ کے بعیش و شادی مدام اور دشمن زشت سیاہ بر رنج نامرادی گرفتار آلام رہین بحق رب ذوالمنن بتصدق پنجتن +

بیان مولف در بارۂ لکھنؤ و ذکر صنعت مردمان خجستہ خو و تذکرہ ہر صاحب علم و کمال علی قدر حال و نمونہ کا ہے شہر

یہ پنبہ دہان ہیچمدان محرران مقلد گذشتگان سراپا قصور **رجب علی بیگ** المتخلص **سرور** متوطن حال خطۂ بے نظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور و غلمان جاے مردم خیز باشندے یہان کے ذکی فہیم عقل کے تیز اگر دیدۂ انصاف و نظر غور سے اس شہر کو دیکھے تو جہان کے دید کی حسرت نہ رہے آنکھ بند کر لے **شعر** شمار رضوان بھی جس کا خوشہ چین ہے + وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے + سبحان اللہ دیکھو عجب شہر گلزار ہے ہر گلی کوچہ دلچسپ باغ و بہار ہے ہر شخص اپنے طور پر با وضع قطعہ دار ہے دو رویہ بازار کس انداز کا ہے ہر دکان مین سرمایہ ناز و نیاز کا ہے ہر چند ہر محلے مین جہان کا ساز و سامان مہیا ہے پر اکبری دروازے سے جلوخانے اور پکے پل تک کہ صراط مستقیم ہے کیا جلسا ہے

نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جس کی بو باس سے دل طاقت پائے دماغ معطر ہو جائے فرشتہ گذرے تو سونگھے کیسا ہی سیر ہو ذرا نہ دیر ہو دیکھے سے بھوک لگ آئے وہ وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار سریلی جھنکار شیرمال شنگرف کے رنگ کی خستہ بھربھری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہ جائے کباب اس آب و تاب کے کہ مرغ و ماہی کا دل سیخ آہ پر حسرت محرومی سے کباب ادرک کا لچھا میان خیر اللہ کی دکان کا بال سے باریک کترا ہاضم نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجب جوبن اُس کی شیرینی کی گفتگو مین لب بند جہان کو پسند پڑی دبیز بسی بسائی لذیذ ہونٹ سے کھائے دانت کا اُس پر تمام عمر دانت رہے دانت لگانے کی نوبت نہ آئے جوزلی خوب جلیبی اہل ہند کو مرغوب دودھیا شیرخوارہ نوش کر جائے ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے بات نکر سکے سن کر نین پریزاد سرو قامت رشک شمشاد دکانون مین انواع اقسام کے میوے قرینے سے چنے ردّم مرے محاورے اُن کے دیکھے نہ سنے کبھی کوئی پکار اُٹھی میان ٹکے کو ڈھیر لگا دیا ہے کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ سناتی مزا انگور کا ہے رنگترون مین کسی طرف یہ صدا آتی ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی ایک طرف تنبولی سرخروئی سے یہ رمز و کنایہ کرتے ولی بھولی مین چبا چبا کر ہر دم یہ دم بھرتے ٹکھٹی کا منھ کالا ہو باگرد کر ڈلا عبیر ہے نہ گلال ہے کتھے چونے سے ادمی مین کھڑا لال ہے گلیون مین گجر دم یہ آواز آتی شیرمال ہے گھی اور دودھ کی مفلس کا دل اُچاٹ ہے نکون کی چاٹ ہے کدھر لینے والے ہین کشمش کی پھلیان کھیر کے پیالے ہین کیا خوب بھنے بھر بھرے ہین چنے برل اور مرمرے ہین جیٹھ بیساکھ کی وہ گرمی جس مین چیل انڈا چھوڑتی دو پیسے کو برف کی قلفی جمی دو کھائے بدن تھرائے زیادہ ہو کا کہے لقوے فالج مین مرے سرچوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا نسیم و صبا کو سیدھا رستہ نملا شیخ کولی کی مٹھائی جس نے کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا کھجلا بھولا متھرا کے پیڑے کا ٹھٹھا ہوا برفی کی نفاست بو باس در در اپن نقرئی ورق کا جوبن کسی اور شہر کار کا بدار اگر دیکھ پائے یاد انگشت لب پر آئے زندگی تلخ ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی مسلسل کا ہر پیچ ذائقے کو پیچ و تاب دیتا یاقوتی مفرح کا مزہ جب منھ مین رکھا اصل تو یہ ہے عسل مصفیٰ

جنت کی نہر کا حلق سے اوترا پر چیون کی گلی کی کھجور لذت ٹپکتی ذائقے مین چور بہتر از انگور نہایت
آب و تاب ہم خرما ہم ثواب بالائی نورا کی دکان پر جب نظر آئی بے قند و شکر شکر کر دو، علی نور کھکر
چھری سے کاٹ کر کھائی مداریے حقے وہ ایجاد ہوئے کہ گڑ ایسے اُستاد ہوئے کہ جب تڑاقا اُن کا
سنا بیچوا انکا دم بند ہوا اپھانا کا تنباکو مشک و عنبر کی خوشبو جس نے ایک گھونٹ کھینچا اُسی کا دم
بھرنے لگا علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خراد ہے یہان ہر فن کا استاد ہے سیکڑون
گھامڑ بدشکل کُندہ ناتراش اطراف و جوانب سے آ ہفتے عشرے مین چھیل چھبیلا وضعدار ہو گئے
جب ابو تراب خان کے کٹڑے مین جا میان خیراتی سے کسی کی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس
کے سن کا گالون سے فرا آیا چار پہر کھونٹی ٹٹولی بنا بنایا کاتب قدرت کا لکھا مٹاتا ہے ایسا خط
بناتا ہے سید حسین خلن کے دروازے پر عبداللہ عطر فروش کی اکان جاے نشست ہر وضعدار
جوان ہے وہ پیسے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ بپا کرنے والا ایسا ملا کہ سہاک کا عطر
گرد ہوا جونپور سے دل سرد ہوا عطر کی روئی رکھی کان مین پھر جا بیٹھا کسی افیونی کی دکان مین
سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگتین نرالیان افیون فیض آبادی لالے کی وہ رنگین
جس نے تریاک مصر کے نشے کر کرے کیے زیادہ پی جانے والون کو جان کے لالے ہوئے ایسے
متوالے ہوئے جھگڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا پیدا تبدیل ذائقہ کو فرنی کے خوانچے نقرئی ورق
جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا چسکی پی ایک دم کے بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور
موجود ہوا وہان سے بڑھا کان مین آواز آئی بیلے کے ہار ہین شوقین البیلے کو بین لے چلا جا
فرنگی محل کے میلے کو جب یہ سج بنی بگڑا انجون کے بل چلا یہ بھولا وطن کی چال ڈھال راہ و رسم
بھولا اکثر باہر سے آیہ و ہیچ بنا جونپور کے قاضی ہونے کو مفتی نہین راضی ہو گئے برسات کا اگر موسم ہے شہر کا
یہ عالم ہے ادھر مینہ برسا پانی جابجا بہ گیا گلی کوچہ صاف رہگیا ساون بھادون مین زردوزی جوتا پہنکر
پھرے کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے فصل بہار کی صنعت پروردگار کی قدرت رضوان جن کا شائق دیکھنے کے
لائق روز عیش باغ مین تماشے کا میلا ہر وقت چمن کا جلسہ موتی جھیل کا پانی چشمۂ زندگانی کی
آب و تاب دکھاتا پیاسون کا دل لہراتا سڑک کے درختون کی فضا جدا ہا تھجوا موجین مارتا ہار سنگار
کے جنگل مین لوگون کا جمگھٹا رنگا رنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالہ و فرمان جن پر قربان

بند ہائے خاص کی سبکروی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھول کر جبین نیاز رگڑتی شاخ سرو
اُن کے روبرو نہ اکڑتی شائق ہزار در ہزار شمع پر پروانون کا عالم غول کے غول باہم آم کے درختون مین
ٹپکا لگا خاص جھولا دہین پڑا جھولنے والون پر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ بڑھتے دیکھنے والے
دوروڑ پڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھولے پر گھٹا رہی اودی گھنگھور ساونون بھادون کے
چھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہے دل پاش پاش ہوجاتا ہے
کلیجہ منھ کو آتا ہے نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے سے باہر قدم دھرنے اور
پھسل پڑے گلی مین پاؤن رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پہونچا دو اس فصل مین باہم ندیکھے مگر
چہلے کے پھنسے اور جنھین سواری کا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین اُن کے حق مین برسات
حوالات گھر جیلخانہ کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھسل گئے اور
جو بازاری کاروباری ہین اُن کا یہ نقشہ دیکھا ہاتھ مین جوتیان پائنچا چڑھا کیچڑ مین لت پت
یہان گرے وہان گرے خدا خدا کر کے جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پاؤن نہ نکلے تو شعر
دیکھی ہے یہ رسم اس نگر مین + جوتا ہے گلی مین آپ گھر مین۔ پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کہ شہر وسیع
وخوش قطع ہے اُسکے نقشے سے مانی بہزاد نے خار کھایا شبیہ کشی تو کیا خاک کہ خاک نہ کھینچا تھا
پھر آیا کوٹھیان فرح بخش ودلکشا برج ہر ایک جان نما سلطان منزل اور استری منجن نشاط افزا
توبہ شکن انسان کو دیکھکر سکتہ ہوجانے کام اُنکا وہم وقیاس مین نہ آئے سر راہ کی بارہ دری
جواہر سے جڑی پری کی صورت کی قریب نہر جاری تکلف کی تیاری پائین باغ اُس کا جس نے دیکھا
باغ ارم سمجھا سوسن صفت ہزار زبانین بہم پہونچین تعریف نکرسکا گونگے کا سپنا ہوا روی دروازہ
اس رفعت وشان کا ہے گذرگاہ ایک جہان کا ہے اگر اوس پر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو
فرشتون کا مشورہ کان مین آئے پہر اولین اُس کی زمین ہے شش جہت میں دوسرا نہین ہے
مسجد انتخاب ہے امام بارہ لاجواب ہے مقبرے عالیشان وہ نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران ہے
اُنکے نظیر کی جستجو مین مشعل مہ وخورشید روز وشب روشن کیے کو بکو سرگردان ہے اگر پاؤن
پھیلانے کی جگہ اُن مین ہاتھ آئے سردست مرجانے کو جی چاہے گومتی کے انداز سے نہر کی
کیفیت نظر آتی ہے طبیعت لہراتی ہے دور دیہ آبادی عمارت کہین تمنے کسی جا باغ ہے صبح وشام

وہ بہار نظر آتی ہے کہ شام اودھ اور بنارس کی سحر بھول جاتی ہے شہر نفیس مجمع رئیس ہر فن کا کامل یہان حاصل ہے خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب سا اس قطع کا قطعہ لکھا جو میر علی یا آغا جیتے ہوتے اپنے لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دہوتے مرزائی صاحب کا یہ حال تھا کوئی پرچہ ان کا انکی نظر پڑجاتا نیر بزیر بزبز گہتا یا قوت رقم ہر اکھا تا مرثیہ خوان جناب میر علی صاحب نے وہ طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا کہ چرخ کہن نے مسلم الثبوت اُستاد کیا علم موسیقی مین یہ کمال بہم پہونچایا اس طرح کا دُھرپت خیال بیٹھ گایا اور بنایا کہ کبھی کسی نایک کے وہم و خیال مین نہ آیا تھا ایک رنگین آحاطہ کھینچا ہے جو اُسمین آیا پھولا پھلا وہ انکا پیرو ہوا اور جس نے ڈھنگ جدا کیا وہ ٹکسال باہر بد رنگ ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا ان کے نام پر کان پکڑتا بھیک مانگ کھاتا مگر نہ گاتا ہزارون شاگرد جگت اُستاد ہوا مولوی سب بین پر نزاد ہوا امیرون مین حسین علیخان بلبل ہزار داستان خوش الحان مرثیہ گو بینظیر سیان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق فصیح مرد مسکین کر دبات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر طالع بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اُٹھایا عرصۂ قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہے قم باذنی کا دم بھرتا ہے جسے دیکھا بقراط سقراط جالینوس زمان ہے اس معنی مین یہ خطہ رشک زمین یونان ہے فیرک جان صاحب پیرنے کے فن سے ایسے آشنا ہوئے کہ مردم بحر و بر سرگرم ثنا ہوئے شاعر زباندان ایسے کہ عرفی اور خاقانی کی غلطی بتائی فردوسی و انوری کی یاد بھلائی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی چندی کی اور روزمرے کو ایسا فصیح اور بلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحاے شیراز و اصفہان اس سیف زبان کا لوہا مان گئے اپنے قبح پر منفعل ہوئے اس زبان کا حسن جان گئے زمین شعر کو آسمان پر پہونچایا سیکڑون کو اُستاد بنایا خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے دل جلون کے سینے مین سوز و گداز ہے مرد قانع شاعر ممتاز ہے فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان و دست کا یارا جو شمہ لکھتا مولوی فاضل عدیم المثال ہر شخص جمیع علوم کا اُستاد کتب درسی ابتدا سے انتہا تک یاد منقول و معقول مین دقیقہ باقی نہ رہا ریاضی کے ریاض سے آسمان کو زمین کر دیا مولوی انوار کا پرتو فیض جہان مین روشن مولوی مبین دو دین سراج انجمن مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ ایسے فقہ محقق کہان ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین اُدھر رکن دین بلا کد میر سید محمد مجتہد

مستند مرزا کاظم علی متقی اخوند محمد رضا رضاے خدا کا جویا حامل قرآن ہمہ دان کسی علم مین عاری نہین
روے زمین پر آقا محمد تبریزی سا قاری نہین مگر وہ جو مثل ہے نیک اندر بدیہ اصل ہے لب معشوق مولوین
سے وہ رنڈیان پری شمائل زہرہ سیر مشتری خصائل اس ناز و انداز سحر کرامات غمزہ عشوہ ادا کلاوت بانکی
کہ ہاروت اور ماروت تو کیا معاذ اللہ اگر سب فرشتے عرش سے فرش خاک پر آئین اُن کی چاہ مین لکھنؤ کے
کنوئین بھر جائین گھڑی بھر اُنسے زانو بزانو بیٹھے توبہ نصوحا ٹوٹے اُن کا دروازہ نہ چھوٹے لولی چرخ
اُن پر نثار رہے ہر ایک حور کردار ہے خوش مزاج مردم شناس روزمرہ شستہ دم تقریر رمز و کنایہ اس
کوچے کے فیض نے انسان آدمیت بہم پہونچاتا ہے تراش خراش اثر صحبت سے کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے
کلاونت قوال ہمشال جھجو خان غلام رسول سب کو موسیقی مین کمال حصول شوری کی منھ زوری
کی دھوم ہے پٹّے کا موجد ہوا سب کو معلوم ہے بخشو اور سلاری نے طبلہ ایسا بجایا کہ پکھاوج کو شرمایا
پتنگ ایسا بنایا ایسا لڑایا کہ نزدیک و دور مشہور ہے ستر چھتر تار ڈور کا پتنگ خیراتی یا چھنگا کے ہاتھ کا
لڑائی کی گھات کا رستم کی عافیت تنگ کرنے والا منجھی ہاتھ پاؤن پر مولوی محمد و نے ایسا لڑایا عمداً
اتنا بڑھایا ککروبیون سے عبادت چھوٹی دوڑ دوڑ کر ڈور لوٹی آنکھ بچا کر پیا توڑا فرشتے خان کا
پتنگ بچھوڑا امردان بیگ مانجھا دینے والا دیکھا نہ سُنا غرض کہ جو چیزین یہان نئی بنین اور ایجاد طبیعت
سے کاریگرون نے نکالین سلف سے آج تک نہوئی تھین ادگی زردوزی ایسی بنی ایسی باریکی چھنی
کہ باہر بند وا وسلمے پٹے چوپائین بجاے جیغہ و سرپیچ سر پر لگائین جوتا خرد نوک کا برعلی نے اس نوک
جھوک کا بنایا کہ جہان کو پسند آیا آرام پائی جسکے ہاتھ آئی دل نے چین پایا چالیس سال دیکھ بھال کی ایسا
شہریہ لوگ نظر سے نگہ دزے اور تو اور شہدا پر نجار اکا نما سا سید الشہدا کا تتیدا برس روز مین
جو پیدا کیا عشرۂ محرم مین محتاجون کو نذر حسین کھلا دیا یہ یکرنگی مزاج مین سمائی تمام سن جوا کھیلا
دوے کے داؤن پر ادھی نہ لگائی اگر روپیہ ہوا خواہ سو کہدیا پو سیکڑون داؤن کھنچے گئے منھ سے نہ نچے گئے
وہان بھی اک جوک لگا رہتا ہے آدمی کے چھکّے چھٹ جاتے ہین جب وہ لوگ نظر آتے ہین مشائخ فقرون
کے مرزا خوب خواب راحت مین آسودہ سالک و مجذوب شاہ مینا شاہ پیر محمد شاہ خیر اللہ لیک سے ایک
سبحان اللہ ظاہر مردِ حقیقت مین جیتے ہین اشیاے لطیف کھاتے پیتے ہین مولوی عبد الرحمان برگزیدہ
یزدان عالم باعمل درویش اکمل خواجہ باسط اور میر نصیر ین کا عدیل نہ نظیر خواجہ حسین و حسن سرگروہ

انجمن طبیعت بسکہ مصروف باختصار ہے ایک ایک فقرہ لکھا ہے وگرنہ ان بزرگوار ونکی صفت مین
کتابین تحریر کرے تو بجا ہے شعر کار دنیا کسے تمام نکرد ÷ ہرچہ گیرید مختصر گیرید + اس پر عمل کیا منصف سے
انصاف طلب ہین ہٹ دھرم سے کیا کہین جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہے بالفرض معترض
کہے یہ لوگ کہان تھے تو یہ جواب شافی کافی ہے کہ یہ شہر ایسا تھا جیتے جی یہان سے نہ نکلے مر گئے
پر یہین رہے اور یون تو مصرع کس نگوید کہ دروغ من ترش ست + جو گفتگو لکھنؤ مین کو بکو ہے
کسی نے کبھی سُنی ہو سُنائے لکھی دیکھی ہو دکھائے عہد و دولت بابر شاہ سے تا سلطنت اکبر ثانی
کہ مثل مشہور ہے نہ چولہے مین آگ نہ گھڑے مین پانی دہلی کی آبادی ویران تھی سب بادشاہون
کے عصر کے روزمرے لہجے اُردوے معلے کی فصاحت تصنیف شعرا سے معلوم ہوئی یہ لطافت
اور فصاحت و بلاغت کبھی نہ تھی نہ اب تک وہان ہے قطع نظر اس سے لوگ اس خلقت کے
گرہ سے کھوئے ہین اور جلسہ کرین چنانچہ ایک بندے شفیق جگت آشنا مرزا محمد رضا مجمع خوبی
از پا تا فرق تخلص برق فی الحقیقت کلام بلاغت نظام اُن کا صاعقہ خرمن ہستی حاسد ہے بھائی بند
شاعرون کا بازار اُنکے روبرو کاسد ہے جوان خوش رو بہادر آشنا بامزہ دیکھو شب ماہ صحبت مشاعرہ
بدولتخانہ مرزا معین ہے رئیس امیر صغیر و کبیر تشریف لاتے ہین اُس مکان وسیع مین آدمیون کی
کثرت سے جگہ کی قلت ہوتی ہے ہوا کشمکش سے باریاتی ہے جب پنکھے کی سعی اوٹھاتی ہے سخن سنج
بیرنج خوش گو نازک فہم باریک بین نیک خو جمع ہوتے ہین لوگ اُنسے وہ لوگونسے حظ اوٹھاتے ہین
تمام مزہ مرزاے ممدوح خدمت کو حاضر کورے مدار ہے دمبدم گلوریان ورق لگی کتھا بسا
چونا سنگ مرمر کا متواتر قبل از غزل خوانی افیون کا چرچا ہوتا جاتا ہے کوئی پیتا ہے کوئی کھاتا ہے
اگر چاہ کسی کو چاے کی ہوئی دُودھ پیتے بچے تک شیر چاے موجود کر دی ہمیشہ صبح اُس شام
کے جلسے کی ہو جاتی ہے طبیعت نہین گھبراتی ہے گھر جانے والون کو صداے مرغ سحر نداے اللہ اکبر
آتی ہے ہرچند سب لوگ یہان کے قدر ہین مگر یہ بزرگوار زینت شہر ہین اور لکھنؤ کے جیسے بازاری
ہین کسی شہر کے ایسے ہفت ہزاری ہین دلال مرفہ حال خوش پوشاک چکنے چمکانے اور ملکون کے
سیٹھ کروڑ پتی گاڑہے مین لنگوٹی یا دھوتی جب بڑا تکلف کیا گاڑہے کا مرزائی پہن لیا کلمہ حق
کہنے والے کا مدار دار پر ہوتا ہے منصور نگر اوسکا محلہ ہے یہ نکتہ بگوش دل و جان سُن الحق مر حاسد ونکے خوف سے

یہ مذکور مختصر کیا اگر زیادہ لکھتا قصہ ہوتا کوتاہ بین لکھنؤ کے نام سے چڑ جاتے ہین رشک کھاتے ہین افترا پردازی کرتے ہین جل مرتے ہین لیکن آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ مشقت کسی کی بیکار نہین کھوتا ہے یہ فسانہ بعہد دولت شاہ غازی الدین حیدر شروع ہوا تھا اور تمام بعصر سلطان بن سلطان ابو النصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ ہوا اللہ اللہ یہ عجب شاہ سجادہ اریکہ نشین ہوا کہ حاتم کا نام صفحۂ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو آئی ایک ایک کونی کنجڑن ہفت ہزاریون سے اعلیٰ بنائی محمد شاہ کی گور تھرائی شہزادیون کو کہاریون پر رشک آیا خواصون کو صاحب نوبت کیا چنڈول سکھپال مین چڑھایا ہزار بارہ سو جلسے والی حور وش برق کردار کبک رفتار نغز گفتار از پا تا فرق دریائے جواہر مین غرق دست بستہ روبرو کھڑی رہی جہان کی نعمت اُنکے سامنے پڑی رہی اصیلون کو کروڑون روپے دیے پیش خدمتون نے بادشاہت کے چین کیے قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی معا رفعت و شان فلک ہفتم پر پہونچا فی کٹی کرور روپے اُس منظور نظر نے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے ہر وقت راجہ اندر کا جلسہ رہا نہر دن مین عطر بہا مکان اسطرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہو کر چکر کھائے اندر اس گلشن ارم کے ایسا باغ اور اس طرح کی کوٹھی چشم و گوش عالم نے دیکھی نہ سنی دوازدہ امامؑ کی درگاہ ایسی بنائی کہ چرخ گردانکو خواب مین نظر نہ آئی اندلاسن مین عطر کا حوض چھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا مغلانیون نے گوٹے کناری کی کترنون سے چاندی سونے کے محل اُٹھائے خاصے والیون نے لونگ الایچی زعفران کے اپنے گھرون مین خاصے ڈھیر لگائے مکافیاط مال دنیا سے مالامال ہے استغنا کا دم بھرتا ہے سینا تو کیا ٹکا کم بھرتا ہے بجز غم حسینؑ شہریار کو اندوہ و غم نہین کون ہے جو اس زمانے مین شاد و خرم نہین اربعین تک عزاداری ہوتی ہے خلق خدا ماتم حسینؑ مین روتی ہے لاکھون روپیہ اس راہ مین صرف ہوتا ہے چالیس شب نہین سوتا ہے تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہے روز تولد ہر امام و شب وفات جگر بندان خیر الانام لاکھ لاکھ روپے کا صرف ہے اسکی ہمت کے آگے فیاضان گذشتہ پر حرف ہے حسن صورت شوکت و حشمت جاہ و ثروت جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ نے سب دی ہین ہر شب برات روز عیدین کے ہین سیر دریا کی دفعۃً جو لہر آئی گنگا سے نہر منگائی اس مین بھی غربا نہال کار مرے مالامال ہو گئے بسکہ خامۂ مولف اختصار رقم ہے جتنا اُس کی

صفت مین لکھے بہت کم ہے لہذا اس غزل پر اختتام کیا یہ جملہ تمام کیا

تصویر نصیر الدین حیدر بادشاہ

غزل

تا ابد قائم رہے فرمانروائے لکھنؤ
کو ملے جنت بھی رہنے کو بجائے لکھنؤ
رشک کھا کھا گو فلک مجھسے چھڑائے لکھنؤ
یا تو ہم پھرتے تھے اون مین یا ہوا یہ انقلاب
آنکھے استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہے رشک
کیون گمان زاغ بلبل کے ترانے پر نہو
ہر ملے سے نکانا جی ہے عیسیٰ کو محال
جن و انس و وحش و طیار کیون نہ سب معلوم ہون
دشت غربت مین کیا برباد وحشت نے تو کیا
یہ رہے آباد یا رب تا بہ دور مشتری
یہ نصیر الدین حیدر بادشاے لکھنؤ
چونک اٹھتا ہون مین ہر دم کہکے ہائے لکھنؤ
تب مین جانون دل سے جب میرے بھلائے لکھنؤ
پھرتے ہین آنکھون مین ہر دم کوچہ ہائے لکھنؤ
جام جم پر تف نہین کرتے گدائے لکھنؤ
یاد آجاتے ہین جو وہ نغمہ سرائے لکھنؤ
چھوڑتے جیتا نہین معجز نمائے لکھنؤ
ہے سلیمان اندنون فرمانروائے لکھنؤ
دل سے اوڑتی ہے کوئی اپنے ہوائے لکھنؤ
مین کہین ہون مانگتا ہون پر دعائے لکھنؤ

اصفہان اس نے کیے ہین کوچہ ہاے لکھنو	بلبل شیراز کو ہے رشک ناسخ کا سرور

الٰہی بحرمت سید ابرار احمد مختار و بتصدق آئمۂ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھ والی ملک کو یہان کے کارفرما
رعیت پرور مسند حکومت پر دلشاد رکھ جب تک گنگا جمنا مین پانی ہے یہ خطۂ دلچسپ فرح افزا
آباد ہے **فرد** الٰہی لکھنؤ بستا رہے دور قیامت تک + سرور دست پیما کا کبھی وہ شہر مسکن تھا
اور مطبع ہی مین یہان کے لوگ صاحب کمال ہین باریک بین دقیقہ رس نکتہ دان فہم نازک خیال ہین
یہ عجب ان صاحبون کا دیکھا ہے مقلدی مین موجد سے بہتر ہو جاتے انھین کو دیکھا ہے اس شہر
مین کئی مطبع سنگی ہین منونۂ نیرنگی ہین لیکن ایک ہمارے عنایت فرما ہین جناب میر حسن صاحب
صاحب حسن و جمال جوان خوشرو صاحب باطن حمیدہ خصال حسن خلق اون کا خلق مین مشہور ہے
عجب و نخوت اونکے نزدیک سے دور ہے موسم شباب ہے چہرے پر جوانی کی آب و تاب ہے سبت ابرو
کا کل مشکبو صفحۂ رخسار گل بنجار از سرپا تا ہر شے دیوان وجاہت مین انتخاب ہے محمود نگر مین اونکا چھاپہ خانہ
جدید ہے عیاذاً باللہ پھولا گلشن بخرام ہے کہ دیدہ و شنیدہ ہے عقل دنگ ہے کارخانہ کیا ہے تحفۂ روزگار ہے
ایک سمت خوشنویس ثانی آغا و میر ہفت قلم یکطرف فاضل صاحب درس و تدریس ہر ایک بے نظیر
شیر و شکر کی طرح باہم یکجا ولایتی کل جسے دیکھکر جی بیکل ہو گیا ہے کیسا ہی جوان قوی ہیکل ہو اگر
چاہے پہاڑ اوٹھانے اگر ایک کا پنی مین ہاتھ کا بنے کیا دخل ہے جو بے دریافت دستِ فرمے نکالے
اوس کی ہر کتابی کو اگر کارمانی کہون بدگمانی ہے بہزاد کی عقل کو حیرانی ہے ورقے ورقے پر جلا ہے
صفا ہے یہ سحر کا ڈھلا ہے کہین پتھر صاف صاف شفاف جیسے سنگ کا فرسنگون نظر نہ آئے مردم
دیدہ اگر اوس کی صفا کو نظر بند کرین آنکھ پھسل جاے بر چشم ہم سنگ کوہ طور ہے کسی پر جلی لکھا کوئی
قلم موے مسطور ہے کاریگر ہر ایک سرگرم فرمانروائی ہے کتب کہن از سر نو زندہ ہوتی ہین ثبوت
اعجاز مسیحائی ہے چابکدست چست و چالاک استاد ہین طبع بلند اون کا مطبوع دلپسند اپنے کام مین
نوبی استعداد ہین بے لن ترانی کہتا ہون نئی تشبیہ ہاتھ آئی ہے بتلین کی سیاہی مین صاف کیفیت
روشنائی ہے فریم ہر ایک مرقع کی تصویر ہے لکھا مٹتا نہین گویا خط تقدیر ہے الٰہی جبتک فلک کی
کل چلتی رہے اور خانہ چرخ زنگاری رہے یہ کارفرما سلامت ہے کارخانہ جاری رہے بندہ کمترین
تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلہ و کعبہ استاد شاگرد نواز معزز و ممتاز مجمع فضل و کمال

نیک سیرت فرخندہ خصال خردآگاہ و دانش آزمودیادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان رشک
انوری وخاقانی نوازش حسین خانصاحب عرف مرزاخانی تخلص نوازش کا ہی حقیقت حال یہ مقام
کہ طرز ریختہ اور روزمرّہ اُردو کا اُن پر اختتام ہے شعرا اُنکے واسطے وہ شعر کی خاطر موضوع ہین کہنے کے علاوہ
پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہے اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سے ارشاد کرین فیض وہان تاثیر بیان
پسند طبع سحبان وائل ہو فی زمانناتو کیا سابقین جو موجد کلام کوس لمن الملکی بجاتے تھے اُنکے دیوانو مین
دس پانچ شعر تناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ اُن پر نازان تھے اور متاخرین فخریہ سند گردانتے
ہین لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبۂ کمال حاصل ہو ور طبع بھی عالی ہو آپ کا دیوان
بچشم انصاف و نظر غور سے دیکھے کوئی غزل نہو گی جو اُن کیفیتون سے خالی ہو ہر مصراع گواہ ہزار
صنعت ہر شعر شاہد لاکھ صفت مطلع سے مقطع تک ہر غزل پری کی صورت اکثر اشعار آپ کے تبرکاً
وتیمناً بطریق یادگار بندے نے لکھے ہین جہان لفظ اُستاد ہے وہ آپ کا شعر ہے یاد رہے

باعث تحریر اجزاے پریشان و سرگذشت مجمع دوستان مکلف ہونا محبوب کا بیان داستان مجموعہ کا

حسب اتفاق ایک روز مع چند دوست صادق ومحبان صفاکیش و موافق باہم بیٹھا تھا گرنیرنگی زمانۂ ناہنجار
وکجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب بادل حزین و زار اور بہجوم اندوہ و یاس ہے اور کثرت
حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ پاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور اُداس تھے اُنھون نے کہا شعبدہ بازی
چرخ مکار از آدم تا ایندم یون ہی چلی آئی ہے اور تفرقہ پردازی اُسکی سواے رنج محن زیادہ مشہور ہے
یہ اور برائی ہے اب یہی غنیمت جانیے اور لازم ہے کہ اُسکا بھی احسان مانیے کہ تم ہم اسدم باہم تو
بیٹھے ہین اُستاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سُنو یہ دم غنیمت ہے ✤ یہ ہنسنا بولنا رہجاے تو کیا کم غنیمت ہے
اور واقعی ہے اگر شدت رنج و الم مین دوست صادق یار موافق ہمنشین ہو تو الم خیال مین نہین آتا ہے
اور صحبت غیر جنس مین اگر تخت سلطنت میسر آئے تو تختۂ تابوت کی طرح کاٹے کھاتا ہے سعدی
پاے در زنجیر پیش دوستان ✤ بہ کہ با بیگانگان در بوستان ✤ لیکن زمانے کی عادت یہی ہے کہ
باوجود کثرت غم و شدت اندوہ و الم دو شخص باہم نہین دیکھ سکتا مزا چھینلیے ہو تخیق چرخ تا کے
سنگ تفرقہ ✤ بیٹھکر ایک دم کہین ہو وین جو ہمکلام دو ✤ جب سلسلۂ سخن یہانتک پہنچا اُس

زمرے مین ایک آشناے باصفا پُرمزہ بندے کے تھے اُنھون نے فرمایا اسوقت کوئی قصہ یا کہانی
بشیرین زبانی ایسا بیان کر کہ رفع کدورت وجمعیت پریشانی طبیعت ہو اور غنچۂ سربستۂ دل باہتزاز نسیم
تکلم کھلجائے فرمانبردار نے بجز اقرار انکار مناسب وقت نجانا چند کلمے گوش گزار کیے اگرچہ گریہ کردن راہم
دل خوش میباید مگر اس نظر سے مصرع ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست ٭ یہ فسانہ انھین بہت پسند
آیا کہا اگر بدلجمعی تمام تو اس قصۂ پراگندہ کو از آغاز تا انجام زبان اُردو مین فراہم اور تحریر کرے تو
نہایت منظور نظر اہل بصر ہو لیکن تقصیر معاف مملو لغت سے صاف ہو بندے نے کہا طبیعت ابناے روزگار
بیشتر متوجہ عیب جوئی و ہنرپوشی ہے بقول دلگیر شعر قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر ٭ اور
یہان حُسن شناسان سخن تھوڑے ہین ٭ وہ بولے چشمداشت صلہ طلب اُجرت کسی سے متصور نہین
فقط ہماری خوشی مدنظر رکھ جیسا رطب ویابس کہیگا ہمین پسند ہے بشرطیکہ جو روزمرہ اور گفتگو ہماری
تمھاری ہے یہی ہو ایسا نہو کہ آپ رنگینی عبارت کیواسطے دقت طلبی اور نکتہ چینی کرین ہم ہر فقرے کے معنی
فرنگی محل کی گلیون مین پوچھتے پھرین بندے نے کہا یہ تو مقدمۂ تحریر ہے اگر سرکار کے کام آئے
جاے تقریر نہین مگر جلدی نکر تا بوقت فرصت لکھونگا وہ تو یار شاطر نہ بار خاطر تھے کہا اچھا
فقیر کو اُسی دن سے ہمیشہ اسکا خیال رہتا تھا عدم فرصت سے نہ کہتا تھا آخر الامر بمقتضاے عادت
تلاش معاش کے حیلے مین فلک تفرقہ پرداز گردون عربدہ ساز نے صورت مفارقت کی دکھائی
مُہاجرت استقبال کو آئی مسرت بوقت لقمہ خوردن اے مسرت گفت ببہائم ٭ کہ روزی میکند
از ہم جدا یاران ہمدم را ٭ ربیع الثانی کے مہینے مین کہ سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ
وسلم بارہ سو چالیس تھے آنے کا اتفاق مجبور کور دہ کانپور مین ہوا بلکہ یہ بستی ہیچ وپوچ ہے اشرف
یہان عنقا صفت ناپیدا ہین احیانا جو ہونگے تو گوشہ نشین عزلت گزین مگر چھوٹی اُمت کی بڑی
کثرت دیکھی یہ طور دیکھکر دل وحشت منزل سخت گھبرایا کلیجہ منہ کو آیا قریب تھا جنون ہو جائے
تیرہ بختی سے روز سیاہ پیش آئے لیکن بشربت عنایت ومعجون شفقت ارسطو فطرت بقراط حکمت
حکیم سید علی صاحب خیر اندیشہ علم وکمال سخن فہم ظریف خوشخصال طبع سوداخیز اور سر جنون انگیز کو
آرام وتسکین حاصل ہوئی وہ حال فقیر دلگیر پر الطاف وکرم فرماتے تھے تدبیرین نیک واحسن
دافع رنج ومحن بتاتے تھے ایکروز اُن سے بعد اظہار حال مکلف فسانہ دوستانہ یہ بھی کہا کہ

ایک کہانی لکھا چاہتا ہون سُن کر فرمایا بیکار مباش کچھ کیا کر میر تم پیر نہین پیر تم کاہلی اللہ ری
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے۔ اُسوقت یہ کلمہ توسن طبع کو تازیانہ ہوا اگرچہ اِس ہیچ میرز کو یہ یارا
نہین کہ دعوی اُردو زبان پر لائے یا اس فسانہ کو بنظر نثاری کیکو سنائے اگر شاہجہان آباد کہ مسکن
اہل زبان کبھی بیت السلطنت ہندوستان تھا وہان چندے بود و باش کرتا فصیحون کو تلاش کرتا
تو فصاحت کا دم بھرتا جیسا میر امن صاحب نے چار درویش کے قصے مین بکھیڑا کیا ہے کہ ہم لوگونکے
ذہن و حصے مین یہ زبان آئی ہے دلی کے روڑے ہین محاورے کے ہاتھ منہ توڑے ہین پتھر پڑین ایسی
سمجھ پر یہی خیال انسان کا خام ہوتا ہے مفت مین ننگ بد نام ہوتا ہے بشر کو دعویٰ کب سزاوار ہے
کاملون کو ہیچمدان گوئی سے انکار بلکہ ننگ و عار ہے مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید یہ وُہی
مثل سُنے مین آئی کہ اپنے منھ سے دھنا یائی لیکن تحریر اسکی ایفائے تقریر ہے یہ قصہ دلچسپ بنظیر
ہے امید ناظرین پرتمکین سے یہ ہے کہ بچشم عیب پوشی و بنظر اصلاح ملاحظہ فرما کر جہان سہو یا غلطی پائین
باصلاح مزین فرمائین کیسی ہی طبیعت عالی ہو ممکن نہین جو بشر خطا سے خالی ہو اس کے مطالعہ سے
خاطر عاطر شاد کرین عاصی کو دعائے خیر سے یاد کرین نیازمند کو اس تحریر سے نمود نظم و نثر و جودت طبع
کا خیال نتھا شاعری کا احتمال نتھا بلکہ نظر ثانی مین جو لفظ دقت طلب غیر مستعمل عربی فارسی کا مشکل
تھا اپنے نزدیک اُسے دور کیا اور جو کلمہ سہل ممتنع محاورے کا تھا وہ رہنے دیا دوست کی خوشی سے
کام رکھا **فسانہ عجائب** اس کا نام رکھا اللہ المبدء والیہ المآب عنایت ایزدی سے تمام ہوئی کتاب

آغاز داستان نادر بیان صاحب سریر سلطانی مالک اورنگ کامرانی زینت تاج و تخت شاہنشاہ گردون بارگاہ شاہ فیروز بخت و پیدا ہونا شاہزادہ جانعالم کا اور شادی ماہ طلعت سے + اُستاد

مثل ہی ہے دہ الفاظ تلازم سے یہ خالی ہے + ہر اک فقرہ کہانی کا گواہ بے مثالی ہے + لا اعلم
یادگار زمانہ ہین ہم لوگ + سن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ + گرہ کشایان سلسلۂ سخن و تازہ کنندگان
فسانۂ کہن یعنی محرران رنگین تحریر و مورخان جادو تقریر نے اشہب جہندۂ قلم کو میدان وسیع بیان
مین باکرشمۂ سحرساز و لطیفہ ہاے حیرت پرداز گرم عنان و جولان یون کیا ہے کہ سرزمین ختن مین ایک
شہر تھا مینو سواد بہشت نژاد پسند خاطر محبوبان جہان قابل بود و باش خوبان زبان شمیم صفت اسکی

معطر کن دماغ جان شکن التہاب قلب دافع خفقان میں اسکی رشک چرخ برین رفعت و شان چشمک زن
بلندی فلک ہفتمین گلی کوچہ خجلت دہ گلشن آبادی گلزار بسان تختہ چمن بازار ہر ایک بے آزار مصفا ہموار
دکانیں نفیس مکان نازک پائدار خلق خدا با خاطر شاد اُسے فرحت آباد کہتے تھے جسطرح کی خلقت رغبت سے
اُس میں رہتی تھی والی ملک وہاں کا شاہ گردون وقار پُر تمکین با افتخار سکندر سے ہزار خادم
دارا سے لاکھ فرمانبردار و قباد شوکت کاؤس حشم مالک تاج و تخت والا مرتبت عالیمقام شاہنشاہ فرخ بخت
تمام موج بخشش سے اُس بحر جود و عطا کے سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرۂ غضب کے شعلہ سے دشمن
بدباطن جگر سوختہ بیتاب دیدۂ داد دہی غلغلۂ عدالت سے دشمن دوست جانی چور مسافر کے مال کا
نگہبان ڈکیتوں کو عہدۂ پاسبانی ملک وافر سپاہ افزون از قیاس خزانہ لاانتہا وزیر و امیر جانفشان
تاج بخش باج ستان محتاج اور فقیر کا شہر میں نام نہیں داد فریاد آہ و نالہ سے کسی کو کام نہیں
رعیت راضی سپاہ جان نثار دوست شادان دشمن خائف شمع کا چور سر محفل لرزان اس نام سے یہ ننگ
تھا کہ امیروں کا چور محل ہونے پاتا تھا دزد حنا کا رنگ نہ جمتا تھا سرو دست ہاتھ باندھا جاتا تھا
آنکھ چرانے سے چشم چشمک کرتے تھے کار خیر سے اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اُس پر
دھرتے تھے لیکن باین حکومت و ثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد بالکل تھی خواہش فرزند
دردل ہونے کی کاہش متصل حسرت پسر میں رَبِّ لَا تَذَرْنِی فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ہر ساعت
بر زبان رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وظیفہ دہان لڑکے کی تمنا میں بادشاہ مثل گدا دست دراز کیا
لا پروا بے نیاز کی قدرت سے بانیاز آخرش جناب باری میں تضرع و زاری اس کی منظور ہوئی
لاولدی کی بدنامی دور ہوئی ساٹھ برس کے سن میں گوہر آبدار دُرِ شاہوار صدف بطن بانوے
بخت الطوار سے پیدا ہوا چھوٹا بڑا اُس کی صورت کا شیدا ہوا اُس روح افزا کا فیروز بخت نے جان عالم
نام رکھا شب و روز پرورش سے کام رکھا حسن اللہ نے یہ عطا کیا کہ نیر اعظم چرخ چارم پر رعب جمال سے
تھر لیا اور ماہ باوجود داغ غلامی تاب مشاہدہ نہ لایا اُس نقش قدرت پر تصویر مانی و بہزاد حیران
اور صناعی آذر کی ایسے لعبت حقیقت کے روبرو پشیمان کاسۂ سر پر شور جوانی روز شباب سے معمور
آنکھیں جھپکانے والی دیدۂ غزال ختن کی شراب عشق کے نشے سے چکنا چور چہرے پر جلال شاہی
شوکت جہان پناہی نمایان حسن درخشندہ کی ترجیح یہ از انجم و اختر تابان مصحفی اُسے دیکھ

طفلی مین کہتی تھی دایہ مایہ ناز کا طرحدار پیدا ہوا ہے مرزا قتیل ؎ پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند
لکھا ہے کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ افروز ہو زینت بخش کنار مادر و زیب دہ آغوش
دایہ ہوا خزانہ و محبس کھلا ہزار ہا قیدی رہا ہو اپنے گھر آیا اور سیکڑون لونڈی غلام نے فرمان
آزادی پایا شہر مین محتاج ناپیدا تھا گراشرفی روپیہ حاجیون کے واسطے مکہ معظم اور زائرون کی خاطر
کربلائے مکرم مین بھیجا ایک سال کا خراج رعیت محتاج کو معاف ہوا شہزادے کے نام کے گنج
آباد ہوئے مسجدین مدرسے مہمانسرا مسافرخانے تعمیر ہوئے اہل شہر دلشاد ہوئے نجومی
پنڈت جفر دان حاضر ہوئے بہت سوچ بچار کر برہمنون نے عرض کی مہاراج کا بول بالا جاہ و حشم
مرتبہ دوبالا اعلیٰ رہے ہماری پوتھی کہتی ہے بھگوان کی دیا سے شہزادے کا چندرمان بلی ہے
چھٹا سورج ہے چوگرہ ہے وہ بھلی ہے دیگ تیگ کا مالک رہے دھرم مورت یہ بالک ہے
جلد راج پر براجے پرتھمی مین دھوم مچے ایسی شادی رچے مگر پندرھوین برس مشتری بارھوین آئیگی
سنیچر پانون پڑے گا ایک بکھیڑ و سوئے کے برن مین ہاتھ آئیگا تریا کی کھٹ پٹ سے وہ بچن
سنائیگا کہ راج پاٹ چھڑا دیس بدیس لیجائیگا ڈگر مین شاہزادہ بھٹکے کوئی پاس نہ پھٹکے ساتھی
چھٹین اپنے ڈیل سے ڈانوان ڈول رہے پھر ایک منکھ بھاکر کا سیوک کرپا کرے راہ لگائے
کوئی کلنکن لوبھی ہو کشٹ دکھائے وہان سے جب چھٹے رانی ملے مہا سندر وہ چرن پر پران
وارے پتا اوسکا گیانی گن کی تھتی دے اوس سے کئی بلچھ مالے دکھ مین آڑے آئے گڑے کلج بنائے
جب اوس نگر پہونچے جس کے چت مین گھر چھوڑے تو لاب بہت ہو درب گھنے ہاتھ آئین
دور سب کلیس ہو جائین پر ایک ہتی من کا کپٹی استری پر دو جیت ہو گھٹائی کرے جنجھ پڑین
نرناری لڑین اور کچھ جل مین بھی ہل چل پڑے پرتی لوگ جھٹ جائین نگر نگر کھوج مین پھر آئین سب
بچھڑے ملجائین ماتا پتا کے ڈھنگ آئین استری تین ہو و بکار مان رہے ایک کی ہین ہو بڑا
راج کرے دیا دھرم کے کاج کرے گنیان کی کرپا سے جان کی کھیر ہے بڑی بڑی دھرتی کی
سیر ہے یہ سن کے بادشاہ کو نہ ملول ہوا پھر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فِعلُ الحَکِیمِ لَا یَخلُو عَنِ الحِکمَۃِ
اون سب کو بقدر حال فراخور کمال مالا مال کیا خلعت و انعام دیا بہ بشاشت تمام سرگرم پرورش
صبح و شام رہا کوئی برسون مین بڑھتا ہے وہ نہال نو دمیدہ بستان سلطنت گھڑیون بلند بالا

ہوتا تھا چند عرصے مین بحول و قوت آلہی وہ ہاتھ پاؤن نکالے دس برس کے سن مین اُس غزال چشم نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست و بازو مین یہ طاقت ہوئی کہ درندہ فیل مست ہوا جوان رعنا چہرہ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اُس کا روے منور دیکھتا یہ کہتا لا اعلم منہ دیکھو آئینے کا تری تاب لاسکے + خورشید پہلے آنکھ تو تجھسے ملا سکے + تصویر تیری کھینچے مُصور تو کیا مجال + دستِ قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے + تحصیل علم و فضل مین شہرہ آفاق ہوا جتنے فن سپہ گری ہین اُن کا مشاق جمیع علوم ہر فن مین طاق ہوا جل جلالہٗ باپ ویسا بیٹا ایسا محبوب محبت مین بسان یوسف و یعقوب جب وہ ہلال سپہر شہریاری بدر کامل ہوا اور چودھوان برس بھر گیا جوانون مین شامل ہوا بصلاح و صوابدید ارکان سلطنت و دولتخواہان دولت شادی کی تجویز ہوئی بتلاش بیشمار و تجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت حور نژاد گل اندام سیمین بر رشک شمشاد ماہ طلعت نام دودمان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہی
طریق فرمانروائی ہے اسی طرح اُس کے ساتھ اس اختر تابندہ کو ہمقران کیا

ترانہ سنجی عندلیب خامہ گلشن بیان سواری شہزادہ جانعالم مین اور خریدنا توتے کا اور گنج بخشی ماہ طلعت کی توتے سے اور ذکر حسن انجمن آرا اور شہزادیکا عاشق ہونا

بلبل نواسنج ہزار داستان طوطی خامہ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین یون چہکا ہے کہ بعد رسم شادی سیر و شکار کی اجازت سواریکا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ جانعالم سوار ہونے لگا ایک روز گذر اُسکا گدڑی مین ہوا انبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلہ تحسین و آفرین از زمین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ اُدھر متوجہ ہوا دیکھا ایک مرد پیر نحیف ستر اسی برس کا سن نہایت ضعیف پنجرا ہاتھ مین لیے کھڑا ہے اُسمین ایک جانور مانند ساکنان جنان سبز پوش طائر بمروت خانہ بدوش با منقار گلنار لطیفے لطیف رنگین اور نکتے قابل تعریف نمکین مثال طوطی پس آئینہ بیان کرتا ہے لا اعلم در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند + انچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم + شہزادے کے دیکھتے ہی توتا اپنے مالک سے بولا اے شخص کوکب بخت تیرا افلاس کے برج تیرہ سے نکلا نصیب جسکا طالع برسر یاری زمانہ آمدہ مددگاری ہوا دیکھ ایسا شاہزادہ حاتم شعار ابر گہربار متوجہ اس شت

تصویر شہزادہ اور پیرمرد کی مع پنجرہ اور توتے کے

ذرہ بیقدار رہوا ہے وہ بیکار ہے تے کار گاہ بے ثبات مین ہون جس کا طالب نہین لہین بجد یکیہ
جانور ہون آدر یلی کا کھاجا مگر جو یہ نظر عنایت کرے ابھی تیرا ہاتھ پر زر ہو دامن گھر سے بھرے
جان عالم نے یہ سخن ہوش ربا کلمہ حیرت افزا اُس توتے عقل کے اُڑا پنجرا اُس طائر ہمہ دان
جانور سحر بیان کا ہاتھ مین لیکے مالک سے قیمت پوچھی توتے نے کہا مؤلف کب لگاتا ہے کوئی
اس دل بیحال کا مول ٭ سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول ٭ مگر جو حضور کی مرضی
جان عالم نے لاکھ روپے خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھ مین لیے دولتسرا کو روانہ ہوا
گھر مین جا ماہ طلعت کو توتا دکھایا یہ مصرع انشا کا پڑھا انشا بادارہم گئے تھے اک چوٹ مول لائے
توتے نے شہزادے کو سخنان دلچسپ قصص عجیب حکایات غریب شعر خوب خمسہائے مرغوب سُنا
اپنے دام محبت مین اسیر کیا یہ نوبت پہونچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا جدا نہوتا جب دربار جاتا
پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت کو سونپ جاتا اور دربار سے دیوانہ وار بشوق گفتار بیقرار جلد پھر آتا
ایک دن شاہزادہ دربار گیا تو تا محل مین رہا اُس روز ماہ طلعت نے غسل کیا اور لباس مکلف سے
جسم آراستہ زیور پر تکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر بیٹھی ہوا جو لگی آئینے مین صورت دیکھ
خود محو تماشا ہوئی بجز عجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سے جلیسون سے جو جو دمساز محرم راز
تھین اپنے حسن کی داد چاہی ہر ایک نے موافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے کہا ہلال عید ہو

کوئی بولی خدا جانتا ہے دید ہو نہ شنید ہو اللہ تعالیٰ نے باین کثرت مخلوقات ہمسر اقسام جن و بشر بنایا یا نہین پری نے یہ قد و بالا حور نے یہ حسن کا جھمکڑا پایا یا نہین جب وہ کہہ چکین ماہ طلعت نے کہا توتا بہت عقلمند ذی شعور سیاح نزدیک و دور ہے اس سے بھی پوچھنا ضرور ہے مخاطب ہوئی کہ اے مرغ خوشنخو و طائر دم دلباس سرخرو بذلہ سنج بیرنج سچ کہنا اس سج دھج کی صورت کبھی تیرے طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہے نیرنگی چرخ کجرفتار فتنہ پردازی گردون واقف دن عیان ہے

تصویر ماہ طلعت و جان عالم مع توتے اور خواصون کے

آگاہ سب جہان ہے اسوقت توتا رنجیدہ دل کبیدہ خاطر مضمحل میٹھا تھا چپ ہو رہا شہزادی نے پھر پوچھا توتے نے بے اعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ رنڈی معشوق مزاج طرہ یہ کہ شہزادے کی جورو شوہر مالک تخت و تاج برہم ہو کے بولی میان مٹھو جینے سے خفا ہو جو ہمارے روبرو چبا چبا کر گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دھمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھ دکھانا اور ہے کیون الجھتی ہو شاید تمھین بیچی ہو پھر تو شعلہ غضب کا کانون سینۂ شہزادی مین مشتعل ہوا کہا کیون جانور بے تمیز ناچیز تیری موت آئی ہے کیا بیہودہ ٹین ٹین مچائی ہے واہی بک رہا ہے ہمارا مرتبہ نہین سمجھتا ہے توتے کے منھ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا منھ ملاحظہ کرو صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو یہ حیص بیص تھی جانِ عالم تشریف فرما ہوا عجب صحبت

دیکھی کہ شہزادی بچشم پرآب و بادل کباب غیظ مین آ تھرا توتے سے بحث رہی ہے شہزادے نے
فرمایا خیر باشد توتا بولا آج نراشر ہے خیر بخیر مگر چندے حیات مستعار اس وحشی کی اور آب و دانہ قفس
پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربہ غضب
شہزادی سے مجروح ہو کر پرواز کر جاتا ہرگز جیتا نہ پاتے مگر پنجرا خالی دیکھ مزاج عالی پریشان ہوتا
بحسرت و افسوس یہ فرماتے انشا توتا ہمارا مر گیا کیا بولتا ہوا + ماہ طلعت ان باتون سے زیادہ
مکدر ہوئی شہزادے سے کہا اگر میری بات کا توتا جواب صاف نہ دیگا تو اس نگوڑے کی گردن مروڑ
اپنے تلوؤن سے اسکی آنکھین ملونگی جب دانہ پانی کھاؤن پیونگی جان عالم نے کہا کچھ حال تو کہو
توتے نے گزارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سُنیئے آج شہزادی صاحب اپنی دانست مین بہت
نکھر بنا دیکھ آئینے کو کہتی تھی کہ اللہ رے مین + مجھے پھر فرمایا تو نے ایسی صورت کبھی دیکھی ہے
مجھ اجل رسیدہ کے مُنھ سے نکلا خدا نکرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک کشتنی سوختنی
گردن زدنی ہون بقول میر تقی شعر بے جرم تہ تیغ ہی رکھا تھا گلے کو + کچھ بات بُری مُنھ سے
نہ نکلی تھی بھلے کو + جان عالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی حمق سے بھری ہو تم تو پری ہو جانور کی
بات پر اتنا آزردہ ہو گو گویا ہے پھر طائر ہے میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی
آنکھ بدل کر روکھی صورت بنائی اور تیئن سے بولا خداوند نعمت جھوٹ جھوٹ ہے سچ سچ ہے
ہمسر جس کا کوئی نہین ہے وہ ذات وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ کی ہے اُسکے سوا ایک سے ایک بہتر و بدتر ہے
وہ خود فرماتا ہے فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَی الْبَعْضِ مین نے تو جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ
کہا تھا اگر راستی پر ہوتا گردن کج کیے سیدھا گور مین سوتا یہ سُن کے وہ اور مجوز ہوئی مشتعل تھوڑا ہے
راج ہٹ تریاہٹ بالک ہٹ جان عالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو ہو منھ پیارے سچ کہد د
توتے نے بمنت عرض کی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مجھسے سچ نہ بلوائیے میرا مُنھ
نہ کھلوائیے ہمین انجام راستی حضور کے دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی
کوچہ گردی نصیب ہو گی شہزادے نے کہا یہ جملہ تمنے اور سنایا اب جو کچھ کہنا ہے کہا چاہیے
باتین بہت نہ بنائیے اُسنے کہا مین نے ہر چند چاہا آپ رنج سفر مصائب شہر بشہر ابدلے غربت سے
باز رہین کہ سفر اور سقر کی صورت ایک ہے اس سے بچنا نیک ہے مگر معلوم ہوا کہ حضور کے مقدر مین

یہ امر لکھا ہے میرا قصور اس مین کیا ہے رفیع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو + سوزن
تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے + سُنیئے قبلۂ عالم یہان سے برسون کی راہ شمال مین ایک ملک ہے عجائب
زرنگار ایسا خطہ ہے کہ مرقع خیال مانی و بہزاد مین نہ کھچا ہوگا اور پیر دہقان فلک نے مزرعۂ عالم مین
نہ دیکھا ہوگا شہر خوب آبادی مرغوب تنڈی مرد حسین طرحدار مکان بلّور کے بلکہ نور کے جواہر نگار
عقل باریک بینان مشاہدے سے دنگ ہو خلقت اس کثرت سے بسی ہے کہ اُس بستی مین وہم و فکر کو عرصہ
تنگ ہو خورشید ہر سحر اُسکے دروازے سے ضیا پاتا ہے بدر کامل اس شہر مین غیرت سے کاہیدہ ہو ہلال نظر آتا ہے
وہانکی شہزادی ہے انجمن آرا اُسکا تو کیا کہنا کہان میری زبان مین طاقت اور دہان مین طلاقت
جو شمہ مذکور شکل و شمائل اُس زہرہ جبین فخر لعبتان لندن و چین کا سناؤن اُستاد ایک مین کیا
خوب گردیکھے اُسنے حسن آفرین + اپنی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر رہے + لیکن سات سو خواص
زرین کمر تاج دلبری بر سر ماہرو عنبرین مو سرگروہ خوبان جہان جان جان آرام دل مشتاقان
اُسکی خدمت مین شب و روز سرگرم خدمتگزاری بڑی تیاری سے رہتی ہین اگر اُنکی لونڈیونکو
شہزادی صاحب بنظر انصاف دیکھین اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائین یقین تو ہے چُلّو بھر پانی مین
محجوب ہوکے ڈوب جائین ماہ طلعت یہ سُنکے سُن ہو لی سر جھکا لیا جان عالم نے پنجرہ اُٹھا لیا دیوانخانہ مین
لیجا مفصل حال دریافت کرنے لگا ہر دم دم سرد بھرنے لگا مولوی جامی رح نہ تنہا عشق از دیدار خیزد + بسا کین
دولت از گفتار خیزد + در آید جلوہ حسن از در گوش + ز جان آرام رباید ز دل ہوش + ز دیدن ہیچ اثر نے
درمیانہ + کند عاشق کسانرا غائبانہ + توتے کو شہزادے کی طرز گفتگو رنگ زرد آنکھ کی تری ہونٹھ کی
خشکی دل کی دھڑک کلیجے کی پھڑک سے کہ یہ نشان عشق گمان خبط سب ہین ثابت ہوا کہ شہزادے کا
دل پر تیر پڑا ہے اور دماغ عقل سے خالی ہوا خیال محال وصال انجمن آرا بہر لخت نادم و خجل ہوا
دل سے کہا کمبخت زبان نے حسن کے بیان نے غضب کیا منتر کارگر ہوا پڑھا جن سر چڑھا
حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس عزم بیجا سے باز رکھے کہا اے نادان دشمن جان
یہ مقصد لاحاصل ہے عمداً اس کوچے مین پانون نہ دھر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر بقول مولف خدا کو مان
نہ لے نام عاشقی سرور + کہ منفعت مین بھی اسکے ہین سو ضرر پیدا + بیان اسکا محال ہے مگر مختصر سا
یہ حال ہے عقل اس کام مین دور ہو جاتی ہے وحشت نزدیک آتی ہے لب خشک چشم تر چہرہ زرد

دل خون ہوتا ہے بھوک پیاس مرجاتی ہے خواب مین نیند نہین آتی ہے جان شیرین تلخ ہو کلیجے مین درد آخر کو جنون ہوتا ہے لخت جگر کھاتا ہے خون دل پیتا ہے مر مر کے جیتا ہے رقیبونکے طعنونسے سینہ فگار رہتا ہے لڑکون کے پتھرون سے سر گلنار ہوتا ہے دنکو ذلت وخواری شب کو انتظار مین اختر شماری بیقراری سے قرار سب کی نظر مین ذلیل وخوار جنگل مین جی لگتا ہے بستی اُجاڑ معلوم ہوتی ہے دربدر پھرنے مین دن تو کٹ جاتا ہے تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہے دل جلتا ہے دیدے سے دریا اُبلتا ہے شجر تمنا بے برگ وبار رہتا ہے پھولتا ہے نہ پھلتا ہے جو امید کا گھن پیری تک اُدھیڑ بن رہتی ہے گونگا بہرا بنجاتا ہے طبیعت سُن رہتی ہے ابھی پہلی بسم اللہ ہے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہو لب پر آہ ہے دیکھا نہ بھالا ہے سینے کے پار عشق کا بھالا ہے آئینہ ہاتھ مین لے منھ تو دیکھو نقشہ کیا ہے معشوق باوفا کو گراُرخ لال سپید سے نایاب سوا ہے کہان ملتا ہے خاک مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے خواہان ملتا ہے یہ جو زمانے مین مشہور مہر وفا ہین بانی صد جور وجفا ہین عشق کمبخت بے پیر ہے او نوجوان یہی ٹیڑھی کھیر ہے سُنا نہین کوہکن نے جان شیرین کس تلخی سے کھوئی یوسف کی چاہ مین زلیخا نے کیسے کنوئین جھانکے کیا کیا رو دی مجنون کو اس وحشت مین جنون ہوا لیلی کا کیا بگڑا پرویز کا اس کوچے مین خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہے کہ اتنا بھی کوئی نہ سمجھا جامی غم چیزے رگ جان را خراشد + کہ گاہے باشد وگاہے نباشد + ذلت اس کام مین عزت ہے درد کا نام یہان راحت ہے دل اس کشمکش مین ٹوٹ جاتا ہے رستم کا اس معرکے مین جی چھوٹ جاتا ہے اسفندیار سا رویین تن ہو تو موم کی طرح پگھل کر بہہ جائے حسرت ہی حسرت رہجائے لوگون نے ہزارون رنج صدمے اس کام مین اُٹھائے بعد خرابی بسیار بھی ناتجربہ کار کہلائے لیکن یہ وہ بڑا کام ہے کہ اسمین مشاق اور مبتدی کی رائے ایک سی ہے اسکا آغاز ہے نہ انجام ہے مرض عشق مین کوئی دوست گرفتار نہو مؤلف ع دوست تو دوست ہے دشمن کو یہ آزار نہو

مسدس

کیا مین اس کافر بدکیش کا احوال کہون
یہی خونخوار پیا کرتا ہے عاشق کا خون
زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون
رفتہ رفتہ یہی پہونچاتا ہے نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہے انسانون کا
دین کھوتا ہے یہی کافر ہے مسلمانون کا
یہی کرتا ہے ہر اک شخص کو رسوا ظالم
یہی کرتا ہے ہر اک چشم کو دریا ظالم

جو وہ دکھلاتا ہے گلشن گئے صحرا ظالم
کیا بتاؤں تمھیں کرتا ہے یہ کیا کیا ظالم
دربدر رکھا کے بسر چاک گریباں کر کے
جان لیتا ہے دلے بے سر و ساماں کر کے

یہی باعث ہوئی زلیخا کی بھی خواری کا
یہی باعث دشمن دل کی ہوا یاری کا
یہی فرہاد کے جانی تھا تبرداری کا
عشق کہیے بنا اسے تیشہ ہے یہ باری کا
تلخکامی ہوئی شیریں کو اسی سے حاصل
کیسے بے پردہ و برباد ہزاروں محمل

اپنے مجنوں سے بنائے ہیں بہت دیوانے
اس نے خود رفتگی میں اپنے کیے بیگانے
گو کہ مشہور جہاں اس کے ہیں سب افسانے
پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہی جانے
کبھی معشوق کے پردے میں نہاں ہوتا ہے
کبھی سر چڑھکے یہ عاشق کے عیاں ہوتا ہے

ناقۂ لیلیٰ کا مضطر کا شتربان یہ تھا
نجد میں قیس سے پہلے نہی حدی خوان یہ تھا
چاہ میں ڈال کے یوسف کا نگہبان یہ تھا
جان ہر شیر کی لینے کو نیستان یہ تھا
حسن بنجاتا ہے انداز کہیں ناز کہیں
درد دل ہے یہ کہیں سوز کہیں ساز کہیں

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ کے سنگ زمیں
دی ہے شیریں کی طرح کتنوں نے جان شیریں
پاس عذرا کے گیا اور کبھی وامق کے قریں
اس سے آوارہ بچا اور نہ بچا گوشہ نشیں
اس سے ملتا ہے جسے رنج و محن ملتا ہے
گور ملتی ہے کسی کو نہ کفن ملتا ہے

طور کو نور کے جلوے میں جلایا اس نے
کبھی آتش کو ہے گلزار بنایا اس نے
جان چھوڑی نہیں جیتا جسے پایا اس نے
اور نیرنگ جہاں اپنا دکھایا اس نے
کام فرہاد سے لیا زند و نکونا کام رکھا
درد کا نام بھی بیدرد نے آرام رکھا

اسکے افسانے ہیں دنیا میں بہت طول و طویل
جس کا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
اس کا بیمار پڑا رہتا ہے بستر پہ علیل
دھونس دے دے کے بجا دیتا ہے یہ کوس رحیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہے
وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہے

یہی اخفا ہے بصد زیب رگ ہر گل میں
سوز و نالہ یہ اسی کا ہے دل بلبل میں
یہی ہے جزو میں گر دیکھو یہی ہے کل میں
گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہے اس کے چھل میں
خون بجرم زمانے کا بہاتے دیکھا
میل چتون پہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

ایک شعر ہے لکھا حال جو مین نے اس کا
دشت غربت مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا

جسپہ اس دیو نے الطاف کا سایہ ڈالا
دوست بھی چھوٹتے ہین شہر بھی چھوٹے اپنا

پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور ہوا
کونسا شیشۂ دل تھا کہ نہ وہ چور ہوا

ہجر کے رنج مین کشون کا ہوا اس مین وصال
اس کی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال

لے گئے سینے مین فرقت کا سبھی درد و ملال
کس کی طاقت ہے جو تحریر کرے اسکا حال

زیست کرنا غم ہجران سے ہے یہ شبکی شاق
جان دیتے ہین کہ لیکھے ہی ہاے فراق

وصل مین گو مزا ہے ہجر کا رنج ولے جانگزا ہے چاہ کنوئین جھنکواتی ہے یہ وہ بیماری ہے جو جان کے ساتھ جاتی ہے ہمیشہ سے اس کام والے آہ و نالہ بر لب خاک بسر چاک گریبان سب رہے ہین اگر عاشق کی عزت و توقیر ہوتی تو دنیا مین اس سے بہتر کوئی شے نہتی کچھ کچھ ان لوگون کے مرتبہ شناس قدردان ہین مگر ہر جگہ کہان ہین اور یہ قصہ جو مین نے کہا فقط بات کی پیچ کا جھگڑا تھا ورنہ کہان ملک زرنگار کہان شہزادی عالی تبار جان عالم نے کہا استغفر اللہ اگر وہ جھوٹ تھا تو یہ فقرہ کب سچ ہے یہ تو نری گھڑنت ہے سوگند خدا ہی کی قسم ناصح نمانونگا کہا اب تو + چھوٹے گا ترے کہنے سے میرا دل لگا اب تو + اسی تقریر مین یہ حال ہوا کہ دل مین درد چہرہ زرد ہونے لگا لب پر آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوئے ضبط کا پردہ درمیان سے اُٹھا شور فغان سے اُٹھا جنون پیرامون عقل بیچارہ ہو گرفتار سلسلۂ محبت مین اسیر بقول میر ہو گیا میر طبع نے اک جنون کیا پیدا + اشک نے رنگ خون کیا پیدا + ہاتھ جانے لگا گریبان تک + چاک کے پانون پھیلے دامان تک + بیقراری نے کج ادائی کی + تاب و طاقت نے بیوفائی کی + طوطا یہ حال دیکھکر بہت محجوب ہوا کہ ناحق رنڈی کی کج بحثی سے شہزادے کو مرگ کا مستعد کیا بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اس طرح کا بجھانا مانع ہونا اُبھارنا بھڑکانا بلکہ نرا جلانا ہے گھبرا کر تسکین و تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مرہم مژدۂ وصال سے بھرنے لگا کہا آپ ہوش و حواس بجا رکھیے اگر مجھے ایسا سچا جانا کہ میرا جھوٹ سچ مانا اس شرط سے آپکو لیچلونگا جو میرا کہا مانو گے ترک اُٹھاؤ گے دھوکا کھاؤ گے پھر مجکو بناؤ گے پچھتاؤ گے جان عالم نے فرمایا اے رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیرے جادۂ اطاعت سے ہرگز قدم باہر نہ دھرونگا جو تو کہیگا

وہی کرونگا مگر جلد حال مفصل اور بعد منازل و سمت شہر دوست سے نشان کامل دے ورنہ دل بیتاب بخلت وہ بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزون نہین تڑپ کر از راہ چشم نادیدۂ دوست نکل جائیگا پھر بجز حسرت و افسوس تیرے کیا ہاتھ آئیگا میرا دل تڑپتا ہے شعر [illegible] یا کہ دل میرا ہے توتے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے اتنی جلدی موقوف کیجیے آج کی رات اس شہر مین کاٹ صبح ادھر کی راہ لیجیے آخر کش صادق اور طالع بھی موافق ہے انشاء اللہ منزل مقصود کو پہونچینگے عزم بالجزم درکار ہے در شہرپناہ پر خانۂ یار ہے جان عالم یہ خوشخبری سن کے بشاش ہوا پھر کہا آشنا و مژدۂ وصل سے کل رات کی نیند ہو حرام + مے اگر طالع برگشتہ نہ تدبیر الٹ + اس رات کی بیقراری گریہ و زاری اختر شماری شہزادے کی کیا کہون ہر گھڑی بحال پریشان سوئے آسمان مضطر نگران تھا کہ رات بسر ہو جلد سحر ہو تا عزم سفر ہو اور یہ کہتا تھا سعدی سعدیا تو سبتہ امشب وہلی صبح نکو فت + یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را + آخر کش تاثیر دعائے سحری اثر نالۂ نیم شبی سے ظلمت شب بنور روز منور ہوئی وزیرزادے کو باوجود خود فراموشی یاد فرمایا لڑکپن سے تا زمانۂ عشق انجمن آرا اس سے بھی الفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنگی جہیٹ نسیم سمند کو گھونڈل ڈالے انکے قدم سے کمیت صرصر کی اپٹ پانون نہ آگے نکالے جلد دو انجردار شاد اصطبل خاص مین جا گھوڑے لایا کچھ اسباب ضروری وہ بھی مجبوری ہے کے وہ دونون خستہ تن بقول میر حسن چل نکلے مصرعین

نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منگل کی لی
نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

پہلا سفر عازم شہر دلدار کا مع وزیرزادہ اور رہبر ہونا توتے کا ہرن کا ملنا اور تفرقہ باہم کا ملاقات مرشد کامل کی پھر حوض مین کودنا شہزادے کا طلسم کی گرفتاری جان عالم کی بیقراری پھر بدولت نقش سلیمانی رہائی پانی

بادیہ پیمایان مراحل محبت و صحرا نوردان منازل مودت رہروان دشت اشتیاق قطع کنندگان جادۂ فراق مسافران بازناکامی بردوش بجز راہ کوچۂ یار دین و دنیا فراموش عشق سر پر سوار خود پیادہ زیست سے دل سیر مرگ کے آمادہ لکھتے ہین کہ جب باین ہیئت کذائی وہ پروردۂ دامن ناز آغوش شاہی گھر سے نکلا اور در شہرپناہ پر پہونچا پھر کر عمارات سلطانی شہر کی آبادانی دیکھ آہ سرد کھینچی غریب الوطنی پر

کمر چست کی اور فراق یاران وطن مین دل کھول کے خوب رویا پھر فاتحہ خیر پڑھ آگے بڑھ توتے کو پنجرے سے
کھول دیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیر زادہ سمند صبا پر میان مٹھو پیادہ نیا دانہ کھاتے نیا پانی پیتے
روانہ ہوئے بعد طے منازل و قطع مراحل اتفاق گذر ایک دشت عجیب صحرائے غریب مین ہوا ہر تختہ جنگل کا
بروش باغ تھا جو پھول پھل تھا تازہ کن دل معطر نمائے دماغ تھا جہان تک پیک نگاہ جاتا بجز گلہائے رنگین
و یاسمن و نسرین اور کچھ نظر نہ آتا شہزادہ شگفتہ خاطری سے صناعی باغبان قضا و قدر کی دیکھتا جاتا تھا
ناگاہ ایک سمت سے دو ہرن برق وش صبا گردار شبک چست تیز رفتار سامنے آئے زربفت کی جھولین
پڑین جڑاؤ سنگوٹیان جڑین گلے مین مغرق ہیکلین مثل طاؤسان طناز عربدہ ساز سرگرم خرام ناز چھم چھم کرکے
چوکڑیان بھرتے جان عالم بیچین ہوا وزیر زادے سے کہا کسی طرح ان کو جیتا گرفتار کیجیے اس سعی مین
گھوڑے ڈالے یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتے تھے جب گھوڑون کی آمد دیکھی سنبھل کنوتیان بدل
چوکڑی باجست و خیز بھرنے لگے انھون نے گھوڑے ڈپٹائے انکے گھوڑے دوڑانا وہ طائر فرزانہ
چوکڑی بھول کے پکارا ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے یہ دشت پر سحر ہے بیہودہ کیون
قدم دھرتا ہے ہر چند پکارا سر دے مارا اگر سنائے مین کسی نے نہ سنا توتے نے لاکھ سر دھنا آخر مجبور
ایک درخت پر بیٹھ رہا وہ چلے گئے دو چار کوس دونون ہرن ساتھ بھاگے پھر ایک اور سمت
دوسرا اور طرف چلا ایک کے ساتھ شہزادہ دوسرے کے تعاقب مین وزیر زادہ یہ بھی جدا ہوئے

تصویر جانعالم مع وزیر زادہ اور دو ہرن بھاگے ہوئے اور توتا بالائے سر پران

القصہ تا غروب آفتاب وہ شمس سپہر سلطنت گھوڑا گشت پھینکے گیا دفعۃً ہرن نظر سے غائب ہوا
اسنے باگ روکی گھوڑا عرق عرق خود پسینے مین غرق سر سے پا تک بحال مضطر حیران و پریشان نادم و پشیمان
دیکھا تو نہ وزیرزادہ نہ توتا آپ یا دشت پر خطر گھبرا کر ادھر اودھر دیکھا بوے انسان و حیوان مشام
جان تک نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی جب کسی کو نہ دیکھا یہ کہا شعر اڑ سے یہ ترنگ جوانی کی کیا جنے
مجکو جلا وطن ✤ ہوا ایسا مثل ازین کا ہیکو مین نکل کے گھر سے خراب تھا ✤ اور کبھی جو یاد یاران ہمراہی
جی مین آتی تو یہ شعر دردناک میر سوز با دل صد چاک و آہ جگر دوز پڑھتا میر سوز کہیو اے باد صبا
بچھڑے ہوئے یارونکو ✤ راہ ملتی ہی نہین دشت کے آوارون کو ✤ کچھ آگے بڑھا چشمہ آب نظر پڑا گھوڑے
سے کودا ہاتھ منھ دھویا اپنی تنہائی پر خوب رویا اُسی حال گریہ و زاری مین دست دعا بجناب باری
اُٹھا کر پکارا کہ اے کس بیکسان و اے مددگار رہ گم کردگان مجھ خستہ و پریشان دور از یاران کی رہبری کر
تیرے بھروسے پر سلطنت کو خاک مین ملا گھر سے ہاتھ اُٹھا آوارہ صحراے غربت مبتلاے رنج و مصیبت
ہوا ہون لا اعلم نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمی دارم ✤ حدیث دل بکہ گویم عجب غمی دارم ✤ تیری ذات ہے
یا یہ جنگل وحشت انگیز بلا خیز جہان بوے عزانات نہین آتی یہ کہکے زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگا
فریاد و زاری تڑپ اور بیقراری اُسکی بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی تیر دعا ہدف اجابت سے
لب معشوق ہوا ایک پیر مرد سفید داڑھی والے سبز عمامہ سر پر عباے عنابی کندھے پر ڈالے ہاتھ مین عصا

تصویر شہزادے کا چشمے پر بیٹھنا اور پیرمرد کا وہان آنا

خضر صورت بزرگ سیرت پارسا وارد ہو پکارا السلام علیک اے نوبادۂ چمن سلطنت واے گرفتار
محنت ومحبت شہزادے نے آنسو پونچھ سلام کا جواب دیا پیرمرد نے فرمایا اے عزیز کیا حاجت
رکھتا ہے بیان کر یہ سنکے ایسا خوش ہوا کہ رنج راہ بھولنے کا بھولا وزیرزادے اور توتے کی جدائی بھی
یاد نہ آئی کہا آپکو قسم اُسی کی جس نے میری رہبری کو بھیجا ہے جلد نشان ملک زرنگار کا بتا دیجیے
یا در دلدار تک پہونچا دیجیے وہ ستودہ صفات ہنسا اور کہا اللہ ری بیخودی ابھی بلاے ناگہانی
آفت آسمانی جس مین آپ پھنسے ہین اُس سے نجات نہین پائی معشوقہ یاد آئی جانعالم نے کہا کوئی آفت
وستم وبلا ہجر جانان اور مفارقت دوست سے سوا نہین ہے میر سوز نہ لگے درد جدائی کو قیامت کو رنج +
روز محشر کو نہ میری شب ہجران سے ملا + اُس صاف باطن نے فرمایا صاحبزادے یہ صحراے غضب
دشت پر تعب ہے ہر تختہ اسکا دام تہ گل اور بوٹا نزاخار غم والم ہے یہان کا پھنسا اُلجھا حشر تک
نہین چھوٹا یہ سب کارخانہ طلسم ہے شہزادے نے کہا ہم سحر محبت مین گرفتار ہین ہمین جینا
مرنے سے فزون ہے دل کا حال دگرگون ہے + شیفتہ ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے +
الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے + اُس کریم النفس کو اسکے حال پر رحم آیا فرمایا بدحواس
نہو نظر بخدا رکھو کہ وہ چارہ ساز عالمین جامع المتفرقین ہے شہزادے نے کہا فی الحقیقت مگر
براے خدا ایک نظر ملک زرنگار اور وہ معشوق طرحدار اگر نظر آوے یہان ذار نیچ جاوے زیست کا
کیا اعتبار ہے مرگ ہر دم ہمکنار ہے حسرت دید تو نکل جائے اُس خداپرست نے فرمایا آنکھ بند کر
پلک سے پلک شہزادے کی لگی ملک زرنگار مین گذر ہوا درصورت اُس حورکردار کی نظر پڑی
بمجرد نگاہ دل سے آہ کی بیہوشی ساری غشی طاری ہوئی مرد بزرگ نے سمجھایا اس امر لاطائل سے
کیا حاصل زندگی درکار ہے ایک روز دوست بھی ہمکنار ہے سمجھانے سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھ
کھولی رات ہو گئی تھی پیرمرد نے کچھ کھلا لب چشمہ سلایا جو وقت اُفق چرخ سے راہ گم کردہ مسافر
مغرب یعنی آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہو کر حصۂ چہارم آسمان پر آیا شہزادے کی آنکھ کھلی
وہان آپ کو پایا جہان سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اُٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم رہ دوست ہوا
راہ کا پتا اس رہبر خیل سبزپوشان سے پوچھ لیا تھا قدم بڑھایا جاتے جاتے ایک روز آفتاب کی
تمازت بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت ہوئی آب وہان گوہر نایاب تھا حضر تک اُس دشت مین

لاعلاج پانی کا محتاج تھا زبان مین کانٹے پڑے ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دو گام قدم
نہ چلتے تھے لون کا شعلہ یہ سرگرم آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے پتون مین منھ چھپاتے تھے کوسون
درندے نظر نہ آتے تھے دشت کرۂ آہنگران تھا ہر طرف شعلہ جوالہ دوان تھا ریگ صحرا کیفیت دریا
دکھاتی تھی پیاسون کی دوڑ دھوپ مین جان جاتی تھی صداے زاغ و زغن سے سناٹا دھوپ کا
تڑاقا دشت کا پتھر تپنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس جس سے ہرن کا لہو
ٹکورے زبان مین چھالا ہو باد سموم سے وحشیون کے منھ پر سیہ تاب تھا لون سے گاؤ زمین کا
جگر کباب تھا مچھلیان پانی مین بھنتی تھین جل جل کر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک جاتا تھا
لیکن آلب دریا ابلتا تھا ایسے موسم کے سفر مین مفر کیونکر ہو مسافر خواب مین براے چلو بھر پانی دو دو دست خشک ہو کے
پیٹ کھڑکھڑاتے تھے جانور پرکھولے پھڑپھڑاتے تھے چارپاے ایک سمت ہانپتے تھے گرمی کے خوف سے کانپتے تھے یہ حرارت
مستولی تھی کہ دود ستر کی گرمی سے جی جلتا تھا مسافر وہم بلکے گمان سے راہ نہ چلتا تھا خورشید حشر کی طرح آفتاب تابان تھا
صحراے قیامت و بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ دل برشتہ حیران پریشان ایک طرف درخت
انجان سایہ دار دیکھکر آیا تو وہان حوض مصفا پانی سے لبالب بھرا پایا پانی دیکھکر جان رفتہ تن مین
آئی آنکھون نے لہرون سے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اُتر پانی پینے کو جھکا چرخ نے نیرنگی دکھائی

تصویر جان عالم کے حوض مین کودنے کی

وہی معشوقہ مرغوبہ مطلوبہ جس کے سیل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار لطمۂ غم شل پرکاہ بہا بہا
پھرتا تھا حوض مین نظر آئی آنکھ چار ہوتے ہی وہ بولی اے شناور بحر محبت و اے غواص چشمۂ الفت
دیر سے تیری منتظر تھی الحمد للہ تو جلد پہونچا تامل نکر کود پڑ اُسے تو وہ آنکھ بند کرنے کا نقشہ ہر پل مدنظر تھا
بے تامل نہنگ آفت کے منہ مین کود پڑا از زیست سے سیراب ہو یہ کہتا شعر کودا کوئی یون گھر مین
ترے دھم سے نہو گا ۔ جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہو گا ۔ کودتے ہی سر تلے ٹانگین اوپر
غلطان پیچان تحت الثرے کو چلا گھڑی بھر مین تہ کو پاؤن لگا آنکھ کھولی نہ حوض نظر آیا
نہ اُس دُرِ شہوار کو پایا مگر صحراے لق و دق جسے دیکھ رستم و اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا
اُس وقت سمجھا دوسری زک اُٹھائی توتے کی بات آگے آئی ع واے بر ما و گرفتاری ما
یہ کہکے آگے چلا دور سے چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب آیا باغ اور عمارت مفصل دیکھی
در باغ بسان آغوش مشتاق وا سرد ہوا یہ گرمی کا مارا تھا بے تکلف قدم اندر رکھا باغ مین
آیا قطعۂ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پٹریان خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف
نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی تیاری درختون پر جانوران نغمہ سرا برگ و بار و گل سے
بالکل باغ بھرا باغبانیان پریوش ہر روش پر بروش دلبری خرامان شاخون پر بلبلین غزلخوان بیچ مین
بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اُس کے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا بادلے کا سائبان
کھنچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجیب آن بان سے بیٹھی خواصین گرد و پیش وہ
مغرور بحسن و جمال خویش شہزادے کو دیکھکر ایک خواص پکاری اے صاحب تم کون ہو جان پہچان
بے دھڑک پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تھا اُسے جواب ندیا
بے تامل مسند پر برابر جا بیٹھا یہ شعر پڑھتا اُستاد پھر بیٹھے ہم دو زانو وضع مودب اُس سے بد
وضعی جو تھا تو ہم کو واب ادب نہ آیا ۔ وہ تو فریفتۂ قدیم تھی ہنسکے چپ ہو رہی پوچھا آپ کہانسے
تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھ رہا تھا جو پیڑ تھا پردار جانور کی صورت پھل لگے پھول
پر بہار آپس مین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اُس درخت کا جانور سامنے آ رقص کرے
پھل بے ہاتھ لگائے منہ کے پاس آئے جتنا اُسے کھاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہو اُسے
درخت مین دیکھلو یہ حرکتین اُس کی خواصین شہزادے کے دکھانے کو در پردہ ڈرانے کو

کرتی تھین اس قرینے سے جان عالم کو یقین ہوا کہ یہ سب جادو کا ڈھکوسلا ہے پیر مرد سچ فرماتا تھا
افسوس بڑے پھنسے یہ تو ان خیالون مین تھا اُس نے مکرر پوچھا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا
آنا جانا تمھین خوب جانتی ہو اجنبی ہین لیکن تم پہچانتی ہو وہ مسکرائی خواصون سے کہا آپ
مہمان ہین مروت شرط ہے انھون نے کچھ اشارہ کیا کشتیان شراب کی قابین گزک و کباب کی
مع جام و صراحی خود بخود آگئین اور مینا نے بزبان غنچہ دہان رقصان یہ بولی حافظ اگر شراب
خوری جرعہ فشان بر خاک ✤ از ان گناہ کہ نفعی رسد بغیر چہ باک ✤ پھر دفعتہ جام لبریز بریز بریز
کہتا خندان زنان جان عالم کے قریب آ کے بولا حافظ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ✤ شہزادے نے انکار مین مصلحت نہ دیکھی ڈرا کہ اگر عذر کروں زبردستی
شراب حلق مین اُترے تو کیا لطف رہے یہ کہا للہ اعلم یارے سے لطف می کا آہ یہ ہو وہ نہ ہو ✤
یہ کوئی صحبت ہے ساقی واہ یہ ہو وہ نہو ✤ پھر اُس جام گلفام کو ہاتھ مین لیکے لہو کے سے گھونٹ
گلا گھونٹ گھونٹ پیے وہ دور سے سرانجام پر آیا کام گردش مین آیا جب دو چار ساغر متواتر

تصویر اختلاط جان عالم اور جادوگرنی کی مع سامان مسہری

جادوگرنی نے پیے کا نشہ دماغ سے عقل دور دلولۂ مستی سے معمور ہی چھیڑ چھاڑ کرنے لگی شہزادہ اُس کا اختلاط کج بحثی سے بد تر جانتا تھا مجبور گردش گردون دون دیکھکر سر نگون ہو کچھ ہان ہون کر دیتا سچ ہے جسے جی پیار کرتا ہے اُس کی گالی بد مزگی بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے اسی صحبت مین آدھی رات گذری خاصہ طلب کیا دو چار نوالے جانعالم نے بجبر پانی کے سہارے سے اُگل اُگل حلق کے نیچے اُتارے اُس مر بھکی نے قرار واقعی ہتے مارے کھانا زہر مار کر شہزادے کا ہاتھ پکڑ بارہ دری مین لے گئی جواہر نگار مسہری پر بٹھایا ایک تو شراب کا نشہ دوسرے عالم تنہائی بیٹھتے ہی شرم و حجاب کا پردہ اُٹھا لپٹ گئی وہ سر کا پھر تو خفیف ہو کے بولی تو نے سُنا ہو گا شہپال جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری و جیپال کا نام مین اُسکی بیٹی ہون تمام بلغ بلکہ نزاع اسکا سب سحر کا بنا ہے برسون سے تیری فریفتہ اور شیدا ہون تمنا ئے وصال خراب حال جیتی تھی جز لخت جگر اور خون دل کچھ نہ کھاتی نہ پیتی تھی آج لات و منات کی مدد سے تو میرے اختیار مین آیا دل کا مطلب بھر پایا جس چیز کا شائق و طلبگار ہو جو شے تجھے درکار ہو بجز ملاقات انجمن آرا سب کا سامان مہیا ہے بشرط اطاعت و اظہار محبت جانعالم پہلے ڈرا پھر جی مضبوط کر کے بولا یہ سب سچ ہے جو تو نے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو راہ و رسم محبت سے آشنا ہے تو عیش وصل فصل کا مزہ چکھا ہے انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا سرگردان ہوا ہون تو اُسی کے نام کی دشمن ہے مین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے دشمن ہوتے ہین ایک تو وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ سب سے برا ہے اُس سے کنارہ اچھا ہے یا یہی شرط محبت ہے کہا ایک شخص کا نام خراب کر کے جہان آسایش ملے وہان بیٹھ رہے فکر سلطنت جستجوے دولت مین سر بسجر نہین ہوا ہون جو تیرے جاہ و ثروت پر اکتفا کرون تجھے معلوم ہو گا اللہ کی عنایت سے گھر کی حکومت چین کرنے کو کافی تھی مگر میرا تو یہ حال ہے میر تقی اک مدت پائے چنار رہے اک مدت گلخن تابی کی ✦ برسون ہم نے بہت ہین گھر سے نکلے عشق سے خانہ خرابی کی ✦ یہ سُنکے وہ کھسیانی کتیا سی جھنجلائی کہا قدرت سحر میری سن لے مغرب و مشرق کا فاصلہ گردش چشم ہے زرنگار جانا کیا لشم ہے اُدھر پلک جھپکائی اُتنے عرصے مین زرنگار گئی اور آئی خیر اگر میری ہم صحبتی کر یہ جانتا ہے تیری اُمید بھی قطع کر دیتی ہون ابھی انجمن آرا کو لا

تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہون جان عالم بدحواس ہوا کہ رنڈی کے غصے سے ڈرا جاسکے
سخت غضب مین گرفتار ہوئے انکار مین قتل معشوق مدنظر اور اقرار کرنے مین اپنی جان کا ضرر
دونون طرح مشکل ہے حیران ہو مآل کار سوچنے لگا منھ نوچنے لگا واقعی یہ مقدمہ بہت پیچدار ہے جسپر گذرا ہو
وہ جانے دل کا یہ حال ہوتا ہے جدھر آیا آیا جس سے پھر اپھرا اور یہ کیا عذاب عظیم ہے فراق محبوب
وصال نامرغوب آخر کار شہزادے کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی سی دل کو تسکین دے کر کہا اگر
اس سے موافقت کروگے انجمن آرا کی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ للعالمین جامع المتفرقین ہے
کوئی صورت نکل آویگی کہ اس بلا سے رہائی و ردلدار تک رسائی ہوجائیگی الا حیلا مشرط ہے یہ خیال کر
ساحرہ سے کہا ظالم ہم تیرا جی دیکھتے تھے ہمنے سُنا تھا عاشق معشوق کے ناز بردار ہوتے ہین مگر یہ جھوٹ
تھا دھمکاتے ہین ڈراتے ہین عاشقی مین حکومت کسی نے کانون سے نہ سُنی ہوگی ہمنے آنکھون سے دیکھی
تو یہ نہ سمجھی ایسا کون احمق ہوگا جو تجسا معشوق عاشق خصال اور یہ سلطنت لازوال چھوڑ کے
امر نادیدہ کی جستجو کرے امید موہوم پر جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط تھا یہ کہکے گردن
مین ہاتھ ڈالدیا وہ قحبہ تو ازار بند کھولے بیٹھی تھی لپٹ گئی ناچار باخاطر افگار اُس تیرہ بخت کا منھ کالا
ہاتھ منھ دھو اُس کے ساتھ سو رہا وہ حرامی بدمست لیٹتے ہی جہنم واصل ہوئی یہان نیند کہان
جی سینے مین بیقرار پہلو مین وہ خار ہر دم آہ سرد دل پر درد سے بلند چشمہ چشم جاری فریاد و زاری
دوچند جگر مین سوز فراق نہان لب سے وہ دو نہان عیان یہ رباعی برزبان لا اعلم کسی کی شب وصل
سوتے کٹے ہے + کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہے + ہماری یہ شب کیسی شب ہے الٰہی + نہ سوتے
کٹے ہے نہ روتے کٹے ہے + مگر جب وہ کروٹ لیتی اسکی جان خوف نکلتی دم بخود ہو جاتا جھوٹ موٹ سوجاتا
اسی حال سے بخرابی و مشاہدۂ بیتابی جان عالم گریبان سحر چاک ہوا جادوگرنی اٹھی شہزادے کو
حمام مین لے گئی وہان اور عجائبات سحر دکھائے نہاکے دونون باہر آئے خاصہ چنا گیا بعد فراغ
صحبت طعام اُسنے یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہے ایک وقت سے پہر دن رہے تک شہپال کے دربار مین حاضر رہتی ہون
تیری اجازت پاؤن تو جاؤن جان عالم نے دل مین کہا الحمد للہ جو دم تیری صورت نہ دیکھی
غنیمت ہے مگر ظاہر مین زمانہ سازی سے کہا فرقت گوارا نہین روکنے کا یارا نہین جس طور بنے جلد آنا ساحرہ
کلمے سے بہت خوش ہو چل نکلی اسکے جانے سے باغ سنسان ویران وحشت انگیز ہو کا مکان ہوا تنہا شاہزادہ

باخیال دلبر بھر تو بے تکلف ہو جی کہنے لگے رہا میں غم دلکو زبان پر لایا + آفت تازہ جان پر لایا +
کہا ہمسا بھی بدنصیب دور از حبیب دوسرا نہوگا جسکا یار نہ ہمدم دگار جس سے دلکا درد کہیے تا تسکین جی
صحبت اُنکی ملی ہے جنھیں دیکھ چپ ہو رہیے کہ عشق اور کانہ لگے ذہن نشین ہو لیک جانور جو رہبر تھا
یون اُڑا دوسرا وزیرزادہ جو لڑکپن سے جان نثار اور یاور تھا دون چھٹا ہوس سوائے اندوہ و یاس و
حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہم کو + اُٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہے بہتر یہان سے ہم کو +
اسی کچ بین چھ گھڑی دن باقی رہا جادوگرنی چمکی چمکائی آئی جانعالم کو اُسکی صورت دیکھ کے
رونا آیا لیکن ڈر کے مارے جو ہنسنے لگا نالہ گلے مین پھنسنے لگا پھر وہی اکل و شرب کا چرچا مچا جب
نصف شب گذری تو وہ سو رہی انکو بیداری اختر شماری نصیب ہوئی فرد تا سحر رہیو تو لے
شب ہجر + جھپکی نہین آنکھ مصحفی کی + اسی انداز سے دو مہینے گذرے جانعالم کا روز کی کوفت سے
یہ عالم ہوا کہ سوکھ کے کانٹا ہو گیا بدن ڈھانچا ہو گیا اُستاد ہون کاہ سے کاہیدہ و بس لاغر ایسے
کہتے ہین + عشق سے نہوا اچھا بیمار ایسے کہتے ہین + بن ہاتھ لگے درد کے جا سے نہین ہلتا مین لاغر ایسے کہتے
تیار اسے کہتے ہین + تصویر مرقع ہون سکتے کا سا عالم ہے جنبش ہی نہین نقش دیوار اسے کہتے ہین + مضطر
اکروز وقت رخصت ساحرہ بولی جانعالم تیری تنہائی کا اکثر خیال بلکہ مجھے ملال رہتا ہے تو اکیلا تمام دن گھبرا
ہوگا باغ خالی کاٹے کھاتا ہوگا مجبور ہون کوئی تیرے دل بہلانے کی گون نہین جسے چھوڑ جاؤن یہ رنڈیان
بدسلیقہ ہین انکو کہانتک آدمیت سکھاؤن ہنوز انھین نشست برخاست کا قرینہ نہین آیا انسے تو اور
برخاستہ خاطر ہوگا شہزادے نے کہا ہم کیا گھبرائینگے تنہا پیدا ہوئے تمام عمر اکیلے رہے ہماری قسمت مین
دوسرا لکھا نہین ہمصحبت ہمارا خدا نے خلق کیا ہمین لیکن یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا ہے کوئی ہمین
مار ڈالے تو دن بھر مفت مٹی خراب ہے تم سے کون جا کر کہے ہنسنے کی جا ہے رونیوالا ناپید ہے
وہ بولی یہ مکان طلسم ہے باد مخالف کا گذر محال ہے تیرا کدھر خیال ہے شہزادے نے کہا اگر
کوئی جادوگر یہ قصد کرے اُسے کون روکے وہ فریفتہ بشدت تھی بند ہو گئی وہم سے یا ہو اگر
میرے بعد کوئی جادوگرنی آئے اور اُس پر عاشق ہو جائے مار ڈالنا کیسا یہان سے لے اُڑے
تو تو کہان پائے سب محنت برباد ہو جائے فرط محبت نشاے الفت مین انجام کار نسوچی بے تامل
نقش سلیمانی صندوق سے نکال اسکے بازو پر باندھا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو کا گذر نہ پری

ضبط ہوگا دل کا گھٹ گھٹ کا مٹا مزے اڑادیے کہکے وہ تو بدستور چلی گئی جانعالم کے سر پر خرابی آئی تو بہی
بلبلانا شور مچانا باغ کو سر پر اٹھانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا ہی
قسمت کا تھا سو جان ملا + کہ میری خاک مین محنت دے آسمان ملا + ہزار صدمے یہ دل نے ہمارے
اُف بھی نہ کی + جو اک رفیق ملا وہ بھی بے زبان ملا + نہ ہمنے چین بزیر فلک کبھی پایا + عنایت ازلی سے
عجب مکان ملا + تری تلاش مین در در بھٹکتے پھرتے ہین + ملا نہ تو ہی تو جوتی سے گو جہان ملا +
نہ کہہ تو پیر فلک پر کہیگی ساری خلق + کہ خاک مین ترے جور دن سے کیا جوان ملا + بہت جہان
کی کی سیر اسے نسر ور حزین + بہ بیخزان نہ ہمین کوئی بوستان ملا + ایکدن عالم تنہائی مین جانعالم کو
یہ خیال آیا اس نقش کی تعریف اُس نے بہت کی تھی کھولو تو شاید عقدۂ کار بستہ کھلے یہ سوچ کے
اُسے کھولا اُس کا یہ نقشہ تھا لست در بست کا نقش جا بجا خانے مین اسمائے الٰہی مع ترکیب و تاثیر تحریر تھے
دیکھتے دیکھتے خانۂ مطلب مین نظر پڑی لکھا تھا کہ کوئی شخص کسی ساحر کی قید مین اگر ہو یہ اسم پڑھے
نجات پائے یا مکان طلسم مین پھنسا ہو اسے پڑھتا جدھر چاہے چلا جائے اور جو کوئی سحر کرتا ہو اُسپر
دم کر پھونک دے اسی دم اُسکی برکت سے ساحر کو پھونک دے یہ ساختہ اُس مین دیکھکے قریب تھا
کہ شاہزادے کو شادی مرگ ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پر باندھا اس عرصے مین جادوگرنی
موجود ہوئی جانعالم کے تیور بڑے دیکھے پوچھا آج مزاج کیسا ہے وہ بولا الحمد للہ بہت اچھا ہے دیر سے
تیرا منتظر تھا اے تجھے شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہے یہ سنتے ہی روح قالب سے
نکل گئی سمجھی پیچ پڑا جان عالم چل نکلا سحر سے روکنے لگی تاثیر لگی سر پیٹ کر کہا سعدی
کس بنیاموخت علم تیر از من + کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد + یہ کہکے ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا ہزار ہا
اژدہا شعلہ فشان پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا وہ سب پانی ہو گئے فانی ہو گئے پھر تو منت
کرنے لگی پاؤن پر سر دھرنے لگی جادوگرنیان سمجھانے لگین کہ یہ شرط مروت نہین جو اپنا والہ
وشیدا ہو اُس سے دغا کیجیے شہزادے کہا گریبان مین منہ ڈالو سوچو تو ہم بھی کسی کے عاشق ہین
عزیزون سے جدا مصیبت کے مبتلا سرگشتہ ہوئے تھے ہمین جبر سے قید کیا ہر طرح کا الم مفارقت دیا
یہ احسان کچھ کم ہے ہم نے طلسم درہم برہم جو نہ کیا وہ سمجھین یہ عذر ٹھہریگا عاشقی کا کام نصیحت و پند و قید
و بند سے نہین ہوتا اور جبر کا کام حباب آسا ناپائدار ہے اُس کا کیا اعتبار ہے حسن سدا نو کاغذ کی

بھتی نہین + اور یہ قضیۂ اتفاقیہ ہے ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے + حسن کبھی یون بھی ہے
گردش روزگار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار + لیکن سوچو تو لاکھ طرح کا راحت و آرام ہو
جو جی نہ لگے تو کیا کرے اُستاد دولت کونین حاصل ہو تو اُسے لات مار + پھر نہین لگتا ہے
جی جس جا سے ہو جس کا اُچاٹ + الغرض وہ سر پٹکتی رہین جان عالم نے بہ برکت اسمائے الٰہی اُس
طلسم سے رہائی پائی اپنی راہ لی چند روز مین پھر اُس حوض پر وارد ہوا دیکھا اسپ وفادار پتھر سے سر مار
مر گیا تھا اُس کی لاش دیکھ دل پاش پاش ہوا خوب رویا اب اور رنج پیادہ پائی کا قدم بوس ہوا
سبحان اللہ کہان وہ شہزادہ پروردۂ ناز و نعم کہان یہ سفر پیادہ پائی کا دور دراز تنہائی کا درد و الم
ہر قدم خار ہر گام آزار نگہ تصویر یار پیش نظر ہر قطرۂ اشک مین سوسوخت جگر آہ و نالہ ورد زبان یہ شعر
ہر ساعت بر زبان ناسخ باغ صحرا اور وہی پاؤن کی ایذا نہین + دل دکھا دیتا ہے لیکن ٹوٹ جانا
خار کا + کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان + آبلہ کی شکل اُس مین مجھ مین عالم خار کا
رنگ رفق دل مین قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غم دوری سے شق کبھی حکایت شکایت بنر گاہ
یہ غزل مولف کی درد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا **مؤلف** توڑ کر خم اور پٹک کر آج پیمانے کو ہم + سوئے مسجد
جاتے ہین زاہد کے بہکانے کو ہم + شمع رو محفل مین کب دین بار پروانے کو ہم + ایک گھڑی سے
بھی کیا کچھ کم ہین جل جانے کو ہم + خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس + دھیان مین لاتے ہین
جس دم گذرے افسانے کو ہم + کل تلک تھا جس مکان پر شمعرویون کا ہجوم + جھلتے ہین اب
وہان پر خاک پروانے کو ہم + اشک گلگون کے نشان چھٹ کچھ پتا ملتا نہین + جب خزان مین
ڈھونڈتے ہین اپنے کاشانے کو ہم + جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین + روتے ہین کنج قفس مین
آب و دانے کو ہم + رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے لیے سرور + اور اُلجھ اُٹھتے ہین
بیٹھین جب کہ سلجھانے کو ہم + چشم تر رنگ زرد آہ سرد دل مین درد پانون کہین رکھتا آبلہ پائی سے
کہین اور جا پڑتا نہ راہ مین بستی نہ گانون نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سرشتہ پانون دل صفا غم مین
عزم در دلدار آبلون کو انس خار سخت بد حواسی تھی کانٹون کی زبان تلوؤن کے خون کی پیاسی تھی
نہ کوچ کی طاقت نہ یارائے مقام گھبرا کے وہ ناکام یہ کہتا مولف بدل دے اور دل اس دکھ سے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہے + ولہ اور اس پر نقد جان دیگر بدل لیتا سو + گردش چرخ چڑھا جاتا کسی کا

دھیان مین + اور جب جنون عشق کا ولولہ ازحد ہوتا تو سر پکڑ کر روتا اور یہ کہتا مولف قرار باتی نہین
جان زار بن تیرے + ستا رہا ہے دل بیقرار بن تیرے + گھمنڈ تھا مجھے جن جن کا سب وہ بھاگ گئے
حواس و ہوش و شکیب و قرار بن تیرے + سرورگشتہ محبوب خاک شرح کرے + بسر جو کرتا ہے لیل و نہار
بن تیرے + خلاصہ یہ کہ اسی حال خراب اور دل بیتاب سے ہر روز سرگرم منزل تھا دیدہ دیدار طلب سے روان خونابہ دل تھا

رہائی طلسم سے اُس گرفتار محبت کی اور پہونچنا وادی غرخناک سخن م خاشاکین پھر ملاقات بانی مہر و وفا یعنی ملکہ مہر نگار پر ملین باوقار سے پیر مرد کا لوح دینا شہزادہ کا رستہ لینا

عشق ہے تازہ کار و تازہ خیال + ہر جگہ اسکی اک نئی ہے چال + کہین آنسو کی یہ سرایت ہے + کہین
یہ خون چکان حکایت ہے + گہ نمک اس کو داغ کا پایا + گہہ پتنگا چراغ کا پایا + کہین طالب ہوا کہین
مطلوب + اسکی باتین غرض ہین دونون خوب + یہانسے دشت نوردان وادی سخن جگر افگار غربت دکان
پرمحن و سینہ ریش با پاے زخمدار و دل خارخار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحراے اندوہ و حرمان نے توشہ
و زاد و راہ ہر روز با دل پر سوز کراہ کراہ بادیہ گردی کرتا جیتا نہ مرتا ایک روز نواح دلکشا
و صحراے فرح افزا مین گذر دیکھا کہ عنان قدرت نے صفحہ دشت گلہاے مختلف رنگ سے بہشت ہشتم
رشک صحن چمن اور بوٹا بوٹا گھانس کا بہ از گل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن بنایا ہے گرد جدول آب
روان چشمہ بہ ایک چشمہ حیوان اور گلہاے ابر نے چھڑکا دے عجب رنگ جمایا ہے نسیم بہار اور درخت
گلزار سے میدان ختن و تاتار ہے نہ کہین گرد ہے نہ غبار ہے درختون پر فیض ہوا اور
ترشح سے سرسبزی ہے اور چمک کا جوبن ہے گل خودرو سے جنگل نمونہ گلشن ہے یہ تو بد تو دکھا
مسافت دیدہ مسافرت کشیدہ دیکھا وہ زمین محجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا آج کی شب
اسی جا سحر کیجے قدرت حق مد نظر کیجے ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہاے آب روان
دیکھکے جا بیٹھا جنگل کی کیفیت جی بہکل کرنیوالی جانورون کی اچھل کود کی دیکھا بھالی خوش فعلی کی
سیر کا لیل مین وحش و طیر لو باس عطر برگ گل کی دھوم دھام طائرون کے غل کی بو نے سبتے کی
نشو و نما سرد سرد ہوا ابر سیاہ کہین پھر اسرخ و سفید اودی ساون بھادون کی گھٹا رعد دور دور سے
میخوارون کو جتا یہ کہہ رہا میر سوز کی فرشتون کی راہ ابر نے بند جو گنہ کیجے تو اب سے آج انمیان

نالے چڑھے دریا بڑھے جھیلیں تالاب لبریز دبرے موج خیز پپیہے کا مستوں سے مخاطب ہونا
پی پی کہہ کر پی جان کھونا کوئل کی کوکو اور تو تو سے کلیجا منہ کو آتا تھا مور کا شور برق کی چمک
رعد کی کڑک ہوا کا زور زور رنگ دکھاتا تھا شام کا وقت غروب آفتاب کا عالم جانور دن کا
درختوں پر بیٹھنا باہم زمین پر فرش زمردین بچھا دھان لہریں لے رہا آسمان میں زنگارنگ کی شفق
پھولی شام اودھ کی سیر بھولی ایک سمت قوس قزح جسے دھنک کہتے ہیں بصد عظم و شان فلک پر
نمایاں سرخ سبز زرد دھانی لکیریں عیاں بلبل کے چہچہے درخت سبز لہلہے کوسوں تک سبزہ زار
پھولوں کی بہار کہیں ہرن چرتے کہیں پرند سیر کرتے کسی جا طاؤس ساں طناز سرگرم رقص و ناز
لب ہر چشمہ آب مرغابی آبی و سرخاب کبھی نمود ہوتا مادہ کا چکور کا دوڑنا بھرنا آہ کا دونوں
وقت ملتے اس دید کی خراش سے دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جاناں میں نظر سے
گذر جائے کیونکر دل ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو چھاتی بھر نہ آئے استاد کا ر خطر کرتی ہے ہر بوند
تن پر یار بن + کیا عجب گر ہوں ہرے داغ جگر برسات میں + قاعدہ ہے جب آدمی کو سامان
عیش و نشاط اس طرح کی سیر فرحت انبساط میسر ہوتی ہے جسے جی پیار کرتا ہے وہ یاد آتا ہے
شہزادے نے مدت کے بعد یہ فرحت جو پائی یار کی یاد آئی شعر ہیں وہ نہیں جو کروں سیر بوستان
تنہا + بہشت ہو تو نہ سمجھے باغبان تنہا + اس کنج میں بیٹھا تھا کہ ایک طرف سے رنڈیوں کا غول
پیدا ہوا یہ دھوکا پا چکا سنبھل بیٹھا اور اسمائے ردسحر پڑھنے لگا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ
پھونک پھونک پیتا ہے جب وہ آگے بڑھیں غور سے دیکھا چار پانچ سو عورت پریزاد حور وش
زریں کمر نازک تن سیمبر خشیت و چالاک کمسن الٹھر پنے کے دن اچھلتی کودتی پیادہ اور
جواہر نگار ہوادار پر ایک آفتاب محشر سوار گرد پریوں کی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ
پر تکلف در بر نیچہ سلیمانی اُس بلقیس وش کے ہاتھ میں سیماب وحشی بات بات میں صید کرنے
کی گھات میں بندوق چقماقی طائر خیال گرانے والی برابر رکھی شکار کھیلتی سیر کرتی چلی آتی ہے
حسن میں بے مثال کاہش بدر غیرت ہلال میر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتیں
مرادوں کے دن + طالع بیدار یاور اقبال مساز غمزہ و عشوہ و انداز و ادا جلوہ میں آفت جان
عاشق سرمایہ ناز جان عالم نے باواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک ہے جاں کو بھی حسد جس تن پہ ہے

تصویر صحراے پُرفضا و جانعالم و ملکۂ مہر نگار کا بسواری ہوادار جانعالم کے پاس آنا

کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن پہ ہے • یہ صدا جو اہتمام سواری آگے آگے کرتی تھین اُنکے
کان مین پڑی اور نگاہ جمال جانعالم سے لڑی سب کی سب لڑکھڑا کر ٹھٹک گئین کچھ سکتے کے
عالم مین سہمکر جھجک گئین کچھ بولین ان درختون سے چاند نے کھیت کیا ہے کوئی بولی نہین رِی
سورج چھپتا ہے کسی نے کہا غور سے دیکھ ماہ ہے ایک جھانک کے بولی باللہ ہے ایک نے
غمزے سے کہا چاند نہین تو تارا ہے دوسری چٹکی لیکے بولی اُچھال چھکا تو بڑی خام پارا ہے
ایک بولی سرو ہے یا چمن حسن کا شمشاد ہے دوسری نے کہا تیری جانکی قسم پرستان کا پریزاد ہے
کوئی بولی غضب کا دلدار ہے کسی نے کہا دیوانیو چپ رہو خدا جانے کیا اسرار ہے ایک نے کہا
چلو نزدیک سے دیکھ آنکھ سینک کر دل ٹھنڈا کرین کوئی کھلاڑن کہہ اُٹھی دور رہو ایسا نہ ہو
اسی حسرت مین تمام عمر جل جل مرین ایک نے خوب جھانک تاک کے کہا خدا جانے تم سب کے دیدون مین
چربی کہان کی چھا گئی ہے کیا ہوا ہے یہ تو بھلا چنگا ہٹا کٹا مردوا ہے سواری جو رُکی ملکہ نے
پوچھا خیر ہے سب نے دست بستہ عرض کی قربان جائین جانکی امان پائین تو زبان پر لائین
ہمیشہ سواری حضور کی اسی راہ سے جاتی ہے مگر آج خلاف معمول ان درختون مین سے ایک شکل
دلچسپ ایسی نظر آتی ہے فرد سُنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے • ایسا بے مثل طرحدار

نہ دیکھا نہ سُنا + بلکہ متعجب ہو کے پوچھنے لگی کہان ایک نے عرض کی وہ حضور کے سامنے جیسے
ملکہ کی نگاہ چہرۂ بے نظیر صورت دلپذیر جا نعالم پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک مہ پیر کنعان
رعنا سرو قامت سہی بالا بحر حُسن و خوبی کا درِ یکتا کاشانہ سر سے فرشاہی نمایان بادۂ حسن دلفریب سے
معمور ہے دماغ کشور ستانی ہے اُٹھتی جوانی ہے نشاے شباب سے چلبنا چور ہے خم ابرو محراب
حسینان سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالی سرمہ آگین ہے آہوے رم دیدہ کشور چین ہے
چتون سے رمیدگی پیدا ہے مست مے محبت ہے اسپر جو تکتا ہے دیدے کی سفیدی اور سیاہی
لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہے سواد چشم پر حور سویداے دل صدقے کیا چاہتی ہے حلقۂ چشم مین
کتنے ہموار مردم دیدہ دھرے ہین صانع قدرت نے موتی کوٹ کوٹ بھرے ہین مژہ نکیلی اُس
کمان ابرو کی دل مین دوسار ہو نیکو لیس ہے رشک لیلیٰ یہ غیرت قیس ہے ناوک نگاہ سے چرخ تک
پناہ نہین دلدودی بیگناہون کی اس کی ملت مین ثواب ہے گناہ نہین لوح پیشانی تختۂ سیمین یا
مطلع نور ہے یا طباشیر صبح یا شمع طور ہے کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہے بو باس سے
ختن والون کو حیرانی ہے عنبرین مویون کو زندگی وبال ہے بال بال پُر پیچ و خم دار ہے
روے تابان بسان چشمہ حیوان ظلمت سے نمودار ہے ہما اپنے پر و بال سے اُس صاحب اقبال کا
مگس ران ہے رخ تابندہ کی چمک سے نیر اعظم لرزان ہے لب گلبرگ تر پر سبزے کی نمود ہے یا دھوان
دھار مشتاقون کے دل کا دود ہے نظر کام نہین کرتی قدرت و دود ہے ہر حلقہ گیسوے معنبر کا
کمند گرہگیر ہے مگر بالون کے اُلجھنے سے کھلتا ہے کہ کسی کی زلف سیاہ کا اسیر ہے خندۂ دندان نما سے
ہونٹ لعل بدخشان کا رنگ مٹاتا ہے دانتون کی تاب سے گوہر غلطان بے آب ہوا جاتا ہے
معشوقون کا اُنپر دانت ہے دل و جان وارتے ہین جو نظر سے نہان ہون وہ داڑھین مارتے ہین
دم تقریر درج دہان جو کھولتا ہے سامع موتی رولتا ہے ہر کلمہ اعجاز نما ہے بیمار محبت کا مسیحا ہے
ہاتھ ہر ایک نہال الفت کی شاخ باردار ہے دل کی دستبردی کو اور خزانہ قارون بانٹ دینے کو
سر دست تیار ہے کف دست کی لکیرین دستاویز محبت ید قدرت سے تحریر ہے سرنوشت سے
یہ کھلتا ہے کہ سلسلۂ اُلفت مین کسی کی رگ و پے بستۂ زنجیر ہے مرآت سینہ مین عکس افگن کوئی
صاحب جمال ہے مد نظر کسی کا خیال ہے کمر نازک جستجو پر چست باندھے ہے بیٹھا شست ہے

پہ چلنے کو مثل صبا آندھی ہے پاؤن وادی تلاش مین سرگرم رفتار ہین ہر قدم دشت وکہسار ہین
قسمت برسر یاری ہے کہ ہمارے دام مین یہ ہمائے اوج شہریاری ہے یہ تصور دل مین تھا کہ
کارپردازان محکمۂ ناکامی حاضر ہوئے اور مشاطۂ حسن وعشق نے پیش قدمی کر متاع صبر وخرد نقد
دل وجان اساس ہوش وحواس تاب وتوان ملکہ جگر افگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادہ
والاتبار کیا عقل ودانش گم صُم بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی شوق وصل
سیدا ہوا جی شیدا ہوا وفعتہً کیا تھا کیا ہوا امیر تقی تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع
طاقت + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + دل پہ کرنے لگا طپیدن
ناز + رنگ چہرے سے کر گیا پرواز + ملکہ تھر تھرا کر ہوا دار پر غش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور
کیوڑا بید مشک چھڑکا کوئی ناد علی پڑھنے لگی کوئی سورۂ یوسف دم کرنیکو آگے بڑھنے لگی کسی نے بازو پر
رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پر عطر چھڑک کر سونگھانے لگی کوئی ہاتھ منھ کیوڑے سے
دھوتی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی کوئی بولی چھل گنجی کا کٹورا لانا کسی نے کہا شب کی تختی
دھوکے پلانا کسی نے کہا بلا ریب آسیب ہے کوئی بولی عجب مہ پارہ ہے جسکے دیکھنے سے دل
ناشکیب ہے کوئی سمجھی یہ شخص مخنس نہین قسم جن سے ہے کوئی بولی یہ غشی تقاضائے سن سے ہے
غرض کہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا مگر دل مضطرب طپان خواہش اُسی طرف کشان جذب عشق سے
مقناطیس اور آہن کا عالم کشش محبت سے کاہ و کہربا اُسیدم ہو گئی رنگ رو طائر پریدہ صبر وضبط
دامن کشیدہ مشورہ ہوا سواری ادھر سے پھیرو ملکہ کو بیچ مین گھیر ولیکن تاب تحمل یا رائے صبر
ملکہ کو بالکل نتھا فرمایا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ غربت کا مارا تھک کر
بیٹھ رہا ہے اس سے ڈرنا کیا ہے چلو نزدیک سے دیکھین ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر جھکتی ایک
دوسرے کو تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کی چھاتی دھڑکتی تھی دلمین تڑپ زیادہ پاتی تھی
اگرچہ جمال ملکہ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہ و مہر سے دونا عابد کش زاہد فریب تھا جانعالم بھی
بیچین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نچھوڑا جس طرح بیٹھا تھا جنبش نکی تیور پر میل نہ آیا
ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمھارا کدھر سے آنا ہوا
اور کیا مصیبت پڑی ہے جو اکیلے سوائے اللہ کی ذات بیہمات نہ کوئی سنگ نہ سات اس جنگل مین وارد ہو

شہزادے نے مسکرا کے کہا مصیبت جھیلا تجربہ پڑی ہوگی معلوم ہوا یہاں آفت زدے آتے ہیں کہ
تم سی کیا کمبختی ایاموں کی گردش نصیبوں کی سختی ہے جو چڑیلوں کی طرح ناکام سر شام پھرتی ہو
ملکہ یہ سُنکے بھڑک گئی خود فرمانے لگی واہ واصاحب تم بہت گرما گرم تند فراج حاضر جواب ہو حال پوچھنے
سے اتنا برہم ہو کر کڑا فقرہ سُنایا کہ اس مردار کے ساتھ تھو تھو مجھ چھٹ سب کو چھلپائیاں بنایا
جانعالم نے کہا اپنا دستور نہیں کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہوں دوسرے مردار سے بات حرام ہے
مگر خیر دھوکے میں جیسا اُس نے سوال کیا ویسا ہم نے جواب دیا اب تمھارے منہ سے مردار نکلا
ہم سمجھ گئے چپ ہو رہے ملکہ نے ہنسکر کہا خوب یک نشد دو شد صاحب چونچ سنبھالو ایسا کلمہ
زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن در گور مردار خور ہیں آپ بھی کچھ منہ زور ہیں بھلا وہ تو کہکے
سُن چکی ہیں آپ سے پوچھتی ہوں حضور کس سمت سے رونق افروز ہوئے دولتسرا چھوڑے کے ر
ہوئے اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پرخار کو کیوں رشک لالہ زار کیا جانعالم نے کہا چہ خوش
آپ در پردہ بناتی ہیں بگڑ کر طنز سے یہ سُناتی ہیں ہم حضور کا ہیکو مزدور ہیں تم جو جیتے جی چار کے
کاندھے چڑھی کھڑی ہو تم البتہ حضور ہو جو جلیسیں تھیں بولیں ملکہ عالم آپ کس سے گفتگو دو بدو
کرتی ہیں یہ مردوا تو لٹھ ہے سخت منہ پھٹ ہے ملکہ بولی چپ رہو ان باتوں میں دخل ندو
ایسا نہ ہو یہ بدمزہ ہو جائے تو صلواتیں سُنائے وہ سب ہنسیں آپس میں کہا خدا خیر کرے آج
جنگل میں گل پھولا چاہتا ہے یہ پردیسی پنچھی مسافر راہ بھولا چاہتا ہے ملکہ نے کہا اے صاحب کچھ
مُنہ سے بولو سر سے کھیلو نذر بھینٹ جو چاہو لے لو جانعالم نے کہا اُمرایت کو کام نقرا و نیچے آ د معلوم ہوا
تم بڑی آدمی ہو سواری مانگے کی نہیں خواصیں بھی تمھاری ہیں خاک نشینوں کی ہم بستری کرو
تکلف نہ کر رکھو طبیعت حاضر ہوگی تو تمھارے بیٹھنے سے کچھ کہہ اُٹھینگے تم ہوادار کیا ہوائے گھوڑے پر سوار
ہم فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ملکہ بولی اس مدۃ العمر میں
ایسا مسافر جریدہ دہن دریدہ تمھارے سوا لجد انہیں دیکھا اُستاد زبان سنبھالو یہ منہ زوریاں
غریبوں پر + خدا گیسوں کوئی تم سا بھی بدلگام نہیں + تم کوئی زور چیز ہو کیہ و تنہا ٹٹو نہ گھوڑا
گٹھری نہ بقچہ ننگا لچا وہی مثل ہے رہے جھونپڑے میں خواب دیکھے محلوں کا ہر بات میں ٹھنڈی گرمیاں
کرتے ہو جو یہی خوشی ہے تو لو یہ کہکے ہوادار سے اتر شہزادے کے برابر بیٹھ گئی خواصوں نے

بہت بھیانک ہو کے کہا لو بی بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہے ملکہ سی پری کو گالیان
دیدے کیسا شیشے مین اُتار لیا بیٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بولی تجھے اپنے دیدون کی
قسم سچ بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نکیلا ٹھٹول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تو نے یا کبھی
تیری ملکہ نے دیکھا بھالا تھا اری دیوانی نادان خوبصورتی عجب چیز ہے اسکا دوست طالب
دشمن کا مطلوب ہے حسن خوب سب کو مرغوب ہے جہانکو عزیز ہے غرضکہ جب ملکہ بیٹھی جان عالم
دم سرد بھر کے بول اُٹھا لا اعلم چگویم از سر و سامان خود عمر یست چون کاکل + سیہ بختم
پریشان روزگارم خانہ بردوشم + **مؤلف** سراسر دل دکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو + پتا
خانہ بدوشون سے نہ پوچھو آشیانے کا + گرفتار رنج والم خوشی سے دور مبتلاے غم بے یار و مددگار
دوست نہ غمخوار آفت کا مارا گھر بار سے آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشۂ راہ بجز غم جانکاہ
نہین اور رہبر سواے دل مضطر ہمراہ نہین گو پاؤن مین طاقت رفتار نہین لیکن ایڑیان رگڑنا
بھی اس راہ مین ننگ و عار نہین یہ حال ہے وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مقام ہین
اور یہ چند شعر میر سوز صاحب کے مطابق حال ہین میر سوز ظاہر مین گرچہ بیٹھا تو لوگون کے
درمیان ہون + پر یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون + اے ساکنان دنیا آرام دو گے اک شب
بچھڑا ہون دوستون سے گم کردہ کاروان ہون + ہان اہل بزم آؤن مین بھی پر ایک سُن لو +
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون + سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی +
گلشن دل و جگر ہے گو صورت خزان ہون + نام و نشان نے یارب رسوا کیا ہے مجکو +
جی چاہتا ہے حق ہو بے نام و بے نشان ہون + قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے + کیون
سوز چپ ہے بیٹھا کچھ بول اُٹھ نہ ہان ہون + یہ پڑھکے چپ ہو رہا ملکہ سمجھی یہ مقرر شہزادہ
عالی تبار ہے مگر کسی کا عاشق زار ہے بات مین یہ تاثیر ہے کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہے دل مین آیا
کسی طرح گھر لے چلیے پھر حال مفصل معلوم ہو جائیگا کہان تک چھپائیگا بمنت و سماجت کہا اے عزیز
یہ سر زمین ہمارے علاقے مین ہے تم یہان مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہو مہمانی ہم پر
واجب ہے چند گام اور قدم رنجہ کیجیے غریب خانہ قریب ہے آج کی شب استراحت فرمائیے نان خشک
کھائیے صبح اختیار باقی ہے جان عالم نے تبسم کر کے کہا پھر در پردہ امارت کی لی یعنی ہم تو یہانکے

مالک ہین آپ بھوکے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر کو سناؤ محتاج کو کر و فر جاہ و حشم دکھاؤ جادۂ اعتدال سے زبان کو گام فرسا نفرماؤ یہان طبیعت اپنی اپنے اختیار مین نہین اور روا روی سے فرصت قلیل ہے مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہے اس کی کیا سبیل ہے ملکہ نے افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہے آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور و ناچار ہین جانعالم نے دل مین خیال کیا برسون کے بعد ہمجنسون کی صحبت میسر آئی اور یہ بھی شاہزادی ہے اسکا آزردہ کرنا نری بیحیائی ہے آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی بے اعتنائی کا حجاب کرکے کہا کھانے پینے سونے بیٹھنے کی ہوس دل سے اٹھگئی ہے مگر دلشکنی کسی کی اپنے مذہب مین گناہ عظیم ہے خدا علیم ہے شعر عوض ہے دلشکنی کا بہت محال اے یار + جو شیشہ ٹوٹے تو لیجے جواب شیشے کا + لیکن اتنی رکھائی اور کج ادائی جو ظہور مین آئی اس نظر سے تھی شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را + افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را + دل فگارونکی صحبت سے ملال حصول ہوتا ہے غمگین کا ہمنشین ہمیشہ ملول ہوتا ہے میر درد نہ کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے + دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو + اور جو یون ہی مرضی ہے تو بسم اللہ یہ کہکے ساتھ ساتھ ہاتھ مین ہاتھ پیادہ پا باتین کرتا چلا بسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف تھا کوئی فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات مین دل کھلا جاتا تھا مگر دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و نجبت نافرجام ایسا نکرنا کہ ہاتھ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے بیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رونا جان کھونا پڑے ظاہر ہے کہ یہ کسی کا عاشق زار ہے نشاء محبت مین سرشار ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن مسافر سے کوئی بھی کرتا ہے پیت + مثل ہے کہ جوگی ہوئے کسکے میت + مگر تپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جی کی کاہش مین بیقراری کو اس پر قرار تھا خدا کے کارخانے مین کسیکو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل ہے اسے غنیمت جان آغاز عشق مین انجام سوچنا خلاف ہے اس مین شرع کی تکلیف معاف ہے مولف غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی اے نادان + دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم مین زمانے کا + القصہ تا در باغ پہونچے دروازہ کھلا اندر آئے جہان فضاے صحرا دہ تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا اگر ایک تختہ کی صفت تحریر کرون ہزار تختۂ کاغذ پر بخط ریحان نہ لکھ سکون

دم تسطیر قلم مین برگ نکلتے ہین لکھنا بار ہوتا ہے ہاتھ پاؤن بالکل بھولتے ہین صفحۂ قرطاس پر
گل پھولتے ہین حاسد کو خار ہوتا ہے بہت آراستہ و پیراستہ عرض مربع مین چارون کونون پر
بنگلے گرد سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پر کیلے لگے ہین قطار در قطار
تختہ بندی کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی مہندی کی ٹٹیون مین رنگت مینے کی گل مہندی
سرخ و زرد پُرافشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدۂ منتظر کی شکل دکھاتی تھی
گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت یک لخت جدا بار کے بار سے ٹہنیان جھکین
درخت سرکشیدہ پھل لطیف و خوشگوار پھول نازک قطعدار روشین بلور کی نہرین نور کی حوض
و نہرین فوارے جاری چمنون مین باد بہاری موسم کی تاک مین تاک بکا مستون کی روش
جھومنا غنچۂ سربستہ کا منھ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ وار کا پتا زربفت کی
تھیلیان چڑھین نگہبانی کو گوشون مین باغبانیان الست کھڑی ہین ہر تختہ ہرا بھرا روش کی
پٹریون پر چینی کے نادون مین درخت گلدار معنبر و معطر بیلا چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی
کیتکی کیوڑا نسرین و نسترن کی نرالی آن بان ایک سمت تختون مین لالہ خوف خزان سے بادل داغدار
گرد اُسکے نافرمان کی بہار سرو و شمشاد لب نہر جو فاختہ اور قمری کی اُسیر کوکو حق سرہ شاخ گل پر
بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندۂ کبک کی آواز کہین تدرو کی خرام ناز نہر مین
قاز بلند آواز تیز پرواز ایک طرف فرق سے پاتک درخت گل و بار سے لدے سیب بہی ناشپاتی
سے زنخ گلعذارون کی کیفیت نظر آتی سنبل مسلسل مین پیچ و تاب زلف مہوشان کا ڈھنگ سوسن کی
آواہٹ سی لب خوبرویون کا جوبن دکھاتی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان صد برگ مین
ہزار جلوے یہان آم کے درختون مین کیریان زمرد نگار مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرد اُن کے مددگار حور و غلمان کا عالم بیلچے کھرپیان جواہر نگار
ہاتھون مین باہم درخت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلابرگ ٹڑابار
جھڑا پڑا خار صحن سے نکالتی پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پر شوکت با رفعت و شان پرستان کا
مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنایا غلام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا
پانی سے چھلکتا فرش سیماب افشان پتھر کا شامیانہ تمامی کا تھا سفید بادلے کی جھالر کلابتون کی

ڈوریان سراسر مغرق بنا چودھوین رات ابر کھلا آسمان صاف شب ماہ سامان اس تکلف کا برسات کی
چاندنی سبحان اللہ فوارون کے خزانے مین بادلہ کتا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ
بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستارون کے
بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا بڑی چہک مک سے ملکہ کے مکان پر چاندنی دیکھنے کا سامان تھا
شہزادے کے آنے کا کسے گمان تھا غرض کہ جان عالم کو لیجا شامیانے تلے مسند مغرق پر بٹھایا
شراب ارغوانی کی گلابیان کشتیون مین لے گروہ زن پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئی کہ بط مے
رشک وخجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایک طرف جام وسبو ایک سمت نغمہ سرایان
خوبرو وخوش گلو سفید سفید صوفیانی پوشاک سر سے پانون تک الماس کا زیور دو رویہ صف باندھکر

تصویر باغ پر تکلف چار کونے پر بنگلے بیچ مین بارہ دری وشہزادہ وملکہ مع صراحی و نغمہ سرایان

کھڑی ہوئین اُن کے بیٹھتے ہی گانا شروع ہوا سارنگی کے سُر کی زون ٹون کی صدا چرخ پر زہرہ کے گوش زد ہوتی تھی طبلے کی تھاپ باہین کی کمک خفتگان خاک کا صبر و قرار کھوتی تھی ہر تان اوپچ تان سین پر طعن کرتی بار بد اور نکیسا کے ہوش پران تھے چھجو خانکو غش تھا غلام رسول حیران تھے زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور شور سے ہاتھ ملتا تھا ہر لیسے فقرے اور سُر کے پلٹے پر آلہی بخش پوربی کا جی نکلتا تھا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش آئے اور اس تال و سم سے گھنگرو بجانے کہ ملوجی شرمائے کتھک جو بڑے اُستاد اتھک تھے اُنھون نے سم کھائے ٹھوکر مردہ دلون کی مسیحائی کرتی تھی گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس کف افسوس ملتی تھی اور دم سرد بھرتی تھی جب ہنگامۂ صحبت باین نوبت پہونچا کہ راجہ اندر کی محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا بہشت کا سامان پیش چشم پھر گیا اُس وقت ملکۂ مہر نگار نے گیلاس شراب سے بھر کر شہزادے کو دیا کہا اسے اُلش کر دیجیے تا رنج سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے استفسار حال ضرور ہے جان عالم نے باسباب ظاہر انکار کیا مہر نگار نے کہا آپ دلشکنی روا نہین رکھتے اس پہلوتہی کرنے مین ملال خاطر کے سوا کیا متصور ہے شہزادے نے مسکرا کر ساغر لیا یہ کہکر با طبع شگفتہ پیا انشا گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر جانعالم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا دور جام بے دغدغۂ نیرنگی ایام چل نکلا دو چار ساغر آب آتش رنگ جوانی کی ترنگ مین پیہم و متواتر جو پیے دونونکو نشۂ سرور ہوا رنج سفر ادھر سے تمیز و خیال خیر و شر اُدھر سے دور ہوا اُسوقت جانعالم نے کہا میر درد ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ + جب تلک بس چل سکے ساغر چلے + یہ سُن کر وہی خواص گرما گرم جس نے شہزادے سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کی بہت منھ لگی تھی یہ بولی ابقا لطف شب اے دل اُسدم مجھے حاصل ہو + اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو + ملکہ نے بحسرت فرمایا کہ مُردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہے حال اپنا موافق قول سودا ہے مریض سودا جو طبیب اپنا تھا دل اُس کا کسی پر زار ہے + مژدہ باد اے مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہے + جان عالم نے یہ سُن کر اُسی خواص کو سنا کر متنبہ کیا اُستاد مین مسافرون مجھسے دل نہ لگا + کیا بھروسا مرا رہا نہ رہا + ملکہ تال کے حال پوچھنے لگی کہ تمھین بخدا اے عزوجل سچ کہو

تم کون ہو کہان سے آئے ہو کس کی تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اُسوقت جان عالم کو بجز راستی
مفر نظر نہ آیا کہا ملکہ مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا ہون جان عالم نام ہے سرزمین ختن وطن ہے
ضحت آباد سلطنت کا مقام ہے مین نے ایک توتا مول لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اُسکی زبانسے
شہرۂ حسن انجمن آرا سُنکے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان مرگ آوارۂ وطن مورد رنج و محن ہوا ہون پھر
توتے کا راہ مین اُڑجانا وزیرزادے کا پتا نپانا تتمہ بیان گرفتاری طلسم اور اپنی خواری جادوگرنیکا
نقش سلیمانی دینا اور اپنا رستہ لینا کہکر کہا بے ملک زرنگار پہونچے نہ جانکو چین نہ دل کو قرار
ہے زیست بیکار ہے اور یہ غزل پڑھی مؤلف بسوز شمع رویان اس طرح کا سینہ سوزان
ہون + کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سرو چراغان ہون + نسیم صبح ہون یا بوے گل یا شمع سوزان
ہون + مین ہون جس رنگ مین پیارے غرض دم بھر کا مہمان ہون + نہ پھل پایا لگانے کا بجز
افسوس و حسرت کے + مین نخل بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقان ہون + عبث تدبیر ہے گور و کفن کی
اُس کے کوچے مین + مین ننگ دو جہان ننگے ہی گڑنے کا شایان ہون + نہ مرتے مرتے منھ پھیرا
محبت سے کبھی مین نے + جفا مین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون + تنی رہتی ہے اکثر
چادر مہتاب تربت پر + کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون + سرور غم رسیدہ ہون مجھے
طوفان محشر مین + ترانا تو ہی خداوندا غریق بحر عصیان ہون + ملکہ نے جب سُنا کہ یہ فریفتہ جمال
پری تمثال انجمن آرا ہے آہ دلدوز نعرۂ جانسوز کھینچکر رونے لگی امید قطع ہوئی جانعالم نے
بیقرار ہو کے کہا این ملکہ مہر نگار خیر باشد ملکہ نے اُسی حال مین کہا اُستاد مائل اُس
فتنۂ عالم نے کیا جو مجکو + سوے بیداد مگر مرضی دوران آئی + چاک دل تک تو کچھ لے دست جنون
پردہ تھا + یہ کھلا ابتو کہ نوبت بگریبان آئی + اے شاہزادۂ والا تبار غارتگر کشور دل عاشق زار
میرا حال سُن ع عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائے ہست + باپ میرا شاہنشاہ تھا بہت سے تاجدار
خراج گذار تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر تھی اور عبادت کی عادت تھی آخر کار کارخانہ
دنیاے دون ہیچ و پوچ جان کے یہ شعر ورد زبان کیا سوز خبیر ہیچ ہی ہم بوجھ چکے وضع
جہان کو + غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ + اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑ معاملہ سلطنت بیکار جان
اور بے ثباتی جہان گذران مدنظر کر دنیا سے ہاتھ اُٹھا بادشاہت کو مٹا آبادی سے

منھ موڑا اس صحراے پرخار مین مکان بناکے بیٹھ رہا ہرچند مجھسے شادی کو ارشاد کیا مین نے بسبب مفارقت انکار کیا اب دفعتہً آفت آسمانی و بلاے ناگہانی مجھپر ٹوٹ پڑی کہ بیک نگاہ عاشق کیا دیوانی ہوگئی ہوش وحواس سے بیگانی ہوگئی میر رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا + اور تو اُس کا عاشق وطلبگار ہے جس کا نظیر اس زمانے مین ہاتھ آنا بہت دشوار ہے میرے محمل نشین ہین کتنے خدام یار مین یان + لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یان + اب بجز مرگ کیا چارہ مین ننگ خاندان دولت دہ خراب کنندہ خاندان فقط خواری مان باپ کی اور گریہ وزاری اپنی چاہتی تھی صبح تو کہان مین کہان یہ صحبت شب خواب ہوجائیگی نمود صبح مفارقت شام غربت کا رنگ دکھائیگی دامن صحرا کی طرح گریبان صبر چاک ہوگا ہمارے سر پر آفت وخرابی آئیگی انصاف کیجیے کس سے کہونگی بیقراری ستاتی ہے جانعالم کی جدائی سے روح بدن سے جدا ہوتی ہے جان جاتی ہے مصاحبتین طعنے دینگی انسین چھیڑ چھیڑ کر جان لینگی جب لونڈیون پر خفا ہونگی بڑبڑائینگی زبان پر یہ کلمہ لائینگی ملکہ عاشقی کا رنج وملال یون درپردہ ٹالتی ہین شہزادہ چلا گیا نہ رُک سکا اُس سے بس نچلا غصے کی جھانجھ ہم پر نکالتی ہین باپ پر حال کھلا تو خجالت ہوگی مان نے اگر سُنا تو ندامت سے کیا حالت ہوگی رسوائی کے خوف سے دل کھولکر نہ رو سکونگی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کھو سکونگی جب دل بیتاب ہجر سے گھبرائیگا فرمائیے کون تسکین فرمائیگا کیا کہکے سمجھائیگا آپ اُدھر تشریف لیجائینگے ہم ادھر غم فرقت سے گھٹ گھٹکر مرجائینگے ہماری سرنوشت پر رونا روا ہے ماجرا ہمارا عبرت وحیرت افزا ہے ہرچند ظل سبحانی عامل بے بدل ساحر بے مثل ہین علوی سفلی سب کچھ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین کی تحریر نہ دیکھی کہ کیا پیش آنی ہے اور خط شکستہ سے بے نستعلیق نے کیا بُرا لکھا ہے افسوس صد افسوس **مؤلف** وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جس کی + اپنے مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے نکلے + یہ باتین کر دل پر ہاتھ دھر رونے لگی دامن وگریبان آنسوؤن سے بھگونے لگی شہزادے کو ثابت کیا یقین ہوا کہ ملکہ بشدت فریفتہ وشیدا ہے بات سے حزن وملال پیدا ہے دل گھٹنے کے مزے سے زبان لذت پاچکی تھی جان ہجر کے صدمے اُٹھا چکی تھی بے چین ہوکر بولا زبان کو

تسکین کی باتون مین کھولا کہا آپ کا کدھر خیال ہے بندہ فرمابردار بہر حال ہے جو کہوگی
بجالاؤنگا بالطاعت سے سر نہ اُٹھاؤنگا مگر برائے چندے صبر دل پر جبر ضرور ہے اگر اُس کی
جستجو مین نجاؤنگا تمھین میری کیا امید ہوگی ہمچشمون کو کیا منھ دکھاؤنگا سبحان اللہ
وہ وقت دیکھا چاہیے کہ معشوق عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اُسکے ذہن نشین کرے
خوش قسمتون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کھاتے ہین دلداری کرکے
سمجھاتے ہین اس کا لوگ رشک کرتے ہین آتش حسد سے جل مرتے ہین ملکہ یہ سُن کر شاد
بندِ غم سے آزاد ہوئی یہ بات امتحان کی ہے جسے جی پیار کرتا ہے اگر وہ جھوٹ بھی بولے تو عاشق کو
سچ کیا بمنزلۂ حدیث و آیت ہوجاتا ہے مگر یہ کہا مصحفی عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل +
وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہین مجکو + لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی کھیل ہین اگر
ہماری یاد تمھین فراموش ہو وحشت کا جوش ہو جانعالم نے قسمین شدید کھائین اختلاط کی
باتین درمیان مین آئین کہ اس مین سرمو فرق ہوگا اور مژدۂ وصل سے مسرور کیا خیال
مفارقت ملکہ کے دل سے دور کیا کہا اب ہنسی خوشی کی باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو مفارقت
سر پر کھڑی ہے رات تھوڑی کہانی بڑی ہے فلک سفلہ پرور جفا کیش ہے عاشق و معشوق کا
بد اندیش ہے اُستاد شب وصل شکوہا مکنید + شب کوتاہ و قصہ بسیار است + مگر شب وصل
ہمیشہ سے کوتاہ ہے خدا گواہ ہے دو کلمے ہنسی کے ہنوز پورے ہونے پائے گردون کو رشک آیا
یکایک مرغ سحر بیدار باش پکارا زاہد نے نعرہ اللہ اکبر مارا گجر کی آواز بھی دونون کے
کان مین آئی یہان وان سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہو کے بولی
مؤلف وصل کی شب چونک اُٹھے ہم سُنکے زاہد کی صدا + یان دم تکبیر بھی اللہ اکبر ہو گیا +
ولہ زاہد بھی تیسرا ہے شب وصل مین حریف + مشہور کو جہان مین صبح و خروس ہے جانعالم نے
نماز صبح پڑھکر کمر بعزم سفر چست کی ملکہ سہم کر آبدیدہ ہو یہ شعر پڑھنے لگی جرأت نہ آیا اور کچھ
اس چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + جب شہزادے نے
چلنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا اگر ہرج متصور نہ ہو میرے والد سے ملاقات کر لو یہ امر فائدے سے
خالی لا اُبالی ہو گا جانعالم نے کہا بہتر ہے پھر وہی خواص ہمراہ ہوئی جب وہان پہونچا

دیکھا بوریاے بیریا بچھا ہے مصلے پر ایک پیرمرد مہذب بذکر حق مشغول بادل ملول بیٹھا ہے
یہ رسم سلام بجالایا اُسنے دعاے خیر دیکر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا قریب بٹھایا پھر فرمایا ماجراے
شب تیرہ ملکہ فقیر پر روشن ہے ایسی بدقسمت دوسری خلق مین خلق نہین ہوئی ہمارے کہنے سے
انکار کیا بڑے بول کا سرنیچا ہوا تو تمسے کیا کیا وار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نکرتے تو اسکا زندہ رہنا
محال تھا اسی طرح کا دل پر صدمہ اور ملال تھا اگر ایفاے وعدہ کردے گے اللہ بھلا کریگا وگرنہ

تصویر جانعالم مع ایک خواص پاس پیرمرد کے آنا اور اس کا لوح دیکر رخصت کرنا

یہ رنج بڑا ہے دیکھیے اُس کا کیا حال کرے گا دلداری جگر فگارون کی عیادت مرض محبت کے
بیمارون کی جوانمردون پر فرض ہے یہ سمجھنا ساحل راز خس وخاشاک گذارد گل را
از صحبت خار ننگ و عار نمی باشد شہزادے نے سر جھکا عرض کیا آپ کیون محجوب فرماتے ہین مجبور ہون
اس عزم مین گھر چھوڑا عزیزون لیگانون سے ترک کر شہر سے منھ موڑا وہ کہین گے سخت
کم ہمت دیکھے جرأت تھا راہ مین آسایش ہی مین بیٹھ رہا خوف سے جانکا جھوٹا بہتا ناحق

عشق کا دم بھرا پیر مرد نے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی ہے
ہمین بھی تمھارے اس عزم سے ایفاے وعدے کی امید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب
کوئی مہم سخت روبکار ہو بطرز فال اُس حال مین اسے دیکھنا جو نکلے اُس پر عمل کرنا اللہ تعالی
وہ مشکل سخت ایک آن کی آن مین آسان کریگا بحفظ حافظ حقیقی سپردم اللہ معکم اینما کنتم فرد
بسفر رفتنت مبارکباد + بسلامت روی و باز آئی + شہزادہ رخصت ہوا لوح لے کے ملکہ کے
پاس آیا یہ شعر زبان پر لایا **مؤلف** کوچ کی اپنے اب تیاری ہے + تیرا حافظ جناب باری ہے
ملکہ ناکام گردش ایام دیکھ اور یہ کلمۂ جانکاہ سنکر کلیجہ تھام سر دھنکر یہ اشعار پڑھنے لگی **استاد**
مین مرگئی سُن اُس کے سرانجام سفر کا + آغاز ہی دیکھا نہ کچھ انجام سفر کا۔ کہتے ہین کہ وہ جاتا ہے
کچھ ایسی دعا کر + مسدود ہو رستہ دل ناکام سفر کا + مت جان نکلتا مجھے اے جان لیے چل +
کرتی چلون گی ساتھ ترے کام سفر کا + مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرونگی + آگے نہ مرے
لیجیو تو نام سفر کا + چلنے کی صلاح اُس کے ٹھہرتی نہین اب ساتھ + موقوف نوازش ہوا
آرام سفر کا + آخر جبراً قہراً رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن ثامن کو سونپا ع ترا موسی رضا
ضامن ترا اللہ والی ہے + جس طرح پیٹھ دکھاتے ہو اسی صورت اللہ تمھارا مُنھ دکھائے غم
دوری ہمارا دور ہو جائے جان عالم یہ سُنکر روانہ ہوا یہان تپش دل کا بہانہ ہوا ریلے سرشک
چشم خون پالا سے موج زن ہوا غریق لجۂ مفارقت جان و تن ہوا جلیسین بولین ملکہ کیون جی
کھوئی ہو جو اس طرح بلک بلک کر روتی ہو مسافر کے پیچھے رونا زبون از حد ہے بی بی غیر ہے
یہ شگون بد ہے وہ بھی دن اللہ دکھائیگا جو وہ پردیسی صحیح و سلامت خیر سے پھر آئیگا تو
اُن کو وہ غم کی ماری یہ سمجھاتی سوز چشم کا کام اشکباری ہے + چشمۂ فیض ہے کہ جاری ہے +
مؤلف بیدرد کوئی آشنا سمجھا نہین ہے ہے + دل دکھے تو کس طرح سے فریاد نہووے ولہ
مجکو رونے کو نہ تم منع کرو ہمنفسو + غم دل کرتی ہون مین دیدۂ تر سے خالی + اور جب آنسو
کمی کرتے تو دل و جگر سینے مین برہمی کرتے اُس وقت گھبرا کر یہ کہتی **مؤلف** مدد اے سوز جگر
تاکہ نہ ہووے خفت + نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی + پھر نہ منھ اُس نے کیا
میری طرف ہے ظالم + سخت تم بھی مرے نالو ہو اثر سے خالی + نہ لگا اسکو مری بات کو تو مان

سرور + دل کا لگنا نہین لے یارضر سے خالی + غرض کہ جون جون شہزادے کی مفارقت بڑھتی تھی ملکہ صدمۂ ہجر سے دون دون گھٹتی تھی بدر سا چہرہ کاہیدہ ہو کر ہلال ہوا تپ جدائی سے عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی وائے ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہے چپ رہون جان جاتی ہے یہ سب کہتے ہون گے ملکہ کو غیرت نہین آتی ہے راہ چلتو نسے بیٹھے دل لگاتی ہے آپ روتی ہے ہمین مفت رُلاتی ہے اُس سمجھانے والے کو کہان سے لاؤن جسے دل کا حال سناؤن زیست اسی مین ہے جو مرجاؤن آب کون انسو پونچھ رونے کو منع کرے گا کون میرے دم گرم پر آہ سرد بھریگا پیار سے سر چھاتی پر دھریگا جب ملکہ کا یہ حال بصیبت چپکے چپکے جی سے باتین کرنا دیکھکر لوگ گھبرتے دست شفقت سر وحشت انگیز پر پھیرتے اور پوچھتے کہ اے جی کی دشمن ہمین تو بتا دل کا حال کیا ہے تو وہ کہتی اور تو کچھ جانتی نہین پر یہ نقشہ ہے ہاتھ پاؤن سنسناتے ہین خود بخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین بند ہے گھبراتا ہے مکان کاٹے کھاتا ہے باغ ویران گل بوٹا خار معلوم ہوتا ہے گھر زندان بات کرنا بیکار معلوم ہوتا ہے جان بیقرار ہے بند بند ٹوٹتا ہے دامن صبر دست استقلال سے چھوٹتا ہے جنگل پسند ہے ویرانی کا دل خواہشمند ہے دشت کا سناٹا بھاتا ہے بلبل کا نالہ دل دکھاتا ہے خدا جانے کس کی جستجو ہے دل کو مرغوب قمری کی کوکو ہے تنہائی خوش آتی ہے آدمیون کی صورت سے طبیعت نفرت کھاتی ہے سینہ جلتا ہے دل کو کوئی مسوس کر ملتا ہے آنکھ ظاہر مین بند ہو جاتی ہے مگر نیند مطلق نہین آتی ہے ہاتھ چاہتے ہین سر دست چاک گریبان دیکھین پاؤن چل نکلے ہین کہ بیابان دیکھین نل دمن کی مثنوی سے ربط ہے لیلی مجنون کا قصہ پڑھتی ہون یہ کیا خبط ہے دل کی ملتا ہے کہ بیقراری کر آنکھین اُمڈی ہین کہ اشکباری کر جہان کی بات سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جا بجا ظالم کا ذکر دل لگا کر سنتی ہون جو کوئی سمجھاتا ہے رونا چلا آتا ہے سر دھنتی ہون ناکامی مجھ خستہ و پریشان کا کام ہے آہ بے سروسامان کا تکیہ کلام ہے منھ کی رونق جاتی رہی زردی چھا گئی بہار حسن پر خزان آگئی ہر دم لب پر آہ سرد ہے ایک دل ہے اور ہزار طرح کا درد ہے جان جانے کا وسواس ہے نہ بزرگون کا لحاظ دپاس نہین زیور طوق وسلاسل ہے زیب و زینت سے

بدمزگی حاصل ہے دل وجگر مین گھاؤ ہے بگاڑنا بناؤ ہے بستر بزم خار خار ہے ارے لوگو یہ کیا آزار ہے سب سے آنکھ چُراتی ہون ہمصحبتون سے شرماتی ہون اب صدمے اُٹھانیکا یارا نہین نے موت اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجیب حال ہے اکثر یہ خیال ہے مؤلف افسوس یہ حال ایک عالم دیکھے ایسا نہو کہ جانعالم دیکھے + اگر اسی کا عشق و عاشقی نام ہے تو مین درگذری میر اسلام ہے جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے بتاؤ تو کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے دو دن سے کچھ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہے کھڑی ہون جی بیٹھا جاتا ہے پہلے مجھے نہ منع کیا ہے ہے میرے جان کے دشمنو یہ کیا کیا اللہ کی مرضی کسی کا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا کیا یہ سنکے ایک سہیلی کھائی عشق کے صدمے اُٹھائی قریب آئی کہا قربان جاؤن واری ابھی سلامتی سے نو گرفتاری ہے جو اتنی آہ وزاری اور بیقراری ہے سہتے سہتے عادت ہو جائیگی تو تسکین آئیگی ان باتون سے دل جو بھر آیا بے اختیار خونابہ دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدہ دیدار طلب سے سمندر کی لہر لہرانے لگی نظم مین دلکا حال سُنا نے لگی مؤلف حالت ہے اسکی پارے کی برق و شرار کی کیا کیا تڑپ سُناؤن دل بیقرار کی + پھوٹے تپش سے دل کی یہ سب آبلے مرے + منت کشی نکرنی پڑی نوک خار کی + دل اپنا قبر مین بھی جلیگا اسی طرح + حاجت رہے گی ہمکو نہ شمع مزار کی + وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئے + دیتے مثل ہین لوگ مرے انتظار کی + لیجائیو اُدھر سے جنازہ مرا سرور + حسرت بھری ہے دلمین مرے کوے یار کی

رخصت ہونا جانعالم کا ملکہ مہر نگار سے اور پہونچنا ملک زرنگار مملکت و لدا مین ملاقات خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال پر ملال جادوگر کا پھر اُسکو قتل کرکے لانا اُس ماہ پیکر کا

بیت یہان کا تو قصہ یہ چھوڑا یہان + سنو پھر اُسی غمزدے کا بیان + طلسم کشایان گنجینۂ سخن سحر سامری ورہ نوردان اقلیم حکایات کہن مشاق جادو وشعبدہ گری رستا مان جفا کیش ومحنت کشیدہ سحر سازان سخن سنج درین سراے سپنج ردے راحت ندیدہ گو سالۂ سخن کو دیر خراب آباد مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکہ مہر نگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زرنگار کشور آفت روزگار تھا شہزادہ دل از کف دادہ یکہ وتنہا صعوبت سفر کا مبتلا پاؤن مین چھالے

لب پر آہ و نالے گرتا پڑتا کئی مہینے کے بعد اُس زمین خجستہ آئین میں پہونچا اور جو جو پتے توتے نے بتائے تھے وہ سب اُس جوار میں پائے واقعی عجب نواح شگفتہ و شاداب ہر سمت چشمہ ہائے آب خنک سب سبزہ زار گل بوٹے خودرو کی انوکھی بہار ہوا فرحت انگیز بوباس مشک بیز جوان خیر جانِ عالم خوش و خرم جلد جلد قدم اُٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز دو چار گھڑی دن رہے کیا دیکھتا ہے کہ ایک شے مثل آفتاب بصد آب و تاب شمال کی سمت یہ درخشان ہے کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی عقل حیران ہے دل سے کہا آثار حشر نمود ہوئے یہ کیا قیامت ہے ہم مشاہدۂ جمال جانان سے محروم رہے مشرق و مغرب کو چھوڑ سورج شمال کی طرف جا نکلا افسوس صد افسوس اب تک نہ دل کا مدعا نکلا جب قریب پہونچا دیکھا دروازہ ہے عالیشان سر بفلک کشیدہ دیدۂ روزگار نہ دیدہ بسکہ مطلا ہے اور لعل و یاقوت اس کثرت سے جڑے ہیں کہ جوہری ہم دگر حیران کھڑے ہیں شعاع آفتاب سے یکرنگی خورشید حاصل ہے شرمندہ اُسکے روبرو بدر کامل ہے یقین ہوا اب بر سر مطلب پہونچا یہ وہی دروازہ ہے باب امید جسکا ذکر وہ سرخرو زمرد لباس کرتا تھا سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گم کردگان کیا اور خوش ہو کر دوڑا فرد وعدۂ وصل چون شود نزدیک آتش شوق تیز تر گردد غرض افتان و خیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار رفعت فلک دکھاتا دیوار و در جگمگاتا بلور کی اینٹیں یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفا و مطلا در بہشت کی طرح و حصن حصین بصد فر و تمکین بنا جا بجا برج برجی و آہنی ڈھلی ہوئی توپیں چڑھیں گولہ انداز جوان جوان بنفشہ بادلے کے دگلے گلنار پہنے ایک پیچ پیچ چست و چالاک توپوں کے بائیں دہنے ٹہل رہے زمین و آسمان اُنکی ہیبت سے دہل رہے گلی کوچے صاف خس نہ خاشاک دروازے پر پانچ ہزار سوار لاکھ پیادے کی چھاؤنی کچھ جنگ کے آمادہ تیار جانِ عالم نے اُنسے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہے اور حاکم یہاں کا کون ذی احترام ہے اُنھون نے دیکھا ایک جوان سرو قامت قمر طلعت خوف سفر خاک رہگذر میں نہان ہے مگر دبدبۂ شوکت و صولت نشان جرأت چہرۂ انور سے عیان ہے وہ خود کہنے لگے آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں شہزادے نے کہا بھائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اس ملک کو زرنگار کہتے ہیں سنتے ہی چہرہ بشاشت سے کندن کی طرح دمکنے لگا جو ریت کا ذرہ تھا افشاں کی صورت

مُنھ پر چمکنے لگا دل سے کہا یہ خواب ہے یا بیداری طالع گردش دہ سے اُمید یاری و مددگاری تھی ایسی قسمت رہبر ہماری نتھی پھر کچھ نہ پوچھا یہ کہتا چلا مولف الحمد للہ ٹھکانے لگی محنت میری + طے ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری + دروازے سے آگے بڑھا شہر دیکھا قطعہ دار ہموار قرینے سے بازار کرسی ہر دُکان کی کمر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و برتر بیچ مین نہر جا بجا فوارے سب عمارات شہر پناہ کی میل کی جواہر نگار سانچے کی ڈھلی ہاتھ کا کام معلوم نہوتا تھا نہ کہین بلندی نہ پستی ہموار بسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادھر بزار تو اُدھر بھی صراف کے مقابل صراف بازار کا صحن نفیس شفاف جوہری کے روبرو جوہری زر و جواہر کا ہر سمت ڈھیر نقد و جنس سے ہر شخص سیر کوئی شے کسی طرح کا اسباب ایسا نتھا کہ اُس بازار مین نتھا مغرب و مشرق کی اشیاے نادرہ کا ہر جا انبار تھا جنوب و شمال کا خریدار تھا حلوائی نان بائی کنجڑے قصائی سقون کے کٹورون کی جھنکار میوہ فروشون کی پکار دلالون کی بول چال جہان کا اسباب و مال نہر کی کیفیت جدا قد آدم آب مصفا فوارون سے کیوڑا گلاب اُچھلتا بازار مہک رہا ہر طرف دھوم دھام خلقت کا اژدحام چلنے پھرنے والون کے کپڑے لتے مونڈے جاتے تھے وہم و گمان کشمکش سے بار پاتے تھے جا بجا لطائف قدرت حق دیکھتا جاتا تھا ہوش بر جا نہ آتا تھا دل سے کہتا تھا اِنَّ اللہَ عَلیٰ کُلِّ شَیءٍ قَدِیر کیا ملک کیا سلطنت کیا شہر کیا بازار ہے کیا بیوپاری ہین کیسا کیسا خریدار ہے ہر شخص کو آرام و راحت ہے کیا بند و بست با انتظام ہے کیا حکومت ہے جب چوک مین آیا پوچھا ایوان جہان پناہ دولتسراے شاہ کدھر ہے لوگون نے کہا دست راست سیدھے چلے جانے بازار طے کر عمارات بادشاہی پاس جب آیا اُن مکانون کو نظر طلسم عقل کام نکرتی تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک جہان نما خورشید چمکتا لیکن جو لوگ درباری یا ملازم سرکاری آتے جاتے دیکھے سب سیاہ پوش مخانہ الم کے جرعہ نوش سک ماتھا ٹھنکا پانون ہر ایک کئی من کا ہو گیا ہر شخص کا منھ تکتا تھا قدم اُٹھ نسکتا تھا کہتا تھا خدا خیر کرے شگون بد ہے دل کو بیقراری از حد ہے چند قدم اور بڑھا سواری کا سامان سامنے آیا جلو بڑھائیو کا شور بلند پایا دیکھا ایک خواجہ سرا بڑا زیرک و دانا محبوب علی خان نام نواب ناظر سرا پردۂ شاہی با احترام وہ بھی بخاطر حزین غمگین سیہ پوش حواس باختہ ہوش فراموش

اندوہ و رنج سے ہم آغوش جانعالم نے سلام کیا وہ جواب دیکر شہزادے کو دیکھنے لگا حیران و ششدر متحیر سا اور سواری روکی کہا سبحان اللہ و بحمدہ کیا تیری قدرت کی شان ہے جنس بشر مین کس کس طرح کا پری پیکر خلق کیا ہے کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین بنہایت متوجہ ہو کر پوچھا کہ اے شمشاد نورستہ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور کہان سے رونق بخش اس شہر نحوست اثر کے ہوئے شہزادے نے کہا میان صاحب خیر ہے ہم فقط اس شہر اور یہان کے شہریار کے شوق دید مین وطن سے بعید سوختہ و خراب بادل مضطر و جان بیتاب یہان پہونچے ہین براے خدا یہان کی نحوست اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے خواجہ سرا نے یہ سنکر نعرہ مارا بیچین ہو کر پکارا کہ اے جوان رعنا تو نے یہ قصہ سنا ہوگا زینت تخت سلطنت رونق شہر موجد آبادی صاحب جاہ و حشمت مالک عفت و عصمت انجمن آرا یہانکی شہزادی تھی شہرۂ جمال بیمثال اُس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک زبان زد خلق خدا تھا اور ایک جہان حسن کا بیان سنکر نا دیدہ اُسکا مبتلا تھا آج تک چشم و گوش چرخ کجرفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سُنی تھی بہت سے شاہ اور شہریار اُسکے وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصے مین آوارہ دشت ادبار تپھرو نسے سر مار مار کے رہرو اقلیم عدم ہوگئے + اب پانچ چار روز سے ہمارے طالع جاگتے جاگتے دفعتہً سو گئے ایک ساحر مکار جفا کار بزور سحر اُسے محل سے اُٹھا لے گیا ہنوز یہ جملۂ غم ناتمام تھا کہ جان عالم کا کام تمام ہوا آہ سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرا اور بہ حسرت و یاس پکارا شعر جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہے اُس سے ملاقات نہونے پائی اے گردون جفا پرداز و اے فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہے اتنی دور لا کر ناکام کہا مؤلف عشر تکدے جہان مین ہوے سیکڑون ویسے + اک دل ہمارا تھا کہ وہ ماتم سرا ہوا + تاثیر آہ دیکھی نہ گریے مین کچھ اثر + ناحق مین اس امید پہ کرتا بگاڑ رہا + کیا دیکھتا ہے سینے کو میرے تو اے سرور جز یاد یار اسمین نہین دوسرا رہا + شعر یہ کہکر وہ اسطرح غش کر گیا + کہے تو کہ جیتے ہی جی مرگیا خواجہ سرا سخت گھبرایا سمجھا کہ یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام الفت اُسیکا ہے مجھسے بڑی غلطی ہوئی دفعتہً خبر بد سنانی نہ تھی آفت اسکی جان پر جا نکر لانی نہ تھی ہرچند گلاب کیوڑا چھڑکا ہوش نہ آیا

بدحواس بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا اور عرض کی آج ماتم انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے فرمایا
کیا ماجرا ہے اُسنے عرض کی کہ کسی ملک کا شہزادہ اُسکی محبت مین سلطنت سے ہاتھ اُٹھا فقیر بنا
سج بنا یہان تک پہونچا ہے مجسے جادوگر کے اُٹھا لیجانے کی خبر سُن کر آہ کھینچ زمین پر گرا ہے
اب تک ہوش نہین آیا ہے عجب صدمہ دل پر دھر گیا ہے خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا ہے کیا
عرض کرون غلام کی نظر سے اس وضع کا جوان پری پیکر آجتک از قسم بشر نہین گذرا اگران دونو کی
صورت آئینۂ چشم مین بہم نظر آتی قران السعدین کی کیفیت کھلجاتی جو حضور ملاحظہ فرماتے
شہزادی کو بھول جاتے بسکہ بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تھا ارکان سلطنت سے
کہا جلد جاؤ جس طرح ہو اُسے لاؤ لوگ دوڑے مردے کی صورت اُٹھا لے گئے اس عرصے مین

تصویر جان عالم کی بیہوشی اور خواجہ سرا کا اُٹھا لیجانا

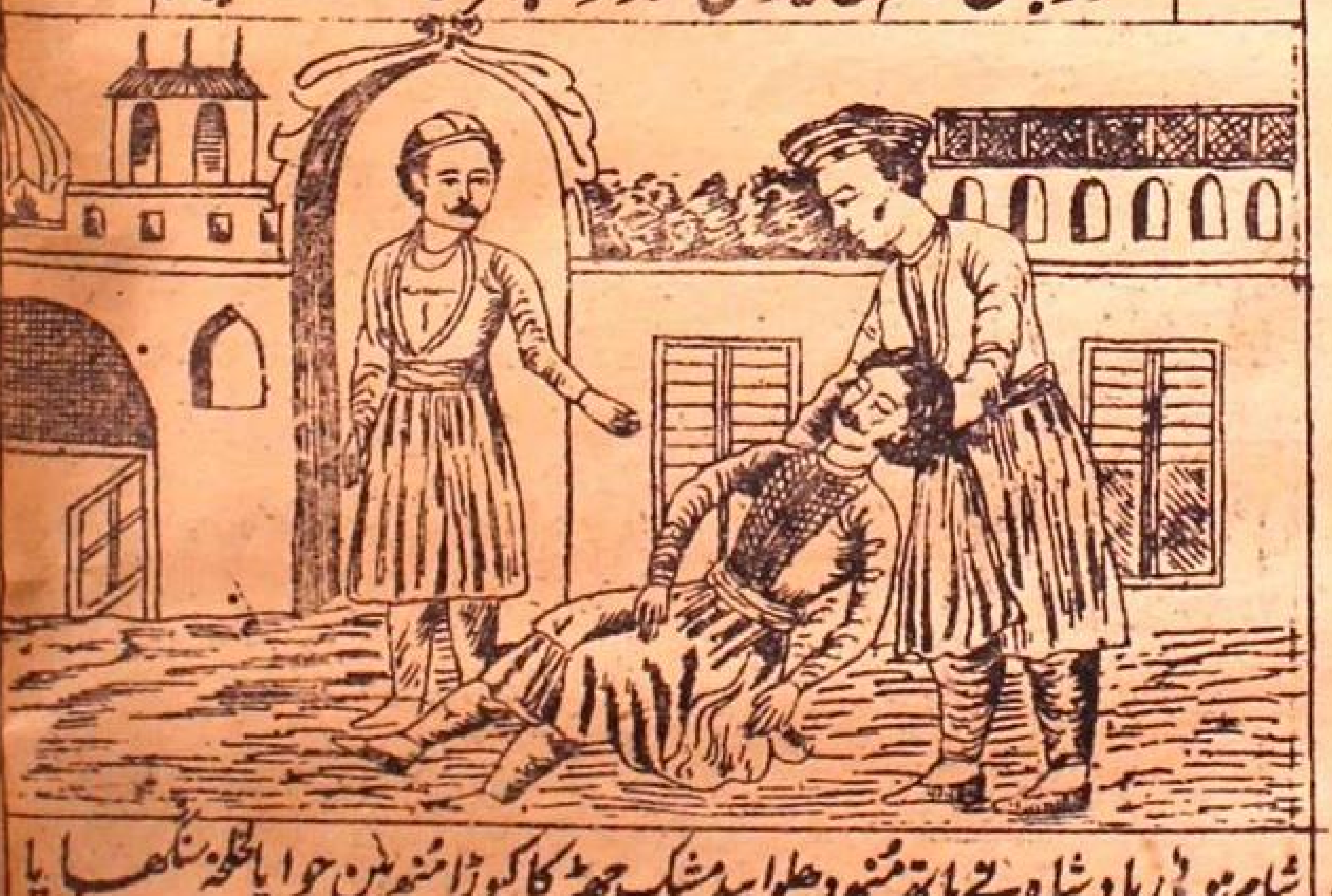

شام ہوئی بادشاہ نے ہاتھ منہ دھلوا بید مشک چھڑکا کیوڑا منہ مین چوایا لخلخہ سنگھایا
جانعالم کو ہوش آیا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا دیکھا ایک شخص تاج خسروانہ بر سر چار قب ملوکانہ
دربر سن رسیدہ لیل و نہار دیدہ بڑے کر و فر سے تخت پر جلوہ گر ہے اور چار ہزار غلام زرین کمر
باشمشیر و خنجر اوپچی بنا دست بستہ روبرو کھڑا ہے گرد امیر وزیر سپہ سالار پہلوان گردن کش

اپنے اپنے قرینے سے ہر ایک زینت دہ کرسی و دنگل ہے بہتمتون کا جنگل ہے جان عالم اُٹھا
بطور شاہ و شہریار و شہزادہاے عالی تبار رسم سلام بجالایا بادشاہ نے گلے لگایا پاس بٹھایا
جب سے بادشاہ کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرۂ مہروش و صورت پُرزیب
ہو گیا تھا اور حضار مجلس بھی سب نے تک رہے تھے سکتے کے ڈھنگ تھے سب کو صدمہ تازہ یہ ہوا کہ
ایسا وارث تاج و تخت ہاتھ آئے اور محروم رہجائے اُسوقت کا رنج و قلق شہزادیکا کوئی فراق کشیدہ سمجھے
بقول مرزا حسین بیگ صاحب شعر حسرت پر اُس مسافر بیکس کی رویئے + جو تھک گیا ہو
بیٹھ کے منزل کے سامنے + مگر باعث شرم و حیا کہ لازمۂ شرفا و نجبا ہے خاموش سینے مین غم کا جوش و
خروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جد و آبا کیا یہان فرط الم کثرت غم سے گلا گھٹ رہا تھا
مگر ضبط کو کام کرکے حسب و نسب اور ملک کا پتا بتایا پھر سر جھکا شہزادی کا حال پوچھا بادشاہ نے
فرمایا اے گرامی اختر سپہر شہریاری مدت سے ایک جادوگر اس فکر مین تھا یہان بمرتبہ نگہبانی
ہوتی تھی لیکن وہ کافر دھوکا دیکر لے گیا آج تک محل مین نہین گیا ہون وہ محل جو عشرت کدہ
خاص تھا ماتم سرائے عام ہے ہر سو شور رقت ہر سمت نالہ پر آفت بلند ہے کھانا پانی حرام چھوٹا بڑا
مبتلائے آلام ہے جان عالم نے کہا کچھ یہ بھی ثابت ہوا کدھر لے گیا بادشاہ نے فرمایا پانچ کوس تک
پتا ملتا ہے آگے قلعہ ہے سر بفلک کشیدہ آگ سب بھری ہے شعلہ سرگرم تا چرخ چنبری ہے
اور انگارون کا انبار تا کُرۂ نار ہے وہان کا حال نہین کھلتا ہے عقل بیکار ہے مگر قرینے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ سحر کا کارخانہ ہے شہزادے نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہے بد ازد
کہان جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا کہ قبلہ خدا حافظ بادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کے واسطے اس خیال
محال سے درگذر طائر خیال کے اُس دشت مین پر جلتے ہین پیک صبا کے پانون مین چھالے
نکلتے ہین دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہے ایک کو دھوکے مین کھویا تجھے دانستہ
جانے دینے کا کہان یارا ہے ایسی آفت مین تجھسے جوان کو جانے دون بڑھاپے مین یہ بھی
لون سلطنت حاضر ہے بسم اللہ حکمرانی کر مین ضعیف ہون گوشے مین بیٹھ اللہ اللہ کرون
شہزادے نے عرض کی یہ تخت و سلطنت حضور کو مبارک رہے بندہ آوارۂ خانمان ننگ خاندان
گھر کی حکومت و ثروت چھوڑ عزیزون سے منہ موڑ خراب خستہ سرگردان و حیران و پریشان ہو

یہان تک پہونچا اب یہ کلمہ ہتک اور ذلت کا سننے کو جیتا رہے ملک بیگانہ مین بادشاہت کرے لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لیگیا یہ شخص بیغیرت جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمردی سے بعید ہے عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا عید ہے لا اعلم تا سر ندہم پا نہ کشم از سر کویش نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد ۔ پگ آگے پت رہے اور پگ پاچھے پت جاے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر ۔ جس مددگار نے ہزار بلا سے بچا کے یہانتک زندہ و سالم پہونچایا ہے وہی وہان سے بھی مظفر و منصور آپ سے ملا دیگا نہین تو یہ صورت نجس لوگونکو دکھانی کیا ضرور ہے گو بشر مجبور ہے لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے یہ موت مرے پہلے جب عقل و عشق سے معرکہ اٹکا تھا میرا دل کھٹکا تھا عقل کہتی تھی مان باپ کی مفارقت اختیار نکرو سلطنت سی شے نچھوڑو عشق کہتا تھا مان باپ کسکے بادشاہت کیسی سر رشتۂ الفت غیر توڑو کوچہ دلدار کی گدائی سلطنت ہفت اقلیم ہے اگر میسر آئے بے یار خدا کسی کی صورت نہ دکھائے عقل کہتی تھی آبرو کا پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی نہ اختیار کرو عشق کہتا تھا یار کے ملنے مین عزت ہے بادیہ پیمائی مین بہار ہے تشنۂ خون آبلہ مدت سے صحرا کا خار ہے عقل کہتی تھی یہ لباس شاہی قبا ہے فرمانروائی چاک نہین کرتے دانشمند جادۂ راستی سے خلاف قدم نہین دھرتے عشق کہتا تھا لباس عریانی ہے عقل دیوانی ہے یہ وہ جامہ ہے جسے احتیاج شست و شو نہین کیسی ہی ہاتھا پائی ہو چاک نہو کسی آلایش سے ناپاک نہو اصلا کار درزن و رفو نہین نہ باربرداری اسکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن سے خطر ہے پانی سے بھیگے نہ آگ سے جلے سڑے نہ گلے سے کبھی جدا نہو نہ کوئی اس کو لے سکے نہ خود کسی کو دے سکے نہ دست وحشت مین اس کا تار آئے نہ اس کے دامن تک سر خار آئے نہ اس کا جسم لاغر پر بار ہے مسافر صحراے محبت کو یہی درکار ہے

آتش تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس ۔ یہ وہ جامہ ہے کہ جسکا نہین سیدھا الٹا آتش

آخرکار بصد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچہ دلبر کی تلاش ہوئی نام سے نفرت ننگ سے تنگ ہو نشان ہوس سلسلۂ دیوانگی ہاتھ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی دھوم ہوئی دامان غیرت گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ بکھیڑا پاک ہوا ایک پرندہ کہ توتا تھا رہبر و مددگار ہوا دوسرا دوندہ وہ وزیرزادہ تھا تنہائی مین غمگسار رہا پھر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عزم

یگانون سے رشتۂ محبت توڑ رہ نورد بادیۂ حرمان اور گام فرسائے دشت ادبار ہوا لیکن انکا ساتھ
کبھی نہ سزاوار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اُڑ گیا وزیرزادہ ہرنکے
ملنے سے چھٹ گیا وہ جو اساس ظاہر کی دل لگی کا تھا لُٹ گیا تنہائی ہمراہ ہوئی ہمدم گرم سرد آہ ہوئی
کچھ دنون کے بعد طلسم مین پھنسایا ہمین رُلا کے دشمنو نکو ہنسایا تھوڑسی آفت اُٹھا کے رہائی پائی
ہمت مطلوب کی راہ ہاتھ آئی مگر نہ سنگ نشان دیکھا نہ میل نظر آیا نہ گرد کاروان دیکھی نہ صدائے
زنگ و جرس سُنی نہ راہبر ملا نہ کفیل نظر آیا سوار سی چھٹی سادہ پائی ملی فکر غیر سے رہائی ملی جب
اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا باوجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے
مرحلے مین امتحان مد نظر ہوا پریون کے اکھاڑے مین گذر ہوا ایک مہ سیما کو اس جانب میلان ہوا
پھر وہی عیش و نشاط کا سامان ہوا بہت سے نیرنگ دکھائے ہر شب عجب دن آگے آئے للہ الحمد
کہ شیشۂ عصمت سنگ ہوا و ہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا رخصت مین مصلحت
جانی جوان و پیر کی بات نمانی اب گھر پہونچکر دھوکا کھانا جان بوجھکر بھول جانا کس ملت مین روا ہے
یہ زاد وسوسہ ہے مجھسے وحشی بیخود سے ایسی ہوشیاری دور ہے جیتے جی مرگ منظور ہے اس گفتگو کی

تصویر محلسرائے شاہی و بیگمات و جان عالم و پادشاہ مع نواب ناظر خواجہ سرا

خبر محل مین پہونچی کہ آج اس طرح کا مہ جبین انجمن آرا کا عاشق وارد ہوا تھا وہ بھی حرارت محبت سے اُسی آگ مین جلنے جاتا ہے انجمن آرا کی مان در دولتسرا پر چلی آئی خواجہ سرا دوڑے پادشاہ سے عرض کی جلد شہزادے کو لے کر محل مین رونق فرما ہوجیے پادشاہ جان عالم کو ہمراہ لے آرامگاہ مین تشریف لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک پروانہ وار اُس شمع انجمن سلطنت کے گرد پھری رنڈیون نے گھیر لیا سب کو قلق ہوا غرض کہ بہزار سعی پادشاہ نے بنت صبح کی رخصت پر اُس شب روکا پہر بجے خاصہ طلب ہوا شہزادے نے انکار کیا وہی نواب ناظر حاضر تھا پانو پر گرا سمجھایا پیر و مرشد کئی دن سے محل مین کھانا پانی سب کو حرام ہے جو آپ کچھ بھی نوش فرمائیگے تو یہ سب کھائینگے ناچار با خاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے حلق مین اُتار لے پھر ہاتھ مُنھ دھو نیند کا بہانہ کر پلنگ پر جا لیٹا مگر نیند کسکی اور سونا کیسا مولف وا دیدہ سدا رہتے ہے تیری یاد مین + آنکھ جب سے لگ گئی روتے مین سو جانے کو ہم + پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا کا تصور کر دم گرم و آہ سرد سینے سے بھر کر یہ پڑھنے لگا ابیات تجھ بن ہے خراب زندگانی + ہے مجکو عذاب زندگانی + اتنا تو نہ چھپ کہ لے کفن کا + گھبرا کے نقاب زندگانی + جب کروٹین بدلتے بدلتے پسلیان دُکھ جاتین اور بیقراریان ستاتین تو دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادہ جبر و صبر کر یہ کہتا نظم کمال ضبط کو عاشق کرے اگر پیدا + کہان کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا + ہزار رنگ زمانے کے بدلے پر افسوس + کبھی ہوئی نہ شب ہجر کی سحر پیدا + کرے گی ہمسری نالے کی میرے تو بلبل شیون اتنا تو کر جلکے جا تو پیدا + ہمیشہ ہاتھون سے اُنکے رہا ہون مین جلتا + یہ زور گرم ہوئے تھے دن و جگر پیدا + یہ دل مین ذوق اسیری ہے جو قفس مین مدام + مین نوچتا ہون جو ہوتے ہین بال و پر پیدا + آخرش بصد نالہ و آہ کراہ کراہ کر صبح کی بعد فراغ نماز یہ سوز و گداز مرنے پر کمر باندھی شب کو یہ خبر عام ہوئی تھی کہ کل جادوگر کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہوگا پہر رات سے مجمع عام در دیوان خاص پر تھا یکایک پادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادہ والا تبار برآمد ہوا چشم مشتاقان مین نور طور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعاے فتح و ظفر اُس ماہ پیکر کی مانگنے لگا القصہ جہان تک لوگ آتے جاتے تھے پادشاہ ساتھ آیا آگے بڑھنے کی تاب نہ لایا جان عالم نے قسمین دیکر رخصت کیا ناچار با دل پُر اغدار خاطر فگار قلعے مین داخل ہو کر وہان سے ڈیوڑھی تک

صد ہا ہرکارہ صبا دم متعین کیا کہ ہر دم کی خبر حضور میں پہونچے جان عالم پھر اکیلا باحسرت و یاس
غم دلبر رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا مصحفی ۔ اے غم یار میں بندہ ہوں رفاقت کا تری
نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو ۔ آگ کا قلعہ سامنے تھا آسمان سے زمین تک بجز شعلہ جوالہ
و برج آتشین یا انگاروں کا ڈھیر اور کچھ نظر نہ آتا تھا شہزادہ غور سے دیکھنے لگا ایک ہرن اُس
آگ سے نکلا اچھل کود کر پھر اُس میں غائب ہوا جب مکرر آمد و رفت کی جان عالم نے لوح پیر مرد کی
دیکھی اُسمیں معلوم ہوا اگر یہ اسم پڑھکے ہرن کو تیر مارا اور خطا نکی طلسم ٹوٹ جائیگا اور اگر نشانہ چوکا
خود آماجگاہ خدنگ قضا ہوا کوئی راکھ کے سوا پتا نپائیگا شہزادے نے کہا جو ہرن مارا تو لطف
زندگی ہے نہیں حیلۂ مرگ خوب ہے بے یار جینا معیوب ہے یہ سوچ لب سوفار چلے سے جوڑ شصت
درست برابر کر اسم شروع کیا اُدھر ہرن نکلا ادھر تیر کمان سے سرگوشی کر چلا بسکہ یہ قدر انداز تھا اُسکی
قضا دامنگیر تیر دو سار ہوا فردوسی ۔ فلک گفت احسن ملک گفت زہ ۔ ہرن زمین پر گرا آسمان سے
دار و گیر کا غل اُٹھا ہاں ہاں لیجیو گھیریو جانے نپائے قریب تھا خوف سے جی نکل جائے زمانہ
تیرہ و تار صحرا پر غبار ہوا گھڑی بھر میں وہ تاریکی دور ہوئی آفتاب نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ
برابر سطح میدان انسان نہ حیوان مگر چبوترے پر لاش جھلسی ہوئی پاش پاش دیکھی یعنے
وہ جادوگر کریہ منظر سیندور کا ٹیکا ماتھے پر زرد زرد دانت ہونٹ نکلے باہر منہ مُہری سے گندہ
شیطان کا بندہ بالوں کی لٹیں لٹکتیں ہڈیاں کھوپڑیاں گلے میں پڑیں کالا بھجنگا بدن ۔ سے ننگا
تیر سے چھد کر جہنم واصل وہ جو اصل ہو گیا شکر کا سجدہ بجا لایا قدم ہمت آگے بڑھایا ہرکارے
یہ ماجرا دیکھ فوراً حضور میں حاضر ہوئے بعد دعا و ثنا عرض کی اے شہریار ذوی الاقتدار
فتح مبارک شہزادہ بلا کا پتلا ہے ایک تیر میں وہ آگ کا قلعہ ٹھنڈا کر سرگرم راہ ہوا بادشاہ
مژدۂ فرحت افزا اُسکے خوش ہوا فرمایا یقین کامل ہے کہ جان عالم حسب دلخواہ مراجعت کریگا
فتح و فیروزی شامل ہے ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات خبرداروں کو خلعت و انعام موافق قدر
و منزلت مرحمت کر پھر روانہ کیا اس عرصے میں شہزادہ وہ وادی پُرخطر میدان سراسر ضرر کو
طے کر متصل قلعہ ساحر جہان انجمن آرا قید تھی پہونچا وہ عجیب معلق قلعہ تھا زمین سے چار پانچ گز
بلند لیکن تختہ کمہار کے چاک کی طرح باین سرعت گردش میں تھا کہ نگاہ کام نکرتی تھی آنکھ کی تپلی

تصویر جان عالم او رقلعۂ آتشین اور ہرن کا مارا جانا اور جادوگر کی لاش

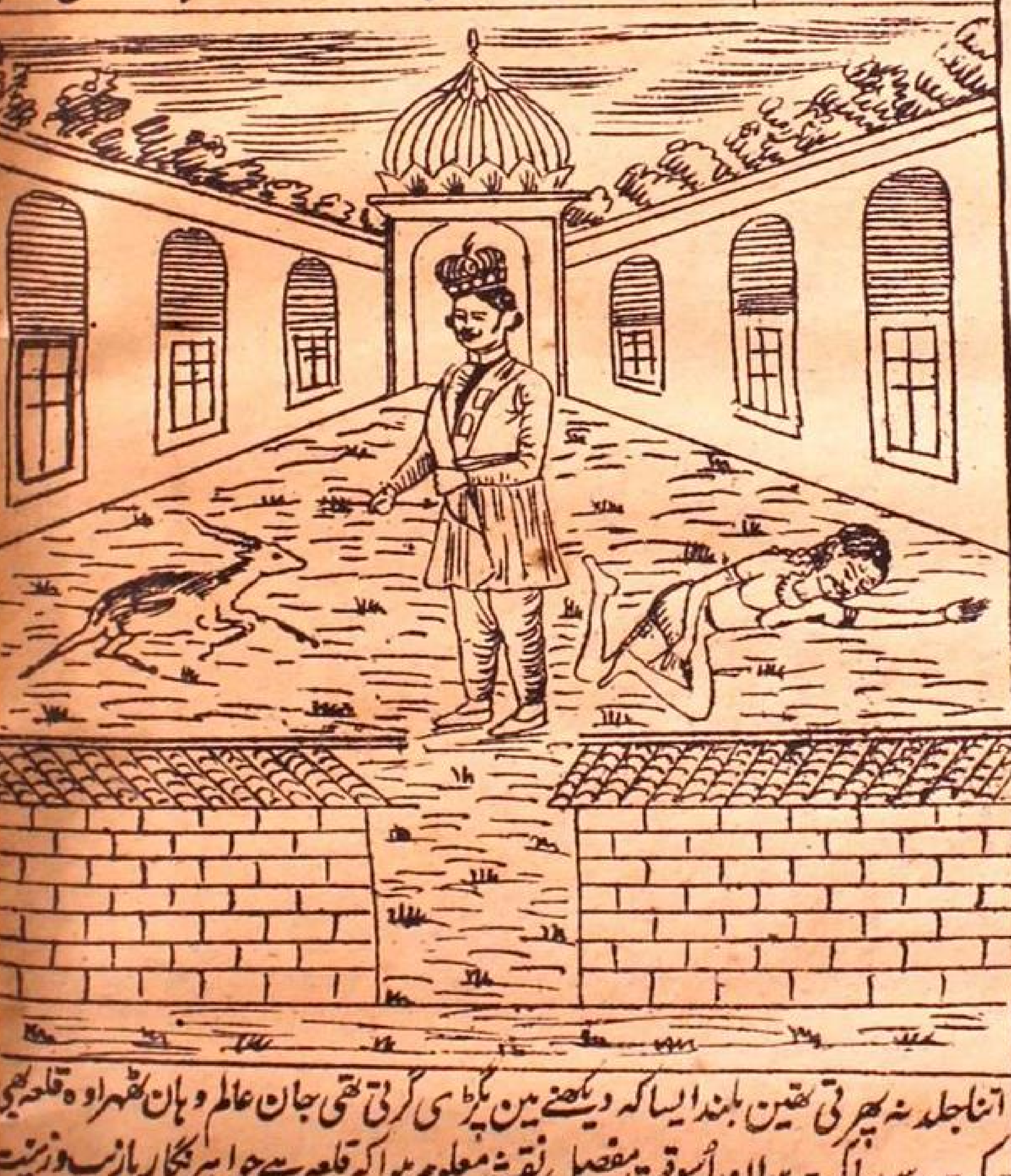

اتنا جلد نہ پھرتی تھین بلند ایسا کہ دیکھنے مین پگڑی گرتی تھی جان عالم وہان ٹھہرا وہ قلعہ بھی حرکت سے ساکت ہوا اور اُسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ ہے جواہر نگار باز یب و زینت بسیار دروازے چار ہین برج گنے نہین جاتے ہزار در ہزار ہین کمند فکر اُسکی بلندی کے روبرو کوتاہ ہے ہر طرف سے مسدود راہ ہے جہان جانعالم کھڑا تھا زمرد کا بنگلہ نظر آیا اُسمین سے آواز آئی کہ اے اجل رسیدہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہے زندگی سے منھ پھیرتا ہے مجھے تیرے حسن و صورت پر رحم آتا ہے جلد یہان سے جا خطائے اول عوض خوبی شکل و شمائل معاف کی و گرنہ

باین شدائد وخواری قتل کرونگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پر خون رویگا ساکنان زمین کو گوشت
پوست ہڈیان کا پتا نہ ملے گا پادشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اُس دشت کی خاک تیرے لہو سے
رنگین ہوگی روح بھی تا حشر خواب مرگ مین آرام سے نہ سوئیگی شہزادے نے ہنسکر کہا کہ اے درنجبا
تو کیا ہماری خطا معاف کریگا کہانتک لاف وگزاف کا دم بھریگا انشاء اللہ تعالیٰ اور تو کیا کہون
تجھے بھی اُسی کے پائنتی بھیجتا ہون یہ سُنکر وہ جھلایا بنگلے سے سر نکال بھتوٹے ماش اُس بدمعاش نے
اور کالا دانہ نکالا اُسوقت چرخ چکر مین آیا اور زمین تھرائی جب سرسون مین بنولے اور رائی ملائی
پھر تتیا پتیا اور لونا چماری کو پکارا اُن دانون کو اُس احمق نے آسمان کی طرف پھینک مارا دفعتہ
ابر تیرہ و تار گھر آیا شہزادے پر پتھر اور آگ کا مینھ برسایا یہ بھی اسماے رد سحر پڑھتا آگے بڑھتا جاتا جب
آگ قریب آتی پانی ہو کر بہ جاتی اور پتھر بھی ہر ایک خاک تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادوگر
خفیف ہو کر سحر تازہ کی فکر مین تھا جان عالم نے لوح کو دیکھا اُسمین لکھا کسی طرح لوح کو قلعے کی
دیوار سے لگادے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھے شہزادے نے بجرأت تمام تر اُچک کر لوح
دیوار سے لگائی اُس پر آفت آئی مرتبۂ اول سے زیادہ چکر مین آیا پھرتے پھرتے اس طرح کی
صداے مہیب ناک آئی کہ ہزار توپین ایکبار چھٹین تو ایسی نہو بدرجہ مہیب تھی کہ گاوزمین کا
کلیجہ ہل گیا خورشید برج اسد مین چھپ کر دہل گیا زمانہ کا رنگ دگرگون ہوا جنگل گرد و برد ہوگیا
وہ کافر آتش پرست سرد ہوگیا لرزان کوہ وہامون ہوا میدان سیاہ بلند صداے نالہ وآہ
ہوئی چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات کا
نشان پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سرکنڈے گڑے اور رنگا سوت نیلا پیلا اُن پر لپٹا کچھ پھندے پڑے
اُس مین وہ ماہ شب افروز حور کی صورت نور کا عالم پریشان بدحواس سراسیمہ متحیر کوئی آشنا نہ پاس
ہر سمت حیران ہو ہو دیکھ رہی تھی جان عالم نے پہچانا تاب نہ رہی جی سینے مین بسبب محبت سنسنایا
اکیلے دیکھ کے کلیجہ مُنہ کو آیا ہر چند ضبط کیا نہو سکا تھراتا دم چڑھاتا دوڑ دوڑ کر گرد پھرنے لگا
لڑکھڑاہٹ سے گرنے لگا انجمن آرا نے شرما کر سر جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچھ پاس لحاظ بھی کسیکا نہین
یون بیگانہ پاس چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے مگر اس گفتگو مین آنکھ بھی چار ہوگئی رشتان اُلفت ادھر تو گڑہی تھی
اُدھر بھی دوسار ہوگئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا وہ تازہ شمشیر محبت کی گھائل ہوئی طبیعت

اُدھر مائل ہوئی بدن تھرایا جانعالم نے یہ سُنایا میر سوز جس کو نہ شکیب نہ تاب فغاں رہے تیر
گلی میں وہ نہ رہے تو کہاں رہے + آہستہ رو تو منزل مقصود کو گئے + درفتار گرم تھے سو ہیں درمیان
بندہ نواز حال یہ میرے گرد نگاہ ہے + ہے جائے گریہ یہ کہ پس کاروان رہے + یہ کہہ کر

تصویر جانعالم و انجمن آرا مع قلعہ سرکندہ رشتہ پیچیدہ اور جانعالم کا بیہوش ہو کر گرنا سر زانوئے انجمن آ

غش آگیا عشق کی نیرنگیاں نہاں نہیں حاجت اظہار و بیان نہیں کشش اس کی چھوٹے بڑے پر
آشکارا ہے ہزاروں کو اسنے فریب سے مارا ہے انجمن آرا کو دل مضطرب نے تڑپ کر سمجھایا بیقراری میں
اس پر قرار آیا کہ یہ بیقرار عاشق صادق ہمارا ہے جو ایسی بلا سے نہ ڈرا سر کو بیچکر اس وادی میں پاؤں
دھرا ورنہ استنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نہ تھا دل قبضۂ اختیار سے
جاتا رہا حجاب ہر چند مانع آتا رہا مگر جانعالم کا سر اپنے زانو پر رکھا چہرے کی گرد جھاڑی غشی تو کبھی
آنکھ سے دیکھی نہ تھی گھبرا کر رونے لگی اسطرح روئے یار دھونے لگی اور یہاں جو بوند آنسو کی منہ پر پڑی اور
دماغ میں خوشبوئے کنار دلدار چڑھی تخلخلے کا کام کر گئی گلاب کیوڑا چھڑکنے کی حاجت نہ ہی آنکھ
کھولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار زانوئے دلدار پر پایا نازو نیاز نے دماغ عرش اعلی کو
پہونچایا اور پاؤں پھیلایا یہ اترایا انجمن آرا نے جھک کر شکستہ کا یا جانعالم نے چشم نیم وا

شہزادی کا منھ دیکھا اور کہا ہماری بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی مہ لطف مین جو چونکا تو وہ بھی
چونک پڑا، ہوئی غفلت جو ہوشیار ہوا + یہ کہکے آنکھین بند کرلین کہ پھر ہمین غش آیا کیون تمنے
زانو سرکا یا انجمن آرا نے کہا کیا خوب اتنا اختلاط میری چڑھ ہے مین نے تیری محنت اور شفقت پر
نظر کرکے یہ انسانیت کی حرکت کی تھی تم چل نکلے خدا جانے دل مین کیا سمجھے اپنی راہ لیجیے
چلتا دھندا کیجیے واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم جان عالم نے یہ جواب دیا استاد خاک ہی اپنی اُٹھے
تو اس مکان سے اُٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے ہا وان سے اُٹھ سکے + الا جور کی
ڈاڑھی مین تنکا تمھین اپنا عاشق کبھی نہ سمجھونگا نہ معشوق تجھے دفتر مین آپ کا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے تبسم
کہا چہ خوش بھلا دل تو بہلا لو کچھ ہو یا نہو زبان کا مزا نکالو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نہ مان مین
تیرا مہمان تمھارا بعینہ یہ حال ہے فرد چہ خوش گفت سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاسا
وناولہا + عشق اور عاشقی کی باتین میری بلا جانے رمز و کنایہ کیسی اوسے جا کے کرو اپنا چوچلا
یہ کر رکھو اپنی صورت تو غور سے دیکھو یہ تمنے سنا نہین شاید مثل حلوا خوردن را روئے باید جانعالم نے
کہا مین بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن مہنت پن کہان سے لاؤن کیونکر ویسی صورت
بناؤن ایک ہنستا ہے ایک روتا ہے کفر و اسلام مین بڑا فرق ہوتا ہے تمھین ابھی تک موہن بھوگ کا
ذائقہ نہین بھولا ہے دم تقریر زبان پر حلوا ہے ہم نے آپکے واسطے جوگ لیا سلطنت کو تج دیا اب
مراد پوری ہوئی دور دوری ہوئی انجمن آرا اتنے کی سُنکر کھسیانی ہو گئی کہا چلو صاحب وہ ہوا
قربان کیا تھا اپنی چونچ بند کرو کٹی جلی کی ہنسی اپنے گھر جا کر و سحر جادو زور و ظلم مکر و فریب سے
انسان ناچار ہے آہین کسی کا کیا اختیار ہے مگر خیر اور جو چاہیے کہہ لیجیے در پردہ کیا صاف صاف
گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کی گردش سُنواتی ہے دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا دکھاتی ہے
اگر خدا ہمارا گھر بار چھڑا موذی کے بس مین نہ پھنساتا تو ہر ایک راہ چلتا ہمین کاہیکو ایسی
باتین سُناتا جانعالم یہ سُنکر ڈر گیا رنگ زرد ہو گیا خجالت سے مر گیا سہمکر آبدیدہ ہوکے کہنے لگا
میری کیا مجال جو آپ کو کچھ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دھرم
احسان فراموش ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دونون جہان سے کھو دیا انجمن آرا نے دیکھا
اسکے آنسو جاری ہچکی طاری ہے مسکرا کر کہا ایک بات مطلب کی کہی مگر سچ ہے اوچھے کا بھی

احسان بڑا ہوتا ہے + خاطر جمع رکھ اپنے گھر چلکر تجھے مال وزر سے لاد دونگی کہ تو چل نسکیگا بوجھ سے
ہل نسکیگا شہزادے نے کہا آخر سلطنت کا گھمنڈ آیا ہمین محتاج سمجھا نکے یہ فقرہ سنایا ہم بھی کبھی
حاجت روائے عالم مشہور تھے مگر الفت سے مجبور رہتے اگر تم پر عاشق نہوتے کیون سلطنت کھوتے
سر پر ہاتھ رکھکر روتے یہان تو یہ نوک جھوک چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی وہان خبر فتح وظفر ہرکارون نے
بادشاہ کو پہونچائی وہ تو ہمہ تن گوش تھا اسی وقت مع ارکان سلطنت روانہ ہوا ایک سکھپال ہمراہ لیا
صبا دار سناٹے مین آپہونچا جو جو نزدیک تھے دور کھڑے رہے کہاریان بادشاہ کا تخت قریب لا مین

تصویر سواری شہزادہ و بادشاہ ایک تخت پر اور انجمن آرا کا سکھپال اور محلات کی عورتون کا ہجوم

انجمن آرا منھ چھپا کر بیٹھ گئی جان عالم پاس سے سرکا بادشاہ تخت سے اُترا جانعالم کو گلے لگا لیا
جرأت کی تعریف کی ہمت پر تحسین و آفرین کی پھر بیٹی کو چھاتی سے لگا سُکھپال مین سوار کیا
شہزادے کو برابر تخت پر بٹھا لیا ترقیخواہان دولت ملازمان قدیم نزدیک آئے زر سُرخ و سفید
تخت اور سُکھپال پر نثار کیا اسقدر اشرفی روپیا تصدق کیا کہ آجتک جو محتاج مسافر اُدھر جاتے
ہین چاندی سونا پاتے ہین نصیب جاگ جاتے ہین بادشاہ کے پھرتے پھرتے جلوس
سواری نوبت نشان فوج سب سامان آ پہونچا اہل شہر یہ خبر سُنکر ہزارون ڈٹے شادیانے بجاتے
مبارک سلامت کا غل مچاتے شہر مین داخل ہوئے ملک کی رونق گئی ہوئی پھر آئی خلقت نے
جان تازہ پائی محل مین انجمن آرا رونق افزا ہوئی سبکو شادی نو روز ہوئی محل والیون نے کُہرام
مچایا بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہے نہ ہنگام غم اسی طرح سب بچھڑے خدا کی عنایت سے
باہم ہون انجمن آرا کی مان گرد پھرتی تھی دمبدم سجدہ کرنے کو زمین پر گرتی تھی کہتی تھی ہمارے دن
اللہ نے پھیرے مگر بدولت جانعالم انجمن آرا جب یہ نام سُنتی خوش کیا کھل جاتی الا لوگون کے سُنانیکو
تجاہل عارفانہ کرکے یہ سناتی صاحبو یہ کیا بار بار کہتے ہو جو میرا مقدر رسید تھا نہوتا تو وہ کون تھا
جو دن پھیرتا ہمصحبتیں مزاجدان اس کہانی سے تاڑ گئین کہ آپ کی بھی آنکھ پڑی طبیعت لڑی
جب اُسکی مان سرکی وہ سب پاس آ کہنے لگین ہے ہے ہمتو تیری مفارقت مین مرتے تھے زندگی کے
دن گھڑیان گن گن بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے دکھائی یا جانعالم کی جوتیون کے صدقے سے نظر آئی
جس طرح ہمارے مطلب دلی ملے خالق اُسکے بھی جی کی مرادے انجمن آرا غصے کی شکل بنا تیوری
بھون چڑھا کہنے لگی تم سبھون کی شامت آئی ہے کیا بیہودہ بک بک مچائی ہے چوچلے کی خوبی
بزرگی خردی سب ڈوبی واہ واہ تمنے میری چڑھ نکالی اپنی اُلفت مین دیوانی بنالی خدا جانے
یہ کون ہے اور کہان سے آیا ہے سبھون نے میرا مغز کھایا ہے اُسے تو کیا کوسون وہ تو مسافر
بیچارہ ہے جی مین آتا ہے اُسکا منھ نوچون جس جس نے یہ نخرا اُبھارا ہے اور بھی مجھے چھیڑو گی
تو رو دونگی اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر مُسکرانے لگی ہونٹ چبانے لگی آپس مین رمز و کنایے رہے بلم
ملازمان بادشاہ مع رُوسا ترقیخواہ نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین منادی ہوئی کہ جتنے ساکنان
قلمرو بادشاہ مین فقیر سے مفت ہزاری تک آدمی سے بازاری تک آج کاروبار موقوف کر ناچ دیکھین

خوشی کرین اور جیسے مقدور نہ ہو سرکار سے لو تمام شہر مین عیش و نشاط راگ رنگ کی مجلس بافرحت وانبساط ہوئی بادشاہ نے جشن جمشیدی کیا تمام شب بادۂ گلگون کا دور رہا ناچ گانا صحبت نے تکلفانہ یہ طور رہا دم صبح بادشاہ کیوان جاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا اس قدر زر وجواہر محتاج فقیرون کو عنایت و امداد ہوا کہ کاسۂ گدائی اُنکا جام صراحی سے مبدل ہو گیا محل مین برمحل رت جگے صحنک جابجا کونڈے حاضری دونے پڑیان منتون کی جس جس نے مانی تھین کرنے بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تڑاق پڑاق پریوش خوش گلو باانداز مع سامان و ساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گانے چھیچے مچانے نئی مبارکباد سُنانے لگین مولف شادی وجشن سزاوار مبارک ہووے + آج شہزادی کا دیدار مبارک ہووے + صد ہی سال سلامت رہے باامن وامان + حُسن کی گرمی بازار مبارک ہووے + وہ بھی دن آئے جو سہرہ بندھے سر پر اسکے + سب خوشی سے کہین ہربار مبارک ہووے + بعد شادی کے خدا دے کوئی فرزند رشید + ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک ہووے + خار کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہو سرور + دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے +

بیان جلسۂ شادی اُس وطن آوارہ کا انکار کرنا اُس مہر سیما ماہ پارہ کا اور ماں کا سمجھانا اُسکا شرما کے سر جھکانا پھر سامان برات کا مزا لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہے تو لے ساقی گلعذار + مرا غم سے دل ہو گیا خار خار + پلا دے کوئی ساغر لالہ رنگ + جوانی کی لائے جو دل مین ترنگ + سہے کتنے صحرانوردی کے رنج + بھلا کچھ تو شادی کا ہون نغمہ سنج + سرودسرایان بزم شادی و نغمہ پردازان محفل عروسی ودامادی انجمن بیاں یون زمزمہ سنج ہوتے ہین کہ جب جلسۂ عیش وطرب سے فرصت سبکو ہوئی ایک روز بادشاہ جمجاہ محلسرائے خاص مین جلوہ بخش بحابی بی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے جانعالم کے ہمارے ذمہ ہمت پر ہین تمام عالم جانتا ہے اور یہ بھی نزدیک و دور مشہور ہے کہ عشق انجمن آراے نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کھو یہان آیا ہے اور کس مردانگی سے جادوگر کو مارا اور اُسکے پھندے سے چھڑایا ہے اسکے قطع نظر صورت سیرت خلق و مروت ہمت جرأت

یہ جتنی صفتین ہین سب خالق نے عطا کی ہین حسب عالی نسب والا حسن ہین مہر و ماہ سے نرالا
مناسب کیا ضرورت ہے کہ جلد سامان شادی درست کر منعقد کرو خدا جانے آج کیا ہو کل کیا ہو
کار امروز بفردا مگذار اُسنے عرض کی جو رائے اقدس مین گذرا یہی میرا مطلب عین تھا بادشاہ نے
فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کر کے جواب باصواب حاصل کر لو کل سے سرگرم سامان شادی ہو
یہ کہکے بادشاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا انجمن آرا کو مان نے طلب کیا اور دو چار مغلانیان ان
آتون سن رسیدہ مجلدارین جہاندیدہ قدیم جو تھین اُنھین بُلایا شہزادی کی جلیسین بھی یہ
سُن کر بلانے آئین اُس نے پہلے بیٹی کو گلے سے لگایا پیار کیا پھر کہا سنو پیاری
دنیا کے کارخانے مین یہ رسم ہے کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسی کی مان باپ پاس ہمیشہ
نہین رہتی اور غیرت دار کے گھر مین لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت کا سامان ہے
اور خدا اور رسول کا حکم بھی یہی ہے کہ جوان کو بٹھا نہ رکھو شادی کر دو ورای ان باتون کے
ایک شخص نے تمھارے واسطے گھر بار چھوڑا سلطنت سے ہاتھ اُٹھا کسی آفت سے منھ نہ موڑا
جی پر کھیل گیا کیا کیا بلائین جھیل گیا سر کھپی اور جان جوکھون کی جب تم نے ہم کو دیکھا ہے جنے
تمھاری صورت دیکھی شکل مین پری شمائل فرخندہ خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہے
چھوٹا بڑا اُس پر فریفتہ اور نثار ہے ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر آدمی جو انصاف ہاتھ سے
نہ دو تو تم مین اُس مین بڑا فرق ہے تمھین اللہ نے عورت بنایا ہے وہ مرد میدان نبرد ہے
رنڈی مرد کا بہت تفاوت مشہور ہے آگاہ نادان و ذی شعور ہے الا جانی ہمارا کہنا آرسی
مصحف مین نظر پڑیگا دیکھیے گا جو دکھائی دیگا انجمن آرا نے یہ سُن کر سر جھکا لیا رونے لگی کہا
حضرت صورت شکل کا یہان مذکور کیا ضرور تھا یہ اللہ کی قدرت ہے کسیکو بنایا کسیکو بگاڑا بہت سے
لولے لنگڑے کانے کھدرے گونگے بہرے ہین وہ چاہیے نہ جبین کہین نور ہے کہین نار ہے
گل کے پہلو مین خار ہے یہ سب صنعت پروردگار ہے دنیا مین کون سی شے بیکار ہے برُون سے
اچھون کی تمیز ہے یون تو بادشاہ مصر غلام عزیز ہے اور جو بار احسان سے دب کر فرماتی ہو
کہ ایسا کرو تو دنیا عالم اسباب ہے ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آتا ہے یہ شخص نہ آتا اور میرے
مقدر مین رہائی ہوتی کچھ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا ولی پیدا ہو جاتا میری بند چھڑاتا

للمؤلفہ نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین اہوتا وہی سرور ہے جو سرنوشت ہو + میری قسمت
کمبخت بُری ہے ایک مصیبت سے چھُٹا دوسری آفت مین پھنسا یا ہر دم کے طعنے اپنے بیگانے کے
سُننے پڑے کہ یہ آیا مجھے قید سے چھڑایا خدا جانے وہ کون ہے کہان سے آیا ہے اپنے منہ سے
میان مٹھو شہزادہ بنایا ہے آپ کی لونڈی ہون بہرصورت فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونک دو
چاہ سے گر پڑون اُف نکرون مگر جو آپ اُسکی شکل پر دیکھ محنت و مشقت کو سمجھ بوجھ یہ مقدمہ
کیا چاہتی ہین تو مین راضی نہین اگر مزدوری کی اُجرت خدمت کا انعام منظور ہے کہ بادشاہ کے
نزدیک احسان کسی کا اُٹھانا بہت دور ہے تو روپیہ اشرفی جاگیر عنایت کرو کہ اُسکا بھلا ہو کام چلے
آپ کا نام ہو یہ فقرہ سُنکے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اُسکی جانفشانی کی خوب قدردانی کی
واقعی وہ بیچارہ تمھارے ملک کا یا روپیہ پیسے کا محتاج ہے اری نادان وہ تو خود صاحب تخت
و تاج ہے اس بات پر ہمسنون نے قہقہہ مار کر کہا حضور بس انکا یہ شعور ہے انکے نزدیک وہ
شہزادہ نہین مزدور ہے انجمن آرا نے جھنجلا کر کہا کہ روپیہ وہ شے ہے کہ اُسکے واسطے اسفندیار
روئین تن مارا گیا فریدون و افراسیاب کا سر اُتارا گیا وہ جو دائی دوا آتون مغلانیان بڑی
بڑانیان حاضر تھین بولین قربان جائین واری مان باپ کی عدول حکمی مین خدا اور رسول کی
نافرمانی ہوتی ہے تمھین انکار مناسب نہین اور خدانخواستہ یہ کیا تمھاری دشمن ہین جو راہ چلتے کے
جو لئے کسی اُسکے کہنے سننے سے نئے دیکھے بھالے کردینگی آدمی روز بروز عقل و شعور سیکھتا ہے
نشیب و فراز بات کا محل و موقع سوچتا سمجھتا ہے تم سلامتی سے ابھی تک وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو
کھیلنے کودنے کے سوا قدم نہین دھرتی ہو انجمن آرا نے جواب ندیا سر زانو پر رکھ لیا لیکن وہ جو
امیرزادیان اُسکی ہمنشین جلیسین تھین جنسے اس بات کے روز مشورے رہتے تھے بولین
ہے ہے لوگو تمھین کیا ہوا ہے آتون جی صاحب بے ادبی معاف آپنے دھوم مین جو نڈا اسفند کیا ہے
خیر ہے صاحبو دُلھن سے صاف صاف کہوایا چاہتے ہو دنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اُڑ گئی
اتنا تو سمجھو بھلا مان باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہے جو یہ ٹالینگی انکا موشی نیم رضا بوڑھے
بڑون کے روبرو اور کہنا کیا یہ سُنکے آتون قدیم جسنے انجمن آرا کو پالا پڑھایا لکھایا تھا اُس نے مبارکباد
کہکے انجمن آرا کی مان کو نذر دی محل مین قہقہے مچے شہزادی بناوٹ سے رونے لگی نواب ناظر

بیگم کی نذر لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت
اسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدۂ فرحت افزا دریافت کرکے اُٹھے بمراتب نذرین گذرین
توپخانون مین شلک کا حکم پہونچا نوبت خانون مین شادیانے بجنے لگے مبارک و سلامت کی صدا
زمین و آسمان سے پیدا ہوئی شعر فلک پر یہ مبارکباد ہے اب کسکے ملنے کی + یہ ایسا کون بجتا ہے
جسکا بخت جاگا ہے + بادشاہ نے وزیر اعظم سے ارشاد کیا جانعالم یہان مسافرانہ وارد ہے
تم امورات محل مین مستعد رہو ہم اُسکا سامان سرانجام کرین وزیر آداب بجا لایا خلعت فاخرہ بلا ہاتھی
پالکی سے سرفراز ہوا جانعالم کا یہ نقشہ تھا چہرے پر بشاشت سے سُرخی باچھین تا بناگوش کھلین فرحت کے
باعث بند قبا ٹوٹے جاتے تھے مگر شرم کے باعث آپ سر نہ اُٹھاتے تھے بادشاہ نے رمال نجومی
پنڈت جفر دان جو جو علم ہیئت اور ہندسہ او نجوم مین طاق شہرۂ آفاق تھے طلب کیے اور ساعت
سعید کا سوال کیا کسی نے قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا شکلین لکھین کسی نے پوتھی کھولی کوئی حرف مفرد
لکھکر حساب کرنے لگا کوئی تلا برچھک دھن مکر کمبھ مین میکھ برکھ متھن کرک سنگھ کنیان کنگر
بچار کرنے لگا کوئی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر زحل کا حال مع گردش برج کہکے حمل ثور
جوزا سرطان اسد سنبلہ قوس عقرب جدی دلو حوت میزان کی میزان دے کر شمار کرنے لگا
کہا بعد مدت قمر اور مشتری کا بطور خلاف حمل مین قران ہے اس ہفتے کا دن رات سعد اکبر ہے
اور بالاتفاق ایک روز مقرر کیا حضور سے بقدر علم و کمال خلعت و انعام عنایت ہوا اور بعد جلسہ
شادی بامید دیگر امداد وافر امیدوار کیا القصہ بموجب احکام اختر شناسان بلند بین فلک سیر
ماضی مستقبل کے حال دان باریک خیال اور منجمان صدر نشین مسند کنشت و دیر حکم روایان
خوش فال مانجھے کا جوڑا دلہن کے گھر سے چلا تا مزدور سے فیل نشین تن زمرد فرد با لباس رنگین
پکھراج کی کشتیون مین زعفرانی جوڑے سنہرے خوانون مین پنڈیان مقوی مفرح ذائقہ ٹپکتا
خوان تک بسا اور دودھ کیواسطے اشرفیون کے گیارہ توڑے طلائی چوکی جواہر جڑا زمرد نگار کٹورا
بٹنا ملنے کا کنگنا بہ از عقد ثریا در یکتا جڑا انگی ملتان کی بتی بیل بوٹے مین گلستان کی تھی
بٹنا اور تیل سے میل جو عطر کشمیر پر خندہ زن ہو معطر دماغ انجمن ہو کنٹرون مین عطر سہاگ
مہک پری ایجاد نصیر الدین حیدری ارگجہ محمد شاہی فتنے کی دو چار شو زعفران کا تختہ کھلا

کوسون تک خوان سے خوان ملا نوبت نشان گھوڑون پر شہنا نواز نقارچی جوان جوان شگیال
اور چنڈولون مین زنانی سواریان اُنکے بناؤ کی تیاریان کہاریان پری چہرہ برق درخشان کا
عالم باہم قدم بقدم اُس سامان سے وہ سب مانجھا لیکے در دولت نوشاہ پر جو بس گئے شہر کے
کوچہ و بازار بسگئے وہان دولہا نے یہان دُلہن نے مانجھے کے جوڑے پہنے منادی نے ندا کی
جو سفید پوش نظر آئیگا اپنے خون سے سرخ ہوگا یعنے گردن مارا جائیگا بادشاہ نے خود ملبوس
خاص رنگین زیب جسم کیا رنگ کھیلنے لگا تمام خلقت ہولی کی کیفیت بھولی شہر مین شہاب
اور زعفران کے سرخ و زرد نالے بہے گلیون مین عبیر گلال کے ٹیلے ٹھیکرے رہے کوچہ ہر بازار کا
زعفران زار کشمیر تھا ایک رنگ مین ڈوبا امیر و فقیر تھا تاکید تمام خاص و عام کو حکم ہوا کہ
آج سے چوتھی تک سوا اہل حرفہ اپنے امور ضروری موقوف کرکے گھرون مین ناچ دیکھو جشن کرو
جو کچھ احتیاج ہو سرکار سے لو اور ہر رئیس محلہ اور سردار قوم سے فرمایا جو جو تم سے متعلق ہون
اُنکی فرد درست کرکے حضور مین گذرانو اُن کے کھانے پینے کا سامان خواہ ہندو ہو یا مسلمان حضور
سے ملیگا اور ارباب نشاط کے داروغہ کو احکام ملا جسکی جیسی لیاقت ہو یا جسکا جو شائق ہو شرطیکہ
اُسکے لائق ہو برضامندی طرفین وہ ویسا طائفہ وہان بھیجدو دکاندارون کو ارشاد ہوا دن رات
دکانین کھلی رہین قریب قریب ناچ ہو دن کے کھانے کا صرف تصرفی باورچیخانے مین ٹھہرا
ہندو کو پوری کچوری مٹھائی اچار مسلمانون کو پلاؤ قلیہ زردہ قورمہ ایک آبی دوسری
شیرمال فرنی کا خوانچہ قشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و نشاط خوشی مین
چھوٹے بڑے سب نہ کسیکو کسی سے غرض نہ مطلب پکا پکایا کھانا کھانا دکانون پر بیٹھے ہر وقت
ناچ دیکھنا سرکار کا کام بتانا بغلین بجانا بیت بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را با کسے کارے
نباشد ۔ اور اس سے پہلے تعین تاریخ روز شادی نامے بادشاہون کو فرمان راجہ بابو کو
صوبہ دارون کو شقے عاملون کو پروانے جاچکے تھے دو چار منزل گرد و پیش سر راہ دو دو کوس کے
فاصلے سے باورچی اور حلوائی کھانا مٹھائی گرما گرم تیار کیے رہتے تھے کہ اس عرصے مین
جو مسافر گذرے یا طلبیدۂ بادشاہ آئے بھوکا نجائے اور مژدۂ شادی راہ چلتون کو سنا
شہر مین بھیجدیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دید ہے غرض کہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس دن کی

راہ سے تماش بین بکھرے لکھنؤ والون سے سیر دیکھنے کو آئے اور ساچق کا دن آیا اگر سب
سامان بیان کرون کہانی ناتمام رہجائے مگر وہی مشتے نمونہ از جز و لیے پچاس ہزار اچھے گھڑے
روپہلے سنہرے جواہر نگار نقل اور میوے سے لبالب لا کر خوان کہین بخوبی بسیار پر تکلف نسب
پچاس ہزار مین مصری کے کوزے باقی مین میوہ اور قند کی جھڑیان مرصع کاری کی بڑی
تیاری کی نقرئی وہی کی مٹکی گلے مین مچھلیان ناڑے سے بند حسن آرائش کے تخت بیحساب
اس روش کے جنکے دیکھنے سے صناعی صانع حقیقی کی یاد آئے گل بوٹہ اس سج دھج کا جو
نقل کو اصل کر دکھائے آتشبازی کے ٹوکرے قطار در قطار سے لے پایان سرو جھاڑ درخت میوہ دار
ہزار در ہزار لا بیان بہت تزک بڑا سامان آرائش کے گلدستون سے چمن روان ساتھ لیا
سرو دست یہ باغ ہاتھون ہاتھ تھا اس انداز سے ساچق گئی مہندی کی شب ہوئی وزیر درست تدبیر نے
خوب تیاری کی نارنول کی مہندی ہزارہا من لو باس مین دلہن پن رنگین جسکی دید سے ہاتھ
مثل پنجۂ مرجان رشک عقیق یمن اور لعل بدخشان ہو جائے ایکبار لگائے لال ہو تمام عمر کف افسوس
ملتا رہے نہ ہاتھ لگنے کا ایسا ملال ہو جڑاؤ سینیون مین حنا شمع مومی و کافوری اُسپر روشن طلبید کیے
خوانون پر جوبن آرائش اور آتشبازی ہمراہ سب کے لب پر واہ واہ بہت چمک دمک سے مہندی لایا
اور یہ رنگ ڈھنگ حسن تدبیر سے دکھایا کہ تمام چشمون مین سرخرو ہو برات کی رات کا حال
سنو دیوان خاص سے دلہن کا مکان پانچ کوس تھا یہانسے وہان تک دونون طرف بلور کے
جھاڑ آدمی کے قد سے دوچند سو سو بتی کے سربلند پانچ چھ گز کے فاصلے سے روشن اور
دس گز جدا نقرئی طلائی پنجشاخا بلتا اُن سے کچھ دور ہزارون مزدور بٹھا کر دن پر روشنی
لے جھاڑ رشک سرو چراغان چمکتے جا بجا توپ لیے اور توپخانے بنے کہ تمک انتک بنا چتے نوبت
بجتی مفرق شامیانے تنے اسکے قریب دو رویہ آتشبازی گڑی روشنی یہ روشن تھی کہ چیونٹی
سوار کو بہیئت مجموعی مفصل معلوم ہوتی تھی غرض کہ دولہا سوار ہوا شور و غل یکبار ہوا کسی نے
کہا سواری جلد لانا کوئی پگڑی کا شملہ سنبھال کر پکارا خدمتگار کو بلانا پالکیان آگے بڑھین باجے
بجنے لگے کوس و کورگا چنے لگے نوبت نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان سوارون کے رسالے
دو رویہ باگین سنبھالے خود اپنے آگے پیش قرار درماہے دار پھر ہزار بارہ سو تخت روان

تمام تمامی سے منڈھا اُن پر رنڈیان جوان جوان شادی مبارک گاتین سج دھج دکھاتین طبلے
بھڑبھڑاتین بہت سے سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصبان کندھون پر دولھا کے

تصویر سواری برات مع جلوس فیلان وغیرہ

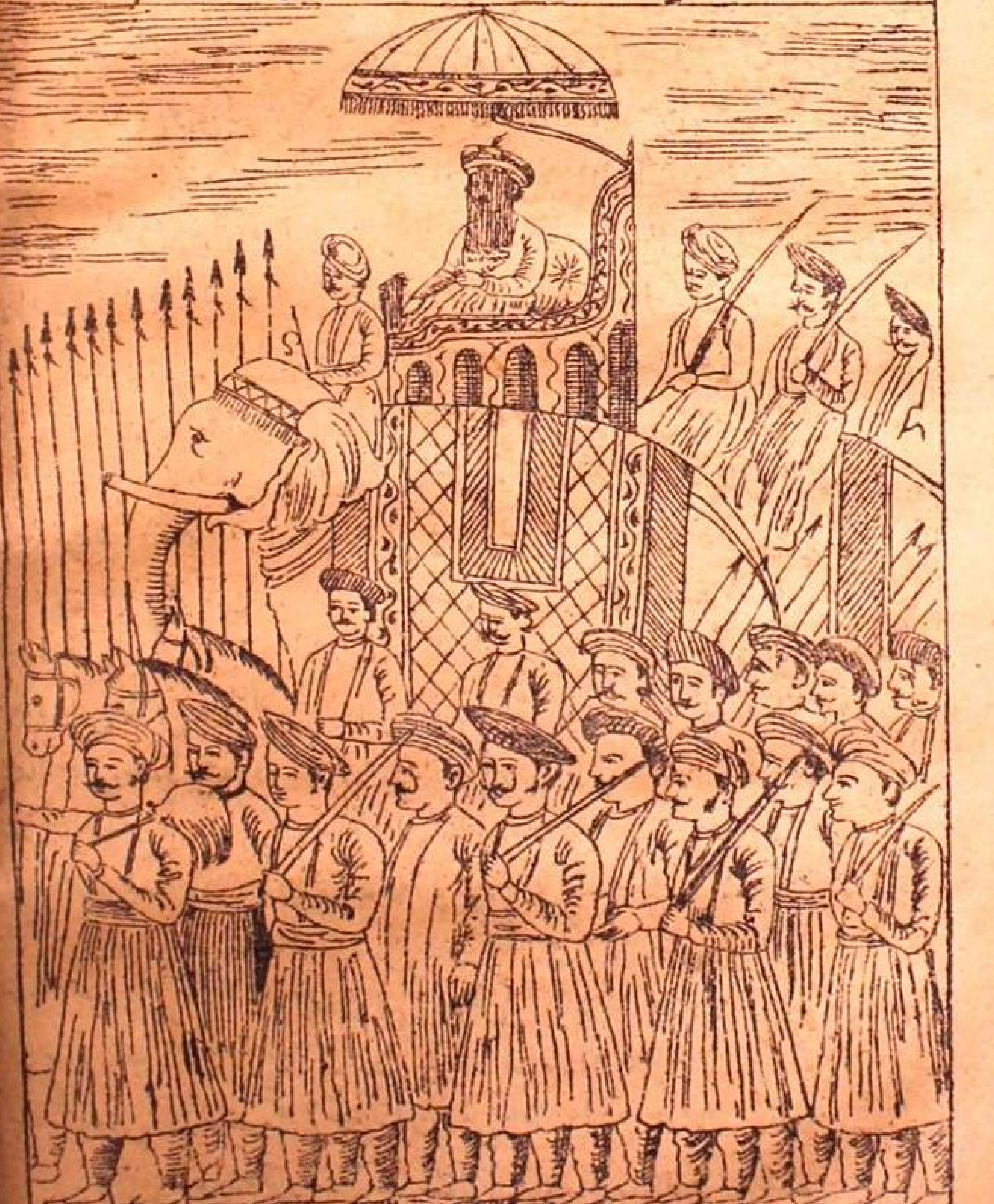

برچھی والے باانداز چوبدار روشن چوکی والے شہنائیان پر تکلف سر زلے ہزارون غلام
زرین کمر سنہری روپہلی انگیٹھیان ہاتھون مین جھولی مین عنبر سارا عود غرقی بھرا دشت مہکتا
گرد ہزار ہا پنجشاخا پھنکتا سونے چاندی کی دستیان روشن قور مین چالیس بادشاہ پر شوکت وجاہ
پیچھے بارہ ہزار ہاتھیون پر امیر وزیر ارکان سلطنت ترقیخواہ خواصی مین انجمن آرا کا بھائی
جان عالم کا سالا بجائے شہ بالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش و خرم چلے کوچہ و بازار بو باس سے
معطر تھا چرخ گردان اس تماشے کو بچشم انجم نگران تھا دشت کا وحش و طیر حیران تھا پہر رات رہے
دُلھن کے دروازے پر پہونچے ماما اصیلین دوڑین پانی کا طشت ہاتھی کے پانون تلے پھینکا
کسی نے اور کچھ ٹوٹکا کیا دولھا اتر کر مجلس مین داخل ہوا بارہ سے طائفہ رنڈیون کا سوائے
بھانڈ بھگتیے ہیجڑے زنانے کشمیری قوال بین کار ربابیے صرودیے کے حاضر تھا ناچ ہونے لگا قریب صبح
قاضی طلب ہوا بساعت معین کئی سلطنت کے خراج پر مہر بندھا طالب و مطلوب کو سلک ازدواج مین
منسلک کیا مبارک سلامت کا غل مچا میر سوز فلک شب کتخدائی دیکھ اسکی سوز یون بولا ع
تجھے یہ رات اسے رشک مہ انور مبارک ہو + سب طائفے ساتھ کھڑے ہو ایک زبان مبارکباد

تصویر بزم نکاح جان عالم کی اور سامان محفل مع آرسی مصحف کے

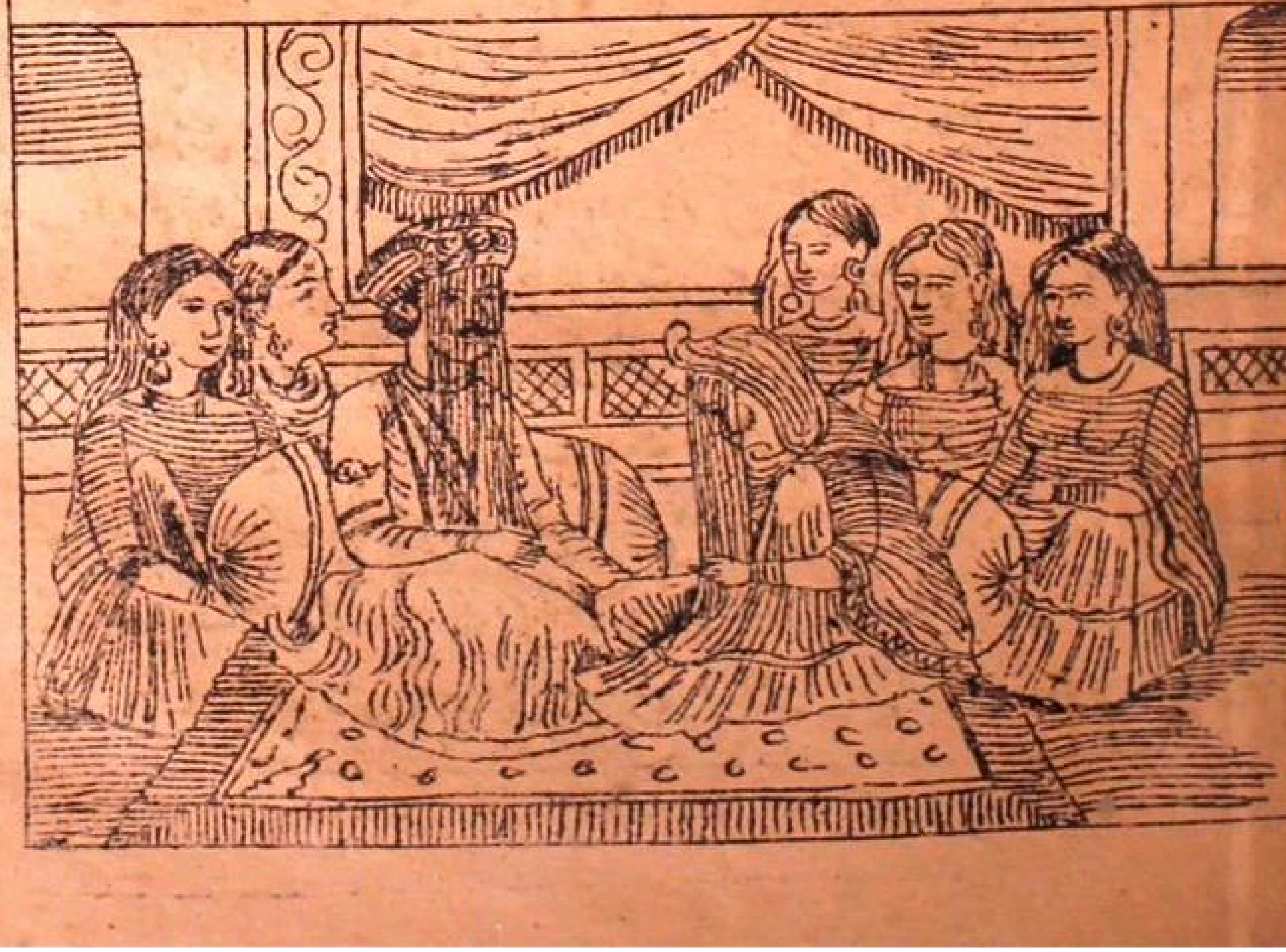

گانے لگے کئی لاکھ روپے بادشاہ نے عنایت کیے دولھا زنانے مین طلب ہوا وہان رسمین
ہونے لگین وہ عجب وقت تھا آرسی مصحف روبرو محبوب دلخواہ دوبدو سورۂ اخلاص کھلا آئینے
رونمائی مین مزے لوٹتا سلسلہ محبت مستحکم ہو رہا ڈومنیون کا سٹھنیان گانا دولھا دلھن کا شرمانا
کبھی ٹونے گانا اچھے بنے سلونے مہجولیون کا پوچھنا ٹوٹنا لگانا دولھا کا سنکے کہنا عرصہ ہوا کوئی
دلھن کی جوتی دولھا کے شانے سے چھوا گئی کوئی اسی کا کاجل پارا ہوا لگا گئی ہمسنون کی
چھیڑ چھاڑ ان کے جوبن کی بہار فقط ململ اور شبنم کے دوپٹون کی آر جسدم یہ رسمین ہو چکین
نوبات کی نوبت آئی عجب سیر نظر آئی اس طرح جنکی کہ دیکھی نہ سنی میر حسن وہ جب پانو پڑی
اٹھاتے اڑا نہین اور یہان کا عجب غل پڑا جب یہ رسمین ہو چکین ڈومنیون نے پانو چھنی
گائی سب کی چھاتی بھر آئی کہرام مچا جب دلھن سب سے رخصت ہونے لگی رو رو جی کھونے لگی
سواری تیار ہو دروازے پر آئی دولھا نے سہرا سر سے لپیٹ دلھن کو گود مین اٹھایا سب کا دل
امنڈ آیا شور و غل مچا یا دنیا کے کارخانے قابل دید ہین بلکہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین شادی مین غم
سلف سے توام ہے مگر ثبات بجز ذات باری کسی کو نہین مقدمات جہان گذران خواب پریشان مین
انکا حال کیا کہین مولف اک شمع پر یہ نہین ہے زمانے کا طور گاہ معلوم ہو گیا مجھے لیل و نہار سے
غرض کہ دلھن کو سکھپال مین سوار کیا بادشاہ نے ملک و سلطنت خزانہ جہیز مین لکھ دیا برات
رخصت ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا بڑھنا لوگون کا
دولھا پر دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جھلملا جھلملا کے جلنا شہنا مین بھیرون بھاس الیا
للت رام کلی کا پھونکنا نقیب اور چوبدارون کا کوئل کی طرح کوکنا نوبت کی نکور جھانجھ کا
جھانجھ سے شور جھٹپٹا وقت نور کا تڑکا گرد کتیون کا سو میل کرکا کچھ کچھ تارون کی چمک
نقارون کی صدا دھونسے کی گمک چاند کے منہ پر سفیدی دلھن والون کی یاس و نا امیدی
عطر کی ہر سو لپک پھولون کی مہک سب کو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش
باسی ہار پھولون سے رشک صحن چمن کہین جھول کہین شگن کسی جا بکھر گئے اور بیڑون کے
پتے لٹے پڑے کہین لوگ حیران و ششدر کھڑے مجلس کے فراق مین اہل محفل کے
اشتیاق مین شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانون کی بیقراری خاکساری دولھا کے

لوگون کی خوشی بشاشت تیاری دُلھن کے گھر مین نالہ و زاری کوئی کہین نیند کے جھونک مین
پڑا کوئی یہ سامان حشم عبرت دیکھتا تاسف مین کھڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین زیر انداز پر پروانون کے پر
فراش فرش اُٹھانے کی تدبیر مین بیٹھی ہوئی ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت
دیکھنے کے قابل ہوتا ہے راہ چلتا بھی دیکھکر روتا ہے اسکی لذت وہ جانے جسکی نظر سے یہ ہنگامہ
گذرا ہو کسی کی برات تو دیکھی ہو گو بیاہ نکیا ہو قصہ مختصر دولھا شگفتہ خاطر خندان چہرے پر
شباب کی چمک عارض تابان سے حسن کی بہار عیان ہاتھی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر سرخ و سفید
نثار ہوتا سر جھکائے ہوے دیوان خاص مین داخل ہوا جو رسمین یہان کی تھین ہونے لگین بکرا
ذبح کیا انگوٹھے مین لہو لگا دیا پھر کھیر کھلائی رسومات سے فرصت پائی اب یہ منتظر ہوے کہ شام
وصل کا سر انجام ہو الحمدن جانعالم کا گھبرانا گھڑی گھڑی گھڑیالی سے دن کی خبر منگوانا
دیکھنے کی کون دیکھتا تھا بیر جو اس پھرتا تھا کہ کہین جلد رات ہو بے تکلفی کی ملاقات ہو کبھی کہتا تھا
واہ قسمت کی خوبی پہر بھر ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان بجا تھا مکرر پوچھتا تھا ابھی کیا بجا تھا
اُدھر انجمن آرا بھی جمائیان لیتی تھی تکیے پر سر دھر دیتی تھی جب اور کچھ تدبیر بن نہ آتی تھی
لوگون کے چونکانے کو اونگھ جاتی تھی غرض کہ خدا خدا کر کے وہ دن تمام ہوا نمود شام ہوئی
عروس شب نے مقنعہ مہتاب سے روپوشی کی مشتاقون کو فرصت ملی گرم جوشی کی لوگ
آنکھ بچا کر جا بجا کنارے ہوے دولہا دلہن چھپر کھٹ مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوے شادیکار و

تصویر جان عالم اور انجمن آرا کی مع پلنگ

شباب کا عالم مشتاقون کا بیٹھنا باہم آنکھون مین خمار نیند کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ
اور پھلنے کی خوشبو اُبٹنے اور تیل کی عجب میل کی مہک ہر سو پھولون سے پلنگ بسا اونچہ گر
خود فشا عشق سے باختہ حواس تمنائے دل پاس نہ کچھ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت
طرفین سے گرم اُدھر شوق اِدھر شرم ایک طرف ولولۂ گرمجوشی ایک سمت حیا سے منہ پر
مُہر خموشی بیان کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھ بھال کا یہ معمول ہے اُس روز
ہمنشینین تاکتی جھانکتی ہین لیکن ان دروینر چپ رہے آہستہ آہستہ دونون نے دکھڑے
کہے جان عالم نے توتے سے ذکر لشکر در بدر خراب خستہ ہو کر آنا توتے کا بیٹھ رہنا وزیرزادے کا
صدمۂ فراق سہنا پھر طلسم کا پھنس جانا جادوگرنی کا ستانا بعد اسکے نقش سلیمانی لینا وہان سے
چل دینا بکشادہ پیشانی وخوش بیانی بیان کیا مگر ملکہ مہر نگار کی ملاقات جلت رنگی کے
حرف حکایات اُسکی طبیعت کا آجانا اپنا بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرمابات کو مطلب کی
جا سے بچا بچا کے کہا یہ اکثر ہوتا ہے کہ معشوق کے روبرو جو اس پر کبھی کوئی عاشق ہوا ہے
اُس کا ذکر کرتا ہے شیخی بگھارتا ہے کچھ جھوٹ اپنی طرف سے جوڑتا ہے دل کے پھپولے توڑتا ہے
اس کی شرح گو طول طلب ہے پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہے انجمن آرا نے جادوگرنی کے
قصے پر تاسف کیا ملکہ نے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا پھر روکھی صورت بنائی ناک بھون
سمیٹی تیوری چڑھائی مگر چلے آنے کے سہارے پر مسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دیے از روز ملاقات
محنت ومشقت کی قدردانی سے جادوگر کی لڑائی کی جانفشانی سے بیان کیا پھر دونون
بیساختہ ہو شرم وحیا کھو ہم آغوش ہوئے رنج درکنار غم ودرد مہاجرت فراموش ہوئے مؤلف
یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اُٹھا + گلے سے مل گئے سب رنج درکنار ہوا + سینے سے سینہ
لب سے لب ہاتھ پاؤن بلکہ جتنے اعضائے جسم ہین سب وصل تھے مثل ہے ایک جان دو قالب
وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہے کہ ہوگئے اُستاد ایام وصل مین ہم لپٹتے ہین جیسے اُس سے
یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہونگے + خواہش کو اضطراب حیا مانع کار شرم بر سر تکرار دو دفعے
دم چڑھ گئے تھے جنگ زرگری کا زور بیان کر رہے تھے شہزادی موقع پر ہاتھ نہ لگانے
دیتی تھی جب بے بس ہو جاتی تو چٹکیان لیتی تھی گاہ کہتی تھی اے صاحب اتنا کوئی گھبراتا ہے

دیکھو تو کون آتا ہے کبھی خود اُٹھ کے دیکھتی بھالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخر کار غنچۂ سربستۂ
تمنائے دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ وخندان ہوا اور ناسفتہ درج شہریاری رشک عقیق یمن غیرت دہ
لعل بدخشان ہوا بقول فردوسی جنان بُرد واورد وآورد وبُرد + کہ دایہ زحسرت پس پردہ
مُرد در رشک وحسرت ہے جگر صدف چاک ہوا دشمن کمبخت در پردہ ہلاک ہوا اقتضائے سن
اُٹھ بیٹھنے کے دن اُس وقت دونون گھبرائے اور وہ کیفیت سب بھولی جب دامن شب مین
چادر پلنگ پر شفق صبح پھولی غرضکہ شرما کے استراحت فرمائی دل بیتاب نے تسکین پائی ہنوز
پلک نہ جھپکی تھی نمود سحر ہوئی عام شب کی خبر ہوئی دم صبح ایک سرخرو دوسرا شرمندہ جو حمام مین داخل
ہوئے جو جو محرم راز شریک سوز وگداز تھین انھون نے رات کی باتو نکتے پتے مزد کنایہ مین دیے سب نے قہقہہ
جب رو برو چھپری اور شیشے مین تنبول آیا شرما کے سر جھکایا غمزہ وناز ہر انداز مین رہا نہا دھو
خاصہ نوش فرمایا جانعالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا امورات سلطنت بمشورۂ
شاہزادہ ہونے لگے بعد رسم چوتھی چالے کے لب دریا ایک باغ بہت تکلف کا نشاط افزا نام
بادشاہ نے رہنے کو عنایت کیا اگر اُس باغ کی تعریف رقم کرون شاخ زنبق و نرگس کی ٹہنی کو لاکھ با
قلم کرون الاخضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہے نہین ناتمام ہے لکھنا بیکار ہے سو بار خزان
جائے بہار آئے ایک پٹری کی روش صفا تحریر نہو سکے خامۂ مانی پھسل جائے رشک گلزار جنان
ایک تختۂ فردوس سا کئی کوس کا باغ نے پایان برگ وبار وگل اُس کے جور خزان سے
آزاد بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب وغرائب چھپے نئے رنگ ڈھنگ کے
ترانے یاد جتنے دنیا کے میوے ہین تر و تازہ ہمیشہ تیار سرسبز پتے خوش رنگ پھول پھل مزے دار
گل تکلیف خار سے بری جہان کی نعمت ہر تختے مین بھری روش کی پڑیون پر مہندی کی ٹٹیان
کتری ہوئی برابر چمن مین وہ درخت پھلے پھولے جسے دیکھکر انسان کی عقل بھولے پھولون کی
بوئے خوش سے دل و دماغ طاقت پائے جو پھل نظر سے گذرے بار خاطر نہ ہو واللہ زبان پر
منہ مین پانی بھر آئے نہرین ہزار در ہزار پر از آبشار گرد چرند و پرند خوبصورت قطعہ ارباغبانیان پریزاد
حور وش گلرخ مہر لقا بیٹھے جواہر نگار ہاتھون مین ہر ایک آفت کی پرکالہ دلربا مہ سیما کنوئین پختہ
جڑاؤ چرخی رسی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھکر ڈانوان ڈول ہو چہرے سے پ

نزاکت بر سے بیل کے بدلے نیل گاے کی جوڑیان آہو جنگلے روبرو چکارہ باغبانیان مہ پارہ زربفت کے لہنگے قیمت کے مہنگے شبنم کے نفیس ڈوپٹے معرق مصالحہ کی کرتی انگیا چھڑے پاتو مین طلائی دا چھڑے کان کی لومین ہیرے کی کلی برق دم سب کی آنکھ جسپر پڑے ڈول کو سنبھال ٹپا خیال گاتی کوئی شعر برجستہ یا ہندی کا دوہا اُسمین ملاتی چھیڑ چھاڑ مین جھکی لے کے اچھل جاتی ایسے باغ پر بہار مین جان عالم اور انجمن آرا ہاتھ مین ہاتھ پریون کا اکھاڑا ساتھ دین و دنیا فراموش ہر دم نوشا نوش با عیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہر دم مہیا شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگزارین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر جیسے کنھیا شام عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار نہ خوف گردش روزگار کا نہ کچھ دھیان اُس جگر فگار کشتۂ انتظار ملکۂ مہرنگار کا

پھر مذکور اُس مہجور کشتۂ فراق سوختۂ آتش اشتیاق کا وہ کون خستہ و محزون جگر برشتہ دل خون ملکۂ مہرنگار شہزادے کے آنے کی اُمیدوار اور حکایات ضرب المثل

کدھر ہے تو اے ساقی بیخبر + نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر + ہوا حال شادی کا سب اختتام

مگر غم کا قصہ ہے وہ ناتمام + تپش سے تڑپ سے تو کر دے بہم + کہ لکھتا ہون پھر داستان الم

خوشی سے مجھے رنج مرغوب ہے + یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہے + یہی ساتھ دیتا شب و روز ہے

یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہے + نالہ نوازان بزم ماتم و تفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت اندوہ و ملال و نشاران دل خون آشفتہ حال لکھتے ہین کہ اُس بے سر و سامان کشتۂ ہجران دور از دلدار و ہمقرین غم رونا دیدہ شادی حجلہ نشین ماتم دلریش سینہ فگار یعنی ملکۂ مہرنگار کا فرقت مین یہ حال ہوا اُستادیان تک کہ اُٹھانے کا وقت اپنے قریب آیا + اسیر مرے بالین پر تم اُٹھکے نہ آبیٹھے + مین نام ترا لے لے دن رات جو چلاؤن + اور سنتے ہوے بہرے کیونکر نہ گلا بیٹھے + جو کوئی کہتا کہ خیر ہے ملکہ گھلی جاتی ہو کیون اتنا رنج و غم کھاتی ہو تو یہ کہتی مصحفی غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی + کیا غم ہے مریکا کہ طبیعت نہین بھرتی + مؤلف تو چھو کچھ مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے + پریشان سینہ سوزان منفعل سر در گریبان ہون

ایسی باتین درد آمیز وحشت انگیز کرتی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی وہ کہتین ملکہ نظر بجدا
رکھو حسن اسے فضل کرتے نہین لگتی بار + نہ ہوا اُس سے مایوس امیدوار + سوز۔ پھر
بہار آتی ہے تجھ مین اے گلستان غم نکھا + وہ چلی آتی ہے فوجِ عندلیبان غم نکھا + گو کہ شب
آخر ہوئی اے شمع تو زاری نکر + پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نکھا + وہ سُن کر یہ کہتی کہ
مین چراغ سحری ہون یقین ہے کہ تا صبح جلکر بزم جہان سے سفری ہون خسرو۔ پس ازانکہ من
نمانم بچہ کار خواہی آمد + مؤلف ہماری جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تھوڑا + تب
اُسکے دل مین آیا دھیان میرے پاس آنے کا + آج تک اُس غفلت شعار فراموش کار کی
کچھ خبر نہ آئی ہم نے غم جدائی مین مفت جان گنوائی مؤلف تپ جدائی سے اس طرح اب
نزار ہون مین۔ اجل کے مُنھ سے بھی غالب ہے شرمسار ہون مین + کیا ہے رنج جدائی۔ نے
ایسا کاہیدہ + نظر مین خلق کی رشک خط غبار ہون مین + جو تو وہ گل ہے کہ عالم کے دلمین
ہے تری جا + تو سب کی آنکھ مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین + قراری برد از خلق آہ و زاری ما
شور رنج مین کیسکے یہ بیقرار ہون مین + یہ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہوکر
اُن درختون مین جہان جان عالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو جو شریک رنج و راحت تھین
اُن سے مخاطب ہو یہ کہتی اہلی شیرازی خوشش آنکہ تو باز آئی و من پاے تو بوسم +
در سجدہ فتم خاک قدمہاے تو بوسم + ہر جا کہ تو روزے نفسے جاے گرفتی + آنجا ر دم و گریہ کنان
جاے تو بوسم + روے تو تصور کنم و لالہ و گل را + در حسرت رخسار دل آراے تو بوسم + ہر جا کہ
غزالیست چو مجنون سر و چشمش + در آرزوے نرگس شہلاے تو بوسم + من اہلی درویش تو آن
شاہ بتانی + دستیکہ بوسم تمناے تو بوسم + اور کبھی صبح سے پھرتے پھرتے قریب شام بادل
ناکام اُسی جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی جرأت بمشکل مہرہی گردش ہے ہمارے سکے
دن + جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن + نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ + اب
اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن + بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام + اگر خدا ہی
یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن + رہے تھا جبکہ ہم آغوش مجھ سے وہ پیارا + عجب مزے کی تھین
راتین عجب تھے پیارے دن + کب اُس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون +

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن + لگایا روگ جوانی مین کیون میان جرأت + ابھی تو
کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن + رات کو بحال بیقرار وہ سوگوار فاچار گھبرا آتی تمام شب کراہ کراہ
سب کو جگاتی اور یہ سناتی اُستاد حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے + الٰہی کوئی کسیکا امیدوار
نہو + وہ رات جسے شب فرقت کہتے ہین بیچینی سے پہاڑ ہوجاتی تو وہ غم کی ماری سخت گھبراتی
یہ لب پہ لاتی اُستاد جیسا شب عشرت کو فلک تونے گھٹایا + کی جلد نہ فرقت کی ستمگر سحر ایسی +
ہے ہے آج نہ صدائے مرغ سحر آئی نہ موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی نہ خواب غفلت سے پاسبان
کمبخت چونکا اور نیند کی جھونک مین گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول گیا جرأت تھے شب وصل
مین سب جان کے کھلانے والے + آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے + شب کو نالہ تھا دن
کو زاری تھی دن رات اُس پر سخت بھاری تھی لوگ کہتے تھے ملکہ اللہ کو یاد کرو کبھی تو دلکو شاد کرو
شافی مطلق تمھارے مرض مفارقت کو بصحت وصل بدل کرے اب روز وصال عنایت
ذوالجلال سے قریب ہے تو اُس وقت بحسرت یہ کہتی مولف شب وصال جو قسمت
مین ہے تو ہووے گی + دعا کر دشب فرقت تو یہ سحر ہووے + ف مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہین
اگرچہ صبح کو یہ بچ گیا تو شام نہین + رکھو دیا نہ رکھو مرہم اسپہ ہم سمجھے + ہمارے زخم جدائی کو
اِلتیام نہین + کیا جو وعدہ شب اُس نے دن پہاڑ ہوا + یہ دیکھو مری شامت کہ ہوتی شام
نہین + وہی اُٹھائے مجھے جس نے مجکو قتل کیا + کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین +
اُٹھایا داغ گل افسوس تمنے دل پہ سرور + مین تم سے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہین + استاد
آخر شب وصال کی جا پیش کی وہی + ہر دن تھا اے فلک مجھے جس رات کا خیال + معاملات عشق
دیکھیے وہان شہزادے کو غم سے فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل مین راحت و آرام یہان ملکہ آتش
فراق سے بادل پر داغ خار غم جگر مین گرفتار رنج و آلام ہائے لیکن درد دل بے قرار نالہ جگر افگار
رایگان نہین جاتا جب تڑپ بلبل کے دل مین زیادہ ہوتی ہے موسم گل آتا ہے اسی طرح
سوز دل عاشق جو حد سے فزون ہو معشوق رحم کھاتا ہے بھولا ہوا یاد آئے وگرنہ ہجر مین تڑپ کر
مرجاے مطلوب کو نعش پر لاکے اُسکی بھی جان گنواتا ہے حضرت عشق دشمن جان عاشق و معشوق
ہین انکے حال کیا کہین چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہے اور حقیقت مین اصل ہے بغور شنکر تامل کرو

نقل سوداگر کی بیٹی کی انگریز کا آنا فریفتہ ہو جانا آخر کو جان دینا دونون کا

کلکتے مین ایک سوداگر تھا عالیشان متاع ہر دیار تحفۂ اجوار جوار دُکان مین فراوان اُس کی بیٹی بھی حسین مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کافر فرنگ غارتگر لندن غرضکہ اور تو اسباب سب طرح کا دکان مین تھا گھر مین وہ زر و رقم طرفہ تُوم تھی فرنگ سے ہند تک اُسکے حسن کا چرچا تھا روم سے شام تک اور بمبئی سے صورت تک اُس کی صورت کی دھوم تھی اُستاد

ہے رخنہ ساز ایمان وہ زادۂ فرنگی + اسلام اب کہان ہے حاصی فرامش ہے +

ہزارون انگریز بریز بریز کرتے اُس پر شیفتہ و بیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ و خراب تھے جب ہوا کھانے کو سوار ہو کر آتی تھی راہ مین دورویہ خلقت کی جان اُسکی ہواخواہی مین برباد جاتی تھی گبرو ترسا اُس کا کلمہ پڑھتے تھے یہود و نصاریٰ اُسکا دم بھرتے مسلمان دل و جان نذر کرتے تھے **مؤلف**

اُس لعبت فرنگ کو دکھلا کے قاش دل + کہتا ہون چکھو یہ دل بریان کا توس ہے +

اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان خوبصورت نوجوان سوداے عشق سوداخیز سر مین سوز دل مین مزاج نے شر بے قراری آب و گل مین میر

تھا خاطر حدار آپ بھی لیکن + رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن +

قضارا وہ آفت کا مارا کچھ اسباب لینے اُس کی کوٹھی مین آیا اور اُس غارتگر دین و ایمان ہر گبر و مسلمان سے دوچار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش و حواس گرہ سے کھو بیٹھا دل سے ہاتھ دھو جان کو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تھا سودا مول لیا اُس نے مشتری سمجھ میزان محبت مین تول لیا ہاتھ پاؤن نے ست دل نے ہمت ہار دی دن دہاڑے لٹ گیا عشق کا بیوپاری جب اور کچھ تدبیر بن نہ آئی خرید و فروخت کے حیلے مین آمد و رفت بڑھائی پھر تو یہ حال ہوا **جرأت**

دن مین سو سو بار اب ہم اُن کے گھر جانے لگے + منہ چھپانے وہ لگے ہم اُنپہ مرجانے لگے +

سلف سے عشق آج تک چھپا نہین مشہور ہے اس مقدمے مین انسان مجبور ہے **میر**

عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا + مضطرب کد خداے خانہ ہوا +

جب یہ امر مفصل سوداگر کے گوش زد ہوا بپاس نام و نشان خوف ذلت و رسوائی از حد ہوا اپنے دونون کو نصیحت کی پند کیا پھر سلسلہ آمد و رفت قطع دیکھا بھالی کا رخنہ بند کیا اُدھر شعلۂ عشق نے

تصویر دختر سوداگر اور عاشق ہونا پسر انگریز کا اُس پر مع اسباب دکان

بھڑک کر صاحب کو سلامت نہ رکھا تاب و توان جیب و تحمل کو ہیزم خشک کی طرح جلا صبر کا
قافلہ لوٹ لیا میر بستر خاک پر گرایہ زار + درد کا گھر ہوا دل بیمار + خاطر افگار خار ہوئی
جان تمنا کش نگار ہوئی + دل نہ سمجھا اور اضطراب کیا + شوق نے کام کو خراب کیا + رفتہ
رفتہ سخن ہوئے نالے + لگے اُڑنے جگر کے پرکالے + یہان تک تپ مہاجرت اور درد مفارقت
سے حال درہم برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اُٹھا گئے صاحب فراش ہوئے دل و
جگر سینے مین پاش پاش ہوئے حس و حرکت کی طاقت نرہی لینے کے دینے پڑگئے اُستاد
مرض یہ پھیل پڑا ہے تپ جدائی سے + کہ پٹھہ لگ گئی یارون کی چارپائی سے + جو جو
اُس کے دوست دلی محب قلبی تھے نصیحت و پند و قید بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی تون کی
سنگدلی معشوقون کی کج ادائی بہت مشرح سمجھائی سود مند ہوئی خاطر مین نہ آئی ایک دوستدار
اُس کا غمخوار تھا کہنے لگا کیون جو یاے مرگ ہوا ہے ظالم یہ کیا کرتا ہے اسکا انجام ذلت ہے حاصل
اُس کا خفت ہے یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینۂ نوجوانی دانستہ
ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈال اپنے کس و کو پر نظر کر شد دل خود رفتہ کو سنبھال تو نے پسر مجسٹن
کی حکایت نہین سُنی کہ اُس پر کیا گذری آخر کار کیسی خفت ہوئی اُس نے کہا کیونکر

حکایت پسر مجسٹن بنئیے کا پیدا ہونا سفر کی کیفیت جہاز کی

تباہی شہر آدمی کا ملنا تخت رقت مجسٹن کا ساتھ جانا

وہ بولا اسی شہر مین ایک شخص تھا مجسٹن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم و فضل جامع
ہر کمال طبیب اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو مجمل کمالات مین یگانۂ روزگار تجارت
مین نامور ہر برس سو سو جہاز ایک بار تجارت کو جاتا تھا نصیب ایسا تھا مٹی کو چھوتا سونا ہاتھ آتا
تھا کسیطرحکا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تھا شب و روز اسکا خیال تھا مدام فرحت مین یہ ملال تھا
خوش قسمتون کی دعا جلد قبول ہوتی ہے تمنائے دل حصول ہوتی ہے پچھتر برس کے سن
مین اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت مین غیرت ماہ بہت شادان سرگرم پرورش
تھا جب بارہ برس کا ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم استادان باذکا جمیع علوم اور فنون مین کامل ہوا
درس دینے لگا مطب کرنے لگا چودھوین سال باپ سے سفر کی اجازت چاہی کہ تجارت مین کوئی
دقیقہ باقی نہ رہجائے مجسٹن نے کہا اپنا بھی یہی قصد تھا مگر چندے توقف شرط ہے اُسنے
عرض کی حضور مین عمر طبیعی کو پہونچے من مین خدوی کے سیاحت کے دن ہین چاہتا ہون کہ
آپکے بقید حیات سفر کو جاؤن جودت طبع دکھاؤن آخر مجسٹن نے دس بارہ جہاز پر متاع و مال پندرہ
بیس رفیق قدیم دیانتدار امانت شعار ہمراہ کر رخصت کیا جہاز ایک سمت روانہ ہوئے
دو مہینے کے بعد ہوا سے جور گردون سے جہاز تباہ ہو گئے مجسٹن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوبا یاران
ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوئے یہ ایک تختے پر ڈوبتا اوچھلتا بہ چلا حیات مستعار باقی تھی ساتوین
دن تختہ کنارے پر لگا اسکو غش سے جو افاقہ ہوا تختے سے اوترا اور گھانس کی رسی بنا دہ
تختہ پتھر سے اٹکا دیا پھر آپ تبلاش آب و دانہ روانہ ہوا چند قدم بڑھا تھا کہ شہر نمودار
ہوا آہستہ آہستہ بیٹھتا اوٹھتا شہر مین داخل ہوا وہان عجب سانحہ طرفہ ماجرا نظر آیا
دکان ہر ایک کھلی اشرفی روپیے کا ڈھیر اسباب سب طرحکا موجود مگر آدمی کا پتا مفقود
اس قرینے سے ثابت ہوا کہ عرصے سے یہ بازار جنس بشر سے خالی ہے شہر کا وارث ہی
نہ والی ہے پھرتا پھرتا قلعے مین آیا دیکھا باغ سرسبز پر میوہ بیچ مین بنگلہ زربفت کے نفیس
پردے پڑے پردہ اوٹھا بنگلے مین آیا پلنگ جواہر نگار گسترده اوسپر کوئی بشکل مردہ دوپٹہ تانے
نہ کوئی پائینتی نہ سرہانے پڑا ہے اُسنے دوپٹہ سرکایا صورت نے چونک کر سر اوٹھایا اسکی

صورت دیکھکر کہا اے عزیز اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہین سیل فنا ہے تو ناآشنا ہے اِس سے
در گذر ورنہ آفت کا مبتلا ہوگا خدا جانے ایک دم مین کیا ہوگا اِسنے کہا ایسا ماجرا کیا ہے
بیان کو کر عورت نے کہا تو پہلے اپنے آنے کا حال سُنا کیونکہ آپھنسا اُسنے کہا سات دن سے
بھوکا پیاسا ہون جو کچھ کھاؤن تو داستان پریشان سناؤن عورت بولی مدت کے بعد کھانیکا
نام تیرے مُنھ سے سُنا ہے سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے اور پانی سوا اشک بہانے کے آنسو
پینے کا نام ہے اس سے نہین پیتی ہون اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہین کھاتی متحیر ہون کیونکر جیتی ہون
مگر تنہائی مین ہان خوف کھاکے روز دن بھرتی ہون ہر شب کہ شب اولین گور ہے جاگتی رہتی
ہر سخت جانی کی بدولت نہین مرتی ہون جرائت یہ غلط کہتے ہین بے آب و خورش جیتے ہین
لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ٭ تو اس باغ مین جا جس میوے پر رغبت ہو
کھا مجشن کے بیٹے نے جاکے میوہ کھایا نہر سے پانی پیا گونہ رنج فاقہ کشی سے افاقہ ہوا پھر عورت
کے پاس آکے حسب نسب اپنا اور باعث سفر اور جہاز کی تباہی مفصل سرگذشت سنائی پھر اسکا
ماجرا پوچھا وہ بولی ای شخص اس شہر بےچراغ کی مین شاہزادی ہون باپ میرا والی ملک تھا
مجھکو سوائے سیر و شکار کسی امر سے سروکار نتھا ایک روز لبِ دریا مصروف تماشا بیٹھی تھی دفعتہً
ایک سانپ نمود ہوا اور میری طرف بڑھا مین نے تیر مارا معلوم نہین لگا یا خطا کر گیا پھر جو دیکھا
تو اژدھا مہیب بہ شکل عجیب جھپٹا آتا ہے مین تو گھوڑے پر چڑھکر بھاگی جو جو ہمراہ رکاب تھے وہ
طعمۂ دہن مار خونخوار ہوگئے کہان تک بیان کرون ساکنان شہر مع بادشاہ انسان سے تا حیوان
کوئی نہ بچا فقط مین سخت جان باقی ہون اور یہ صحبت ہی کہ قریب شام وہ مار خون آشام اگر اِس
بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہے دو گھڑی کے بعد غائب ہوجاتا ہے مجھپر جب بھوک پیاس کا غلبہ
ہوتا ہے اسی باغ سے میوہ کھا پانی پی لیتی ہون اس خرابی سے جیتی ہون کوئی غمخوار بجز
ذات پروردگار نتھا آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا پسر مجشن نے کہا خاطر پریشان
جمع رکھو اگر فضل الٰہی شریک حال ہے تو اس آفت سے جلد نجات ہوجائیگی یہ کہکر جہان سانپ کے
بیٹھنے کا نشان تھا وہان گڑھا کھودا تلیلے سے بارود لاکر اوس مین بچھائی اور دور تک نقب سی
بنائی پھر گھانس ہری اوپر چھائی شہزادی نے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ سُنکر سر نقب جا

پوشیدہ ہو کر بیٹھ رہا کہ فرشتہ وہ افعی پُر زہر خدا کا قہر آیا اور اپنی جگہ پر اوس سبز قدم نے

تصویر مجتشن کے بیٹے کی مع عورت و مکان و نقب و سانپ

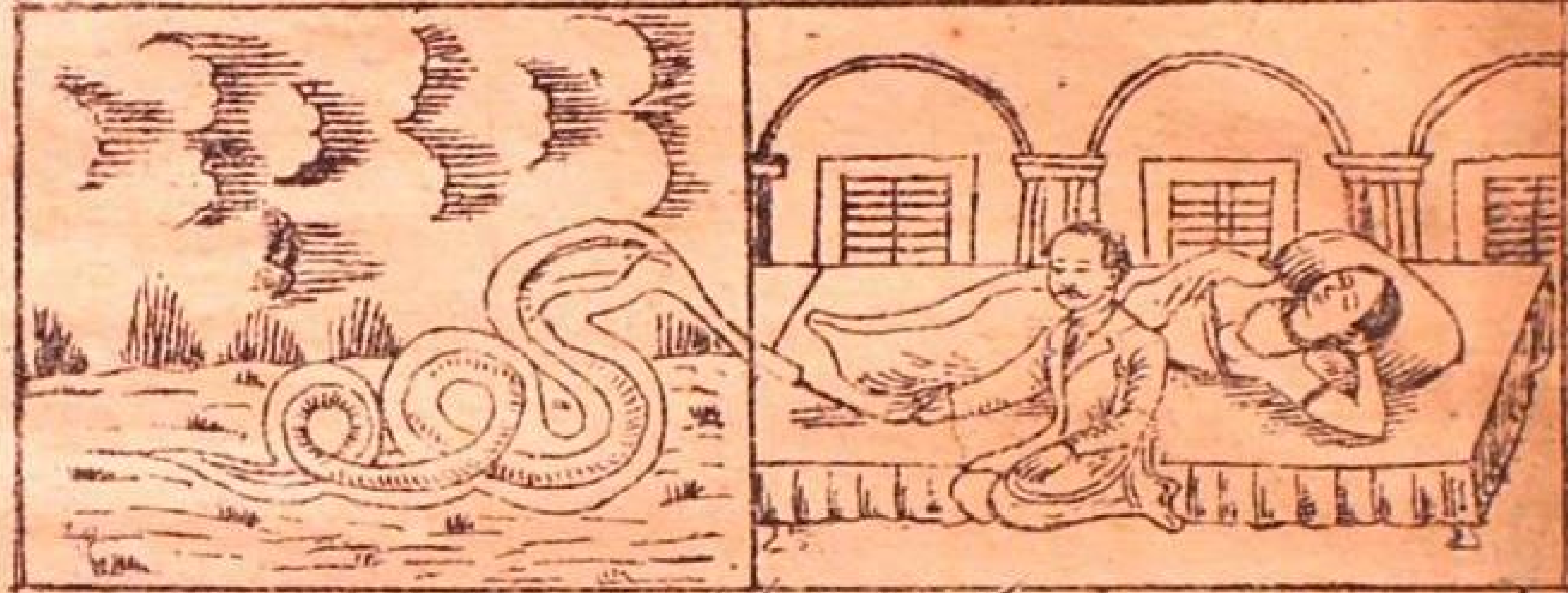

فرش زمردین پایا بہت خوش ہو کر بیٹھا یہ تو تاک مین تھا پتھر سے آگ نکالی اوس نقب مین ڈال دی فوراً ایک دھماکا پیدا ہوا اور ٹکڑا زمین کا مع سانپ آسمان پر پہونچا دونون نے شکر کا سجدہ بدرگاہ دافع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے سات برس تک دونون ساتھ رہے اس عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایک دن رنج تنہائی کی شہزادی نے شکایت کی کہ اکیلے طبیعت نہین لگتی صائب بہار عمر ملاقات دوستدار انست ٭ چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا کہ اگر وطن جاؤن اور مجتشن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلی مین کیونکر بسر کرونگی مین بھی ساتھ چلونگی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضا را وہان پہونچے جہان تختہ بندھا تھا ذہن مین آیا اسی پر سوار ہو کھولدو کہین تو جا نکلو گے یہ سوچکر دونون سوار ہوئے وہ تختہ کھولنے لگا شہزادی بولی مال و اسباب تو اسقدر ہی کہ بیان تمام ہو مگر ایک ناریل اکسیر سے بھرا ہے دولت لا انتہا ہے جو تو اجازت دے تو اوسے لے آؤن مصرعہ بد وزد طمع دیدۂ ہوشمند ۔ مجتشن کے بیٹے نے کہا اچھا وہ تختہ کچھ کھلا کچھ بندھا یونہی رہا شہزادی لڑکا لیے اوتری اسکے اوترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسی نکان سے ٹوٹ گئی تختہ بہ چلا ہر چند اوس نے ہاتھ پانون مارے وہ ساحل مطلب سے کنارے ہوا کنارے پر شہزادی بحال خراب دریا مین وہ بادل کباب بہ نکلا دل سے کہتا تھا دیکھیے ضعی ناخدای کشتی بادبان شکست

کیا ہے یہ جھونکا ہوا سے قوم عاد کا ہے اِس سوچ مین تھا کہ ایک جہاز نمودار ہوا اہل جہاز نے
دیکھا تختے پر کوئی جوان گود مین لڑکا نادان لیے بہا جاتا ہے رحم کھا کر پنسوئی کو ڈال جہاز پر لیا اتفاق
زمانہ مالک جہاز مجتبٹن کا دوست و محب تھا اسکو پہچانا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا برس روز
مین جہاز کلکتے مین داخل ہوا جہاز کا حاکم مجتبٹن کی ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ سے
ملایا یہان جبدن سے جہاز کی تباہی مجتبٹن نے سُن پائی تھی غریق بحر غم تھا یارے بیٹے کو دیکھ
سجدہ بدرگاہ باری کیا پوتا گھاتے مین ملا اور کلمات شکریہ اوس سے کرنے لگا اُس نے
کہا بندہ پرور خیر ہے دنیا اسی کا نام ہے جسکا کام جس سے نکلے وہ فخر سعادت سمجھے بعد چند روز
مجتبٹن نے بیٹے سے روداد سفر پوچھی اوسنے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سب بیان کی
یہ سُنکر سمجھا مشکل درپیچ پڑا مگر سہل سا یہ جواب دیا الخیر فیما وقع خیریت اسیمین تھی جو ہوا مصرعہ
بر سر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد * بیٹے نے کہا مناسب یہ ہے کہ اب جلد چلیے ایسا ملک مالا مال
یہ دولت لازوال ہاتھ سے نہ دیجیے مجتبٹن نے کہا خیر ہے یہ بھی ایک فسانہ تھا جو مین نے سُنا
اور خواب تھا جو تو نے دیکھا لا اعلم ایام وصال و صحبت سیم تنان * در عالم خواب احتلام شد
ورفت * اوسنے کہا آپ سا عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہے دنیا مین تین معرکے ہین
زر زمین زن یہ سامان جمع ہین اگر آپ نہ جائینگے فدوی تنہا جاویگا مجتبٹن نے کہا افسوس
ہم تجھے دانا جانتے تھے الا ہماری نادانی تھی حمق کی مقتضی تمہاری نوجوانی تھی اے بھائی
کوئی نادان سے نادان عورت کی بات کا دھیان نہین کرتا یہ باتین جبتک تھین جو تم اور وہ
باہم تھے وہ مونس تھی تم ہمدم تھے اب تک خیریت ہے سعدی زن دوست بود ولے زمانہ
تا جز تو نیامت مہربانے * چون در بر دیگرے نشیند * خواہد کہ ترا دگر نہ بیند * مصرعہ
اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید * ہر چند اُسنے مغز خالی کیا یہ مقدمہ اوسپر جالی کیا وہ بیمغز
نہ سمجھا مصحفی مصحفی سود نصیحت کا نہین عاشق کو * مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے *
ناچار مجتبٹن نے کہا تم جبتک ذلت نہ اوٹھاؤ گے اور ہمین خراب نکرو گے اس حرکت بیجا سے باز
نہ آؤ گے نہ چین لوگے اُسی دن سامان سفر درست کیا بہت سے جہاز مع اسباب اور چند مشیر خوش تدبیر
ہمراہ لے روانہ ہوا چند روز مین وہ جزیرہ ملا جہازون کو لنگر ہوا مجتبٹن کا بیٹا اوترا مگر جیسا ن

ویرانہ بوم و غول کا آشیانہ تھا وہان بستی دیکھی اور جس جگہ بیہڑ تھا وسے ہموار پایا بلندی نظر آئی نہ پستی دیکھی آدمی ہر سمت سرگرم کار و شہر پناہ تیار اسے تعجب ہوا سمجھا کہ مین بھول گیا کسی سے پوچھا اس شہر کا نام کیا ہی والی ملک کونسا ہے وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت آسمانی اوجاڑ ہو گیا تھا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تھا فقط بادشاہ کی بیٹی باقی تھی اب برس دن اوسنے شوہر کیا ہے شہر از سر نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا یہان مفسد ہے نہ ڈنڈسی ہے نام اسکا شہزادی منڈی ہے مجتشن نے یہ ماجرا سنکر بیٹے سے کہا خوش تو بہت ہوئے ہوگے وسیدھے پھر چلو اوسنے کہا اتنی صعوبت سفر کی اوٹھائی اوسکی صورت بھی نظر نہ آئی وہ باتین کرلون تو پھر چلون مجتشن نے کہا یہ مصیبت کچھ نہ تھی جو بات کرنے مین ایذا اوسکی وہ کب مانتا تھا اونھین لوگون سے پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہے وہ بولے روز جنگہ سواری کا وقت دریافت کر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کے سر راہ کھڑا ہوا کہ شہزادی شبدیز کو جھپٹ کرتی آپہونچی یہ پکارا ہمنے ایفاے وعدہ کیا حاضر ہوئے اور لڑکا بھی فضل الٰہی سے سلامت موجود ہی کیا ارشاد ہوتا ہے اوسنے بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہی ملاحظ کیا مگر جواب کچھ نہ دیا چلی گئی یہ خفیف گھر پھر ا مجتشن نے حال پوچھا بولا ملاقات ہوئی کل پھر جاؤنگا اوسنے کہا صبح کا جانا روز الم شام غم دکھائیگا بہت پچھتائیگا اوسنے دوسرے روز بیٹے کو سکھایا کہ جب سواری قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا اور یہ زبان پر لانا کہ دنیا کا لہو سفید ہو گیا مہر مادری سے محبت پدری مین لطف زیادہ پایا کہ ہمین ساتھ با آرام تمام لیے پھرتا ہے تم بات بھی نہین کرتی ہو بلکہ پہچانتی نہین جیدم سواری قریب آئی یہ تو بہت چلا تھا اور سمجھا چکا تھا گھوڑے کو پکڑ لیا شاہزادی باگ کو روکو وہ خود تو رکی تھی باگ بھی رک گئی پھر مجتشن بولا

مولف

یاد ایام کہ نفرت تھی زمانے سے تجھے فکر تھا باد خبر تھی نہ بہانے سے تجھے	ہوتی وحشت تھی بہت غیر کے آنے سے تجھے ضد تھی ترک غیر سے یا تو تھا کبھی طور نہ تھا	خوف آتا تھا کہین نکلنے سے جانے سے تجھے ہمین ہم تھے تری صحبت مین کوئی اور نہ تھا
کبھی چوٹی کی خبر تھی نہ تھا کنگھی کا خیال مجکو افسوس یہ آتا ہو کہ گذرا یہ نہیں سال تھی لگاوٹ ہی نہ تجھ باز غلط سب ہے	یار با او کبھی سے رہتے تھے تری سر کے بال ایسی کیا بات تری دل مین سمائی ظالم گر محبت کی کا بھلا کیا یہ بیک سب ہے	پانچ لا کھے سے ادر سے ہوتا تھا ملال وہ غمہ سب وہ رہ رسم بھلائی ظالم بیٹھنا کونے مین ہر دم تجھے تنہا سب ہے

مجھکو لگ چلتی کبھی ہمنے نہ دیکھا سب سے
شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھ سے
نہ ملین پر جو گئے ساری خدائی تجھ سے
اب قسم کھاتا ہون لو دل نہ لگاؤنگا کبھی
ربط تو کیا ہے نہ مین پاس بٹھاؤنگا کبھی
زر بان یارونکے یہ فکر رہیگا ہر بار
سر شک مر گئے سب پر نہ ملا وہ زنہار

اب تو مٹی مین کیا چھینہ غضب تو نے کیا
اب تو تا حشر مکدر ہے صفائی تجھ سے
سجدہ ملنے سے ہم ہاتھ ترے دھو بیٹھے
ذلت و رنج نہ اسطرح اوٹھاؤنگا کبھی
وہم اب دل کسی سے لگانے ہی کا جاتا رہا
گو کہ عاشق تھا مگر تھا یہ بڑا غیرت دار
گر کرے عشوہ کسی سے تو دغا ایسی کرے

کھل گیا سب پہ ترا بھید غضب تو نے کیا
وضع اپنی ہمین کیا کھیے برائی تجھ سے
خوش رہو تم کہ ہمین ٹھوکلے دل زور بیٹھے
گر طرحدار بھی اس دہر مین پاؤنگا کبھی
ربط کیا خاک کرین ہم وہ نہ ماتا رہا
دیکھ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار
پیچ کر کر بات کی عاشق تو بھلا ایسی کرے

یہ سنکر وہ شرمندہ ہوئی پھر لڑکا لوٹنے سے لپٹ گیا بیچارہ نادان بالکون کا سو زبان کچھ نہ سمجھا جو کچھ باپ نے سکھلایا تھا کہنے لگا جب کہہ چکا شہزادی نے تیغہ قبور سے کھینچ لڑکے پر جھونک دیا

تصویر شہزادی بسواری اسپ و نشستن مجسٹن مع پسر خود اور تیغہ مارنا شہزادیکا لڑکے کو اور اسکی لاش

دھم سے گر پڑا دایہ اجل نے کنار عاطفت مین اوٹھا لیا اہل قبور سے ملا دیا پھر باگ اوٹھا چل نکلی مجسٹن کے بیٹے نے بہت خاک اوڑائی بیٹے کی لاش باپ کو دکھائی اوسنے کہا کیون جو ہمنے کہا تھا وہی آگے آیا وہ بد نصیب بولا صبح اختتام ہے جو ہونا ہے ہو جائیگا مجسٹن نے کہا تو اپنا بھی حال ویسا ہی بنائیگا دم سحر جب وہ چلا مجسٹن کا جی نہ رو سکا ساتھ ہوا جسدم شہزادی کی سواری پاس آئی باگ پکڑی ہنوز زبان نہ ہلائی تھی شہزادی نے کہا اے مجسٹن ہمنے سنا تھا کہ تو مرد جہاندیدہ و سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ رسیدہ ہے مگر افسوس باین ریش فش تو نے سنا
مین لا اعلم زحادثات جہان بس ہمین پسند آمد + کہ خوب و زشت و بد و نیک مد

گذر دیدم ہ اس پیرانہ سالی مین تجھپر ہزار سانحے گذرے ہونگے کچھ الم و رنج کا مزا پایا فرحت و خوشی کا نشا باقی ہے ای نادان دنیا مین کس بات کو یاد کیجیے کسکا غم کس سے خاطر شاد کیجیے اگر عقل رسا یا کچھ فہم و ذکا ہو تو دنیا مین کافی ہے یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی اے مصحفی مین روؤن کیا اگلی صحبتون کو ہ بن بن کے کیسے ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین ۔ یہ کہکر گھوڑا چمچکارا کہ پھر سلسلہ جنبانی اس امر بیمعنی کی موجب مضرت جان جانا جنٹمن نے بیٹے کو سلام کیا اور نہ کچھ کلام کیا وہ بھی نطفہ ضعیف کا پیدا بوڑھے باپ کا بیٹا تھا محجوب وطن پھرا جیتے جی باپ سے آنکھ چار نکی پھر اوس انگریز نے کہا مطلب اس حکایت سے یہ ہے کہ آدمی وہ بات نکرے جسکا حصول ذلت و خفت ہو کہو اب کیا کہتے ہو یہ قصہ سنکر وہ فرہاد بیشۂ عشق شیرین زبانی سے کہنے لگا بقول استاد کب تلک جیونگا مین موت اکدن آتی ہے + ہجر مین جو آجاوے عین مہربانی ہے سب جلسہ سر ٹپک کر اوٹھ کھڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جھگڑا جائیگا آخر کار جب اوسکا حال ردی ہوا دوستون کو چٹھیان لکھکر جمع کیا کہا کل اس مقام سے ہمارا کوچ ہے اگر ہماری وصیت بجا لاوگے دنیا مین نام حشر کو بخیر انجام ہوگا سب نے قبول کیا اوسنے کہا بعد انتقال روح ہمارا جنازہ تکلف کا بناکر بجرے کی چھت پر صندوق مین نعش دھر باجے بجاتے ہمارے معشوق کی کوٹھی جو لب دریا ہے اوسکے نیچے سے لیجانا اور دل مین یہ تھا استاد سا تو وہ میری جنازہ کے لحد تک آئے ۔ اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے + غرضکہ رات کو اوس مریض فرقت کا ہجر مین وصال ہوا اس جہان سے انتقال ہوا گویا مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال + یہ اگر سچ ہے تو مر جاتے ہین ہم مؤلف مرکے حاصل کیا فرقت ہی مین لو نام وصال + جان دی ہمنے مٹایا ہے خلش ہجران کا + صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچے کے عاشق محروم ناکام کا کام تمام ہوا مر گیا شدہ شدہ سوداگر کو اور اوس ماہ پیکر کو یہ حال معلوم ہوا گو جذبۂ محبت سے حال تغیر ہوا مگر ضبط سے کام لیا دل بیقرار کو تھام لیا انگریز جمع ہو بعد پریشانی وصیت بجا لائے جنازہ درست کر بجرے کی چھت پر دھر لباس سب نے سیاہ کیا بلند نالہ و آہ کیا سر ننگے غل مچاتے باجے بجاتے چلے عجب سانحہ تھا ہزار ہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلا آتا تھا جسنے صندوق کیطرف دیکھا فریاد مچاتا تھا او سینہ کوٹ دریا دریا اشک ہر ایک کی چشم سے رواں ہے مثل سیماب بیقرارانہ دوڑتے

اور جیسے اجاب جاب کہتے ہین یہ فرط قلق سے ہر محیط کی چھاتی مین پھپھولا پڑتا ہے پھوٹتا ہے موجون سے تلاطم نہین چھوٹتا ہے ماہیان دریا کا خنجر الم سے خنجر لینے گلا زخمدار ہے سنان غم سینے کے پار ہے ساکنان دریا کو بسکہ شمشیر عشق کا خوف و خطر ہے اس ڈر سے سنگ پشت کی پیٹھ پہ سپر ہے خلاصہ یہ کہ اسی صورت سے جنازہ اوسکی کوٹھی تلے آیا اور صندوق سے اوس زندہ جاوید نے بہ آواز بلند سنایا استادای فلک آخری پھیرا ہے تو تجھ سے گرا ور + اوسکے کوچے مین جنازہ مرا سنگین تو ہو + اوسیوقت وہ مہ پارا کشش دل اور تپش متصل سے مطلع ہو دیوانہ وار کوٹھے پر چڑھی اور بیتابانہ پوچھا کہ یہ لاش دل خراش کس جگر پاش پاش کی ہے کہ حاجیان بارگاہ عشق ہے سداے دور باش دور باش کی ہے وہ بولے یہ کشتہ تمھارا ہے رنج مفارقت نے آپ کے اسے بے اجل مارا ہے افسوس کہ اس بیکس نے جان دی اور تمکو مطلق خبر نہوئی اور کسی شخص نے عمداً اوسے سنا کر یہ شعر پڑھا جرأت مگر جانیکا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے + سبھون سے پوچھتا ہے کس نے اسکو مار ڈالا ہے + یہ سنتے ہی نعرہ جانسوز آہ دلدوز سینہ بریان سے کھینچکر کود پڑی عشق کا نشانہ

تصویر جنازہ مع صندوق زیر مکان معشوق لانا اور معشوق کا اوس پر گرنا

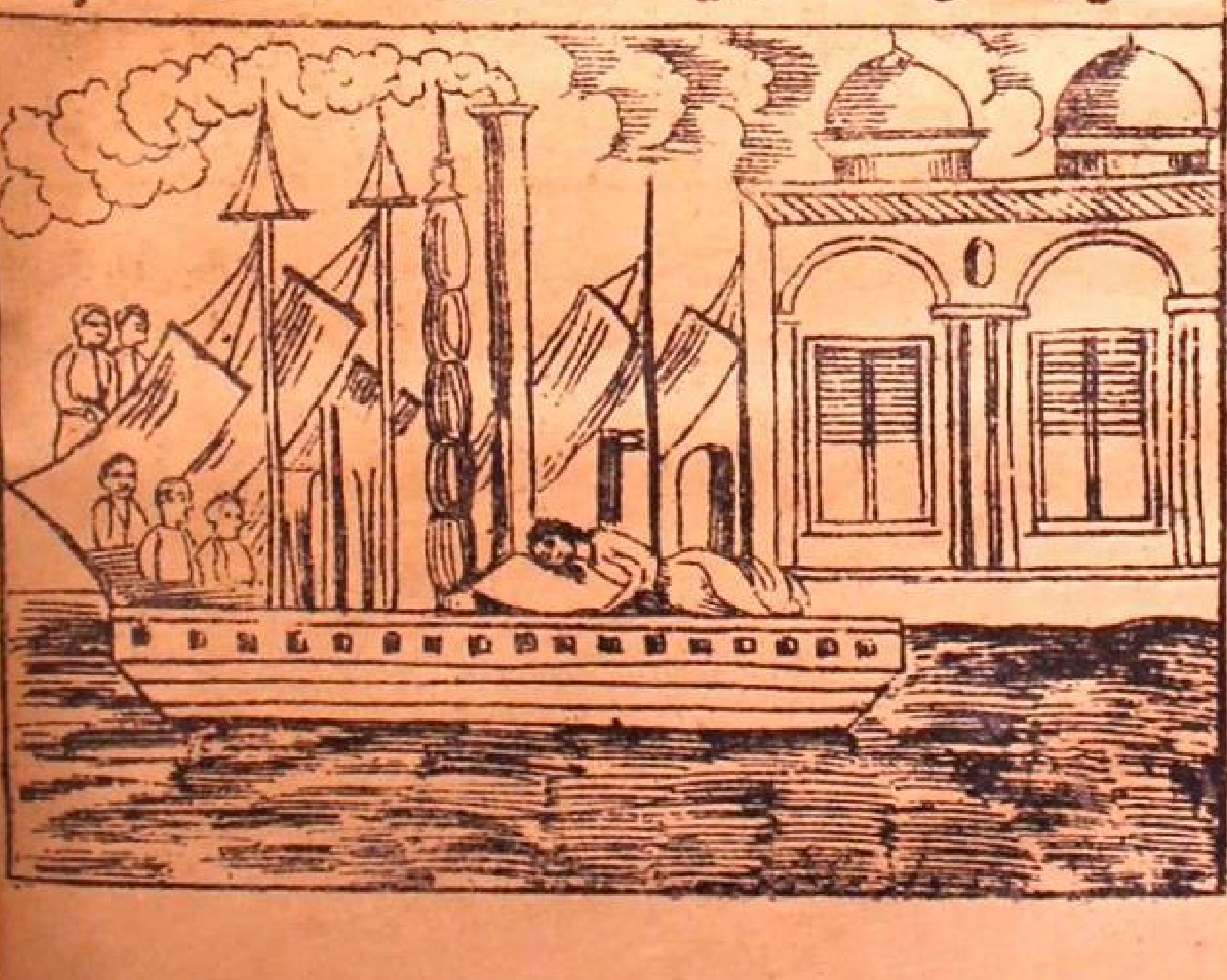

دیکھیے صندوق نعش پر گر گر ٹکڑے ٹکڑے مثل جگر عاشق زار ہو خواب مرگ مین سو بخت خفتۂ عاشق جگایا
کشش محبت نے بچھڑون کو اس طرح ملایا دیکھنے والے تھرّا گئے دلگدازون کو غش آ گئے شہر مین یہ
چرچا گھر گھر ہوا منزلون یہ اخبار مشتہر ہوا اُسکے مان باپ نے بہت سی خاک سر پر اُڑا دونون کو
پیوند زمین کیا اس عشق فتنہ انگیز نے کیا کیا نہین کیا یہ خاک ہجر کے یارونکو بے قرارون کو قرار
آیا ہزارہا شخص دیکھنے کو سر مزار آیا مطابق قول میر تقی حیرت کار عشق ہے مردم + تشکل
تصویر آپ مین بیٹھے گم + کام مین اپنے عشق پکا ہے + ہان یہ نیرنگساز یکا ہے + جسکے ہوا لتفات اسکی
نصیب + ہے وہ مہمان چند روز غریب + ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہے + کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے
کون محروم وصل یان سے گیا + کہ نہ یار اُسکا اس جہان سے گیا + پھر یہان سے خامۂ مصیبت نگار
حال ملکہ زار لکھتا ہے کہ آخر کار جی تنگ ہوا تب دوری سے یہ ڈھنگ ہوا اُستاد لگے زمین پہ
اب سب اُتارنے ہم کو + یہ دن دکھائے ترے انتظار نے ہم کو + فراق نے ترے بن موت ہو مارا ہے
تڑپ تڑپ کے دل بے قرار نے ہمکو + جب اپنا آہ دم نزع کنٹھ بیٹھ گیا + تم آئے بالین پہ ہمدم پکارنے
ہم کو + صبح سے تا شام ٹکٹکی اُس جانب اور دست تاسف بر سر اور ہر دم یہ کلمہ زبان پر اُستاد زبسکہ
کھٹکا ہے آنے کا اُسکے دھیان لگا + صدائے در پہ سے در پردہ اپنا کان لگا + سیاہ زلف نہ تا دود
آہ سب پہ کھلے + مین منھ پہ اسلیئے رہتا ہون پیچوان لگا + ہزار خوار ہوئے تجھ سے عندلیب یہان
پہ ثبات چمن ہے نہ آشیان لگا + آخر کثرت انتظار سے نظر کمی کرنے لگی اور جان زار تڑپنے سے
دل بے قرار کی برہمی کرنے لگی یہ نوبت ہوئی ۵ گئے دن ٹکٹکی کے باندھنے کے + اب آنکھین
رہتی ہین دو دو پہر بند + اُس وقت کشش محبت ملکہ مہر نگار نے جان عالم کے دل کو بے چین کیا
خیال آیا کہ خدا جانے صدمۂ فرقت سے اُسکا کیا حال ہوگا دل نے کہا جینا وبال ہوگا گھبرا کر
دست پاچہ ہوا عیش و نشاط بھولا یہ تازہ گل پھولا انجمن آرا سے کہا زیادہ طاقت مفارقت
احباب وطن مجھ خستہ تن کو نہین آج بادشاہ سے رخصت خواہ ہونگا وہ بہر حال اطاعت اور
رضا اُسکی ہیچ امور پر مقدم جانتی تھی کہا مجھے بھی تمناے سیر کوہ و بیابان ہے یہان سے
شہزادہ موافق معمول دربار مین حاضر ہوا اور سلسلۂ سخن بطلب رخصت وطن کھولا بادشاہ
محزون و غمناک ہو فرمانے لگا یہ کیا کہا جو کلیجہ منھ کو آنے لگا جان من تاب جدائی نہین

رخصت بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہے تو فضا اس نواح کی جابجا مشہور ہے خزانہ موجود فوج فرمانبردار ملک حاضر اگر منظور ہے جانعالم نے دست بستہ عرض کی اے شہریار باوقار رنگین برس دن مین حضور کو مجھ غمگین سے یہ محبت ہوئی کہ مال و ملک سلطنت بلکہ جان تک دریغ نہین وائے بر حال مادر و پدر سوختہ جگر جنھون نے لاکھ منتون کرور فرادون سے دن کو دن نہ رات کو رات جانکر سولہ سترہ برس خاک چھانکر مجھکو پالا دلولۂ طبیعت نے گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصہ بعید گذرا انھین میرے جینے مرنیکا حال معلوم نہین انکے صدمے کو غور کیجیے رخصت بہر طور کیجیے آدمیت سے بعید ہے آپ عیش و نشاط کرے مان باپ کو رنج و تعب مین چھوڑے امیدوار ہون اس امر مین حضور کد نکرین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار زیست ناپایدار باقی ہے پھر شرف آستان بوسی حاصل کرونگا نہین تو اس فکر مین گھٹ گھٹ کر مر رہونگا دین برباد ہوگا اور دنیا مین عزت و آبرو نرہیگی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور راحت طلب کہیگی بادشاہ بھی یہ اب نہ رکیگا آنسو آنکھون مین بھر کر کہا خیر بابا مرضی خدا جو تیری رضا مگر تیاری سامان سفر کو چالیس دن کی مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کی یہ تو رخصت ہو کر گھر آیا خبردارون نے اس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ غلغلہ گھر گھر ہوا خرد و کلان بوڑھا اور جوان شہر کا اس خبر سے باخبر ہوا

عزم جانعالم زرنگار سے سوے وطن تیاری سامان رخصت انجمن آرا کی عزیز و اقربا سے فرقت اور پہونچنا ملکہ پاس پھر نکاح کرنا

مولف چل اے توسن خامہ چالاک و چست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہے سست + جگہ بیٹھ رہنے کی دنیا نہین + یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین + سفر ہر نفس سبکو رہتا ہے یان + سرائے فنا بھی عجب ہے مکان + نہ بیٹھا کبھی جیکے اک جا سرور + قریبون سے اپنے رہا دور دور ۔ طے کنندگان ملک معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محنت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ نے راہبر یاد دلدار در دل دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصور یار ہم آغوش لکھتے ہین کہ اس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو جلتے وہین گذرا سامان سفر تیار ہوا اب صبح کو اس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹھہری سر شام بادل ناکام بادشاہ دامن سحر کی صورت

گریبان چاک کر مع ارکان سلطنت دو کوس شہر سے باہر سر راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش تدبیر سے فرمایا تم شہزادے کو رخصت کر دو ہم یہان سے جلوس سواری سامان سفر دیکھ لین گے خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت پانچ برس کا لڑکا بچا نوے برس کا بوڑھا رنڈی مرد دوڑکے سر پر آسیدم جمع ہوا جھٹپٹے وقت جان عالم نے سواری طلب کی ہرکارون نے عرض کی بادشاہ راہ کی طرف متوجہ ہو اور روشنی نمود ہوئی پلٹنین آئین سجی سجائی توپخانہ گذرا پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری کا ہودج و عماری کا ہزار بارہ سو جنگی باڑہ مست چارون پھٹیان شکستین بان پٹے سونڈون مین چڑھے بھسونڈے رنگے طلائی نقرئی زنجیرین جھنکتین جھولین زربفت کی نئے نئے رستے کلابتون کے ہیکلین جڑاؤ مغرق جگمگا رہین پڑین دور دیہ اس انداز کی کہ اگر اصحاب فیل انھین دیکھتے خوف کھاتے کبھی کعبہ ڈھانے نہ آتے فیلبان زربفت کی قبا یا کمخواب کی پہنے چوڑیدار پگڑیان باندھے کمر مین پیش قبض باکٹار ہاتھون مین گجباگ جواہر نگار مستون کے ساتھ دو بوڑی بردار ایک چرکٹا سنڈا ہاتھ مین ڈنڈا دو برچھی والے دیکھے بھالے آگے پیچھے تریل قریب سانٹھ مار برابر دو سوار پھر کئی لاکھ سوارون کے پرے ہاتھیون سے پرے پرے سر سے تا پا لوہے کے دریا مین ڈوبے بیس اکیس برس کا ہر ایک شخص کا سن شباب کی راتین جوانی کے دن خود بکتر زرہ پہنے باہمن دہنے چار آئینہ فولادی مین ہر دم روے مرگ معائنہ کرتے ہاتھون مین داستانے خانہ جنگون کے بانے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسری ڈاب مین تنچے کی جوڑیان قبور مین سرور بہادری سے سر درین کمر مین قرولی یا کٹار آبدار سپر پشت پر برچھا ہاتھ مین تیکھا پن ہر بات مین مثل نہنگان بحر ہیجا و شیران کنام وغا موچھون کو تاؤ دیتے ہر بار نوک کی لیتے گھوڑے وہ خوش خرام کہ سمند سبز فام جس کا قدم دیکھ کے آج تک چال بھولا ہے دیکھنے والے کہتے تھے چمن روان کیا پھلا پھولا ہے دو صفین باندھے ہوئے بیچ مین پنجشاخے روشن گھوڑے کداتے جوبن دکھاتے چلے گئے پھر ہزار بارہ سو سانڈنی سوار خوش رفتار زرد زرد قبا مین در بر سرخ پگڑیان سر پر آبی بانات کے پاجامے پاؤن مین ہتھیار لگائے مہارین ہاتھ مین ستارون کی چھاؤن مین سانڈنیون مین دو دو سو کوس کا دم تختی فلک اب تک بلبلاتا ہے جب اُن کا دھیان آتا ہے قدم قدم یہ جب بڑھے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے

عربی ترکی تازی عراقی یمنی اور کاٹھیاواڑ کا دکھنی تھے وہ گھوڑا جو ابلق لیل و نہار کی نظر نہیں گزرا ہڈا نہ موتڑا نہ رمن کا خلل زنگ اُجاڑ نہ کھوٹا اُکھاڑ سا بین نہ ناگن عقرب نہ ارجل شبکور نہیں منہ زور نہیں کم خور نہ مٹھا نہ کھوٹا بال بھوری سے صاف حشری گری کھنہ لنگ نہیں بیٹھے کا تنگ نہیں ہمہ تن اوصاف کسی پر چڑھاؤ زین بندھا کسی پر چارجامہ دوال کو کسا کسی کی فقط گردنی اُلٹی گندہ پٹہ ساز یراق جواہر نگار پوزی دمچی طرحدار ریشمی کلغی لگی باگھ ریشمی کلغی پٹھوں پر پڑی دوگانا کام شہ لگام یرغہ ایسیہ رہوار دلکی کا منجھا ایلغ کرتا جلوہ دار جھنوریئے مشغول مگس رانی میں ہمرکاب پتائی بردار مشغول سرگرم جانفشانی میں باگ ڈور میں زرسا میں لیکر نکلے اُن کے نوبت نشان ماہی مراتب علم اژدہا پیکر جلو میں نصرت و ظفر ہمرکاب جلوس با کر و فر آیا نوبت کی صدا جھانجھ کی جھانجھ سے صدا قرنا سے شور و غل شہنا میں بھیردں بھپاس سے کے سرنا گل نقیب اور چوبدار دن کی آواز پرسوز و گداز عجب کیفیت کا عالم تھا اُدھر نقارہ شتری اور فیلی سے گوش کر و بیان کر رہا جاتا تھا ایک طرف شہر کے لڑکوں کا غل بجائے بجلے دو کا غل مچاتا چلا آتا تھا میر سونکے تو مہر و مہ لیکر عصا سے نور ہاتھوں میں یہی کہتے تھے گرد و پیر ادب سے اور تفاوت سے دیکھ شکار کا سامان میر شکار لائے باز آہنین چنگال تیز بال بحری باشے شاہین عقاب فلک سیر جہان سے طیر اُنکے قریب تازی ولایتی کتے بودار کلنک تازی جانبازی کرنیوالے چیتے جو دشمنوں کا بڑ لیتے بلکہ لہو پیتے سیاہ گوش در آغوش اُڑنیوالے خانہ زاد گھر کے پالے اُنکے بعد ہزار ہا سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا چھڑکاؤ کرتا کمر میں کھاروے کی لنگیاں شانو پر بادلے کی جھنڈیاں مشکوں میں بید مشک بھرا دہانے میں ہزارے کا فوارہ چڑھا متعدد غلام بادلہ پوش حلقہ بگوش ہاتھوں میں ہیرے کے کڑے پڑے منقل انگیٹھیاں سونے چاندی کی لیے عنبر و عود جلوتے نکلے پھر تو کوسوں تک جنگل رشک تاتار شہر طبلۂ عطار ہو گیا اُنکے متصل دو ہزار لالٹین والے کمر بن بلور کی صاف صاف شفاف لالٹینیں لیے شمع مومی و کافوری روشن وہ سب غنچہ دہن زیب انجمن بڑے پھر صدائے اہتمام نقیبان خوش گلو چار سو بلند ہوئی اور صبح صادق نے جلوہ دکھایا ہاتھ کو ہاتھ نظر آیا شاہ خاور بھی دریچۂ مشرق سے سر نکال کر مشغول نظارہ ہوا حسرت میں وطن آوارہ ہو درم سحر نسیم و صبا کی فرد شمع کا جھلملا جھلملا اداس چلنا سواری کا آہستہ آہستہ چلنا پہاڑی جانور بکلی

ذکر حق مین وحش و طیر سرسبز درخت لہلہے پھول رنگ برنگ کے ڈہڈہے سقون کی آب پاشی صدائے
نالۂ مرغان خوش الحان نے دلخراشی خسرو انجم کا شمع ثابت و سیارہ چھپتے جانا سورج کی کرن کا جھلملانا
پھولون کی بوباس چشمۂ سرد و شیرین آس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سب کی نگاہ کبھی اُس
کیفیت پر گاہ اُس انبوہ پر ادہر مسافرون کی کثرت اُدہر بادشاہ پر ارمان خلق خدا با حسرت بچشم انتظار
اُمیدوار آمد پیادہ و سوار و تماشائے عجیب روزگار تھے یکایک غول خاص بردارون کا آیا کمخواب
کی میرزائی انگرکھے گجراتی مشروع کے گھٹنے دلی کی ناگوری پاؤنمین سر پر گلنار چھینٹ طرحدار خاصیونکے
غلاف بانات کی سقرلاتی باغ و بہار گردپوش ململ کے سینگرے ساز مُطلّا جھلاجھل کے رفل چقماق توڑے وا
قرابین شیر بچے جس سے شیر زندہ نہ بچے جواہر نگار اور برچھی بردار باندار گتکے والے بکے بیش قرار درماہے دار ایک
و مرکب جھمکڑا یکا عالم گرداگرد بیچ مین شہزادہ جانعالم اسپ باد رفتار پر سوار برابر انجمن آرا کا سکھپال پری
تمثال ہزار پانسو کہاریان پیاری پیاری کمسن چسم گدرایا شباب چھایا زربفت و اطلس کے لہنگے
مصالہ ٹکا ململ کے دوپٹے باریک بنت گوکھرو کی کرتی انگیا کاشانی مخملی کُرتیان کندھون پر
سکھپال اُٹھائے باقی پرا جمائے ادہر اُدہر جڑاؤ کڑے ملائم ہاتھون مین پڑے پاؤن مین سونے
کے تین تین چھڑے کانون مین سادی سادی بالیان نشۂ حسن مین متوالیان کسیکا کان جو آلا
تھا تو حسن کی دکان مین تار وادا کا زخ دوبالا تھا انداز نرالا تھا وہ آہستہ تیوری چڑھا کے
پاؤن رکھنا کبھی سسکی جھجکی بڑی سیر تھی کنی سو سواری کا دوڑنے والا خواجہ سرا عجیب عجیب طرح کا
نسکٹا قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام خواجہ سرایان ذی لیاقت معقول گھوڑون پر سوار بند و بست
مین مشغول جریب زمین پر پڑتی کوس کا پہیہ ساتھ زمین کی پیمایش سواری کی آرایش جڑاؤ ترک بترتیب
گرد فرہنایت دھوم دھام بادشاہ کے پاس آ پہونچے جانعالم نے دیکھا ظلِ سبحانی کے چشمۂ چشم سے
جوئے خون جاری ہچکی لگی بیقراری طاری ہے گھوڑے سے کود کر آداب بجا لایا بادشاہ نے
بہ تبسم فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ شہزادہ مجبور ہو کے سوار ہوا جسدم جانعالم
نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کی بیقراری جانعالم اور انجمن آرا
کی گریہ و زاری دیکھکر تماشائی تمام واویلا مچا کے کہنے لگے آج رونق شہر کی رخصت ہے زینت
سلطنت کی فرقت ہے ایسے مہرو ماہ کے جانے سے شہر مین غدر پڑیگا اندہیر ہو جائیگا انکا الم جدائی مرنج

تصویر جانعالم مع سامان سفر و سکھپال انجمن آرا اور ادھر اُدھر سیلونپر لوگ لپٹتے اور سواری روان

دست پیمائی ہزار روز سیہ شام غم دکھائیگا کہتے ہین سیکڑون مرد رنڈی سنے کہنے سنتے ہمراہ ہوئے غریب الوطنی اختیار کی وہان کو دباش گوارا نہوئی اِنکے بعد چھ سات سو پالکی نالکی چنڈول محافہ میر زادیون کا اور انیسون جلیسون کی تین چار سو کھڑکھڑیان اور فنس پیش خدمتون کا دو تین سو میانہ چوپہلا مغلانی آتون محلدارون کا ہزار نو سو رتھ اکبرآبادی دو بیجے ساربان دارنئے مغرق پڑے چمکتے ناگوری بیل جو تو رفلک نے نہ دیکھے تھے جُتے انا چھوچھو چھچھی نویس باریدار لونڈیان باندیان سوار یہ بھی قطار قطار گذر گئے اور چھکڑے اُونٹ ہاتھی خزانے اور اسباب کے ڈیرے خیمے لدے لدے کسے کسائے چھکڑے نظر آئے غرضکہ تا شام بہیر بنگاہ بازاری سرکاری سب لوگ چلے گئے لکھا ہے کہ روپے اور اشرفیان امام ضامن کی دم رخصت اتنی آئین کہ تمام راہ سید مسافرون نے پائین ادھر بھوکون کا یہ حال ہوا کہ رتب کے سوا [illegible] کلچے ملے اور اہل لشکر کو بانٹ دیئے کھجورین جو بٹ نسکین راہ مین پھینک دین وہ اُگین اسکے درخت آگے کم تھے اُسیدن سے جنگل ہو گئے اُس وقت بادشاہ سراسیمہ و بدحواس باحال یاس دولتسرا مین آیا وہ بسا بسایا شہر اُجڑا ویران نظر آیا بازار مین جا بجا چراغ گل سرِ شام نگڑی غائب اندھیرا بالکل جسطرف دیکھا لوگ تھکے ماندے پھر کر پڑے تھے بازار مین تختے لگے نہ چڑھے تھے لوگ سوز مفارقت سے دردمند دکانین بند جو جہان پڑا تھا شہزادے کی رخصت کا ذکر کر رہا تھا دو شخص اگر باہم تھے با دل پر غم تھے کوئی سوتا تھا کوئی چپکا پڑا روتا تھا بستی سُنسان بازار مین سناٹا خلق خدا اندوہ کی مبتلا بادشاہ کو دونا قلق ہوا رنگ فق ہوا محلسرا مین آیا وہان بھی چھوٹے بڑے کو غمگین پایا لوگون کے عزیز جُدا ہو گئے

سب اُس یوسف رفتہ کے زندان فراق مین اسیر بلا ہوگئے علی الخصوص انجمن آرا کی مان جسکی نظر سے
وہ چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھ مین تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت مین نقش دیوار ہو رہی تھی
آنکھون پر زرد بخار رو رہی تھی بادشاہ نے سمجھایا ہاتھ منھ دھلوایا کچھ کھلایا یہ تو سب نالہ بلب آہ بدل
جانعالم اور انجمن آرا رو بمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک دو مقام براحت و
آرام کرتے چلے فوج ظفر موج ساتھ اُردوے معلّے کا عجب عالم تھا ایک عالم روز ہمراہ جہان کی نعمت
تیار شام و پگاہ صراف بزاز جوہری روپیہ پیسا اشرفی ڈھاکے کا ریزہ بنارس کا کلبدن گجرات کا
کمخواب الماس زمرد یاقوت احمر جو چاہو سو لو ایک طرف قصاب اور نانبائی پکی پکائی لیے ہوئے
میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی طرح طرح کی مٹھائی مینا بازار رباغ و بہار جدا جدا ہر گنج کا جھنڈا گڑا چوک
کا بازار بڑا اجلو جانے کے روبرو نصف شب گذرنے تک دکانین کھلین اکاسی دیا جلتا بھولا بھٹکا اسکی
روشنی مین آملتا کوتوال سرگرم پاسبانی بازاریون کی نگہبانی ز سنگار و ندمین بھٹکتا غرضکہ سب خرم
و شادمان روان تھے مگر جانعالم جذب محبت ملکہ سے کبھی یہ کہتا **شعر** بسامان سفر باخود دل رنجیدہ دارم

بکف چیزیکہ دارم دامن برچیدہ دارم +

ورود لشکر فیروزی اثر دیار ملکہ مہر نگار مین پیرمرد کی ملاقات اور انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی دو بدو گفتگو پھر جانعالم کا نکاح

مشاطۂ خامہ نے عروس سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان مین یون جلوہ آرا کیا ہے کہ جس روز وہ
لشکر فیروزی اثر ملکہ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبر دارون نے یہ مژدۂ جان بخش فوراً ملکہ کو پہنچایا
کہ مبارک ہو شہزادہ تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب و طاقت طاق تھی سنتے ہی غش آیا پھر
سنبھل کر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہے ایسا پاؤن پھیلائے سوتا ہے اور جو میرا دل بہلانے کو
کہتے ہو تو سن لو **مؤلف** تفریح کا گفتگو نکی ترغیب ہے لاحاصل + بہلانیکی باتین ہین یہ دل بھی
بہلتے ہین + چندے جو یہی لیل و نہار رہے تو قصہ فیصلہ ہے تدبیر خلاف تقدیر سراسر بیکار ہے **مؤلف**
گر انکے ہجر مین یونہین اندوہگین رہے + تو ہو چکا وصال ولا یہ یقین رہے + ہے احتیاط شرط
کہ اس چشم تر پہ آہ + دامن رہے رہے نہ رہے آستین رہے + مدفن کا اپنے ہمکو تردد ہو کسلیے + کوچہ کی
تیرے یار سلامت زمین رہے + تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب + ہم خرمن فراق کے بس خوشہ چین رہے

جو جو کہ انتخاب تھے صفحے جہ دہر کے + ایسے وہ مٹ گئے کہ نشان بھی نہین رہے + کسکی خوشی کہانکی ہنسی
کیسا اختلاط + ہم کو نچھیڑو تم کہ وہ اب ہم نہین رہے + چھوٹا نہ نزع مین بھی خیال اُسکا اے سُرورؔ
دم بھرتے ہم اُسی کا دم واپسین رہے + اس عرصہ مین وُہی خواص دل آرام نام بارہ دری سے
نیچے اُتری پھر کہا خدا جانے یہ لشکر کہان سے آکر اُترا ہے ملکہ ہنسکر بحیلۂ سیر خواصون کے کندھون پر
ہاتھ دھر ٹھنڈی سانس بھر کوٹھے پر چڑھی دیکھا تو فی الحقیقت لشکر بے پایان سپاہ فراوان ہے
خیام شاہی ایستادہ ہین پھرتے چلتے سوار اور پیادہ ہین یکایک شہزادہ جانعالم بچند سوار اسپ
صرصر خرام رخش تیز گام پر سوار نظر آیا اول تو اُسے پہچانا کہ منزلون کا مارا دشت غربت کا آوارہ دیکھا
تھا اب چم و خم جاہ و حشم سے پایا بدن تھرایا اعضا اعضا مین رعشہ ہوا یہ روز تماشا ہوا اُستاد آتے ہی
ترے چھٹتا ہے رعشہ سا بدن مین + ہر چند کہ ہین بیٹھتے ہر لحظہ سنبھل ہم + وہ زردی چہرہ پر غم مژدۂ
وصل کی سُرخی سے بدلگئی غش سے سنبھل گئی شہزادہ گھوڑے سے اُتر سیدھا ملکہ کے باپ پاس گیا
رسم سلام بجالایا اُس نے دعاے خیر دیکر چھاتی سے لگایا کہا الحمد للہ تمھین بصحت و عافیت اللہ نے کامیاب
دکھایا پھر انجمن آرا کی سواری آئی تسلیم بجالائی پیر مرد نے فرمایا شہزادی فقیر کے حال پر کرم کیا اللہ
بھلا کرے اُسنے عرض کی کنیز مدت سے حضور کی صفت و ثنا ظل سبحانی کی زبانی سُنا کرتی تھی آج
شہزادے کی بدولت سعادت آستان بوس حاصل ہوئی دو گھڑی بیٹھی پھر التماس کیا اگر اجازت
دیجیے ملکہ کی ملاقات سے مسرور ہون اُس حق پرست نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا بابا بے تکلف خانہ شماست
جانعالم رخصت ہو خیمے مین آیا انجمن آرا نے ملکہ کے مکان کا رستہ لیا آنیکی خبر پیشتر ملکہ کو پہونچی تھی

تصویر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کے باہم گلے ملنے کی.

سامان اُس اُجڑے مکان کا درست ہوا تھا جب سواری اُتری لب فرش لینے آئی فراشی سلام کیا گلے سے انجمن آرا نے لگایا ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تمنے مجھے محجوب کیا مین فقیر کی بیٹی تم شہزادی ہر چند شاہ و گدا دونون بندۂ خدا ہین الا تمھارے قدم آنکھون پر رکھون تو بجا ہے آپکے آنیسے مجھے کمال افتخار حاصل ہوا ہے انجمن آرا بولی ہمنے خوب کیا رنڈی یہ چوچلے کی باتین بیگانہ وار نکرتی تو کیا ہوتا اپنے صاحب ہمارے تمھارے تو رشتہ ہمسری برابری ہے اور حساب کی راہ سے پہلے تو سلامتی سے تمھین ہو سرکاری اُلٹی ہمین ملا ہے پہلے ذرا آپنے چکھا ہے جوبن لوٹا ہے غرضکہ ڈوڈو نوکین ہو گئین اختلاط حرف و حکایات رمز و کنایہ شب بھر رہے جسوقت عروس شب نے مقنعۂ مغرب مین منھ چھپایا اور نوشاہ روز مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جانعالم کے پاس آئی دیر تک اخلاق و محبت ملکہ کا مذکور کیا کی کہ اس صفت کی عورت آجتک نہ دیکھی تھی دوسرے دن جانعالم نے ملکہ کے باپ سے عرض کی کہ الکریم اذا وعد وفا اُس سالک راہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لائق کہان ہین لیکن مصرعہ شاہان چہ عجب گر بنوازند گدا را + تم قول کے پورے ہو اقرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیزون مین سرفراز کرو شادی کا نام لینا منھ چڑانا ہے نہ وہ ہم ہین نہ ہمارا زمانہ ہے آخرش بطور شرع شریف ملکہ کا نکاح جانعالم کیساتھ ہوا اب یہ معمول ہوا ایک شب انجمن آرا کی دوسری رات ملکہ کی ملاقات ٹھہری اور اُن دونون مین وہ راہ و رسم محبت و اُلفت کی بڑھی کہ شہزادے کی عاشقی نظر سے گر گئی نظری ہوئی اور سچ ہے جو طرفین سے نجیب الطرفین ہوتے ہین اُنمین رشک و حسد رنج و ملال دخل نہین پاتا کٹی جلی ڈاہ بغض عداوت کج بحثی دانتا کلکل روز کی تو تو مین مین چھوٹی اُمت پر ختم ہے لاکھ طرح انھین سمجھاؤ نشیب و فراز دکھاؤ لیکن ان لوگونسے جھونٹک جھانٹا نہین رہا جاتا دو دن ایک طرح پر صحبت برابر نہین آتی ہے زندگی انسان کی تلخ ہو جاتی ہے لاکھ طرح کا غم ہوتا ہے ناک مین دم ہوتا ہے مؤلف عشق مین طرفین سے

اُلفت برابر چاہیے + جو بدل بندہ ہو اُسکو بندہ پرور چاہیے +

داستان حیرت بیان رخصت جانعالم پیر مرد کا عمل بتانا چلتے وقت وزیرزادیکا ملجانا انجمن آرا کے میلانے سے شہزادے کو بندر بنانا اُس بیچارے کا ہزارون مصیبت اُٹھانا مع آخر صحت پانا

مصیبت نگار و مصائب رقم + جگر چاک و مغموم میر قلم + زمانے کی کیسی طرز لکھتا ہے بیان + عجائب غرائب ہے یہ داستان + مری بات باور یہ کرنا یقین + کسی کا کوئی دوست مطلق نہین + جو یہ دوست ہین ایسے

دشمن کہین + نہین ہین نہین ہین نہین ہین نہین + کیا امتحان مین نے اکثر شرور + ضرورت
کی کچھ دوستی بے ضرور + قصہ کوتاہ چندے شاہزادہ والاجاہ وہان رہا ایک روز یہ سب عاشق و معشوق
باہم بیٹھے تھے جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوٹے عزیزون سے منھ موڑے عرصہ ہوا ہنوز دلی دور ہے اب چلنا ضرور ہے
وہ دونون نیک خو رضا جو بولین بہت خوب اُسی روز حرف رخصت ملکہ کے باپ سے درمیان آیا اُسنے
بھی روکنا مناسب نجانا سفر کی تیاری ہوئی دم رخصت اسقدر مال و اسباب نقد و جنس کی رقم سے
شہزادے کو ملا کہ انجمن آرا کا جہیز بھول گیا اور وقت وداع پیر مرد نے بادل پر درد جانعالم سے کہا فقیر کے
پاس کچھ نتھا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جب امتحان ہوگا خزانہ قارون سے زیادہ کام آئیگا
اگر احتیاط کروگے پھر چند فقرے تنہا لیجا کر تاکید سے کہا اگر یہ مقدمہ حقیقی بھائی سے اظہار کروگے
یاد رکھو حضرت یوسف سے زیادہ صدمے سہوگے زمانہ کے اخوان الشیاطین پر از کید آمادۂ کین ہین
اسی سبب سے دُنیا مین راز کہنا بُرا ہے چپ رہنا بھلا ہے یہ نکتہ حضرت آدم علیہ السلام کیوقت سے سبکو یاد
ہے دنیا مین برادر حقیقی دشمن مادرزاد ہے فرد بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی بیچ ہی
ڈالین جو یوسف سا برادر ہووے + پھر انجمن آرا پاس آیا فرمایا شہزادی فقیر زادی کنیز کو عزیز جان کر
نظر الطاف و کرم ہر دم رکھنا یہ بھی خدمتگزاری مین قصور نکریگی اسے تمکو سونپا تمھین حافظ حقیقی کے سپرد
کیا تو خدا حافظ سواری دیر سے طیار تھی لوگون پر ثابت تھا کہ کوئی امر پوشیدہ درویش باوقار شہزادے
پر بہ تکرار اظہار کرتا ہے اتفاق زمانہ اُسی روز وہ وزیرزادہ جو وطن سے ساتھ نکل ہرن کے پیچھے
گھوڑا پھینک دشت ادبار مین شہزادے سے جدا ہوا تھا سرگشتہ و پریشان پھرتا پھرتا پیادہ پا ادھر
آنکلا اُسنے جو یہ لشکر جرار و قافلہ تیار دیکھا پوچھا کسکی سواری ہے کہان کی تیاری ہے لوگون نے
تمام جانعالم کا قصہ سُنایا یہ خوش ہوا جیمین جی آیا پوچھا شہزادہ کہان ہے وہ بولے پیر مرد جو یہان
کا مالک ہے فقیر سالک ہے کچھ کہنے کو جدا لے گیا ہے اس عرصے مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا
وزیرزادے نے مجرا کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کے گلے لگایا دیر تک نچھوڑا اُسیدم لباس فاخرہ
پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچھتا کہتا چلا جب خیمے مین داخل ہوا وزیرزادے کو محلسرا مین
طلب کیا انجمن آرا کو اور ملکہ کو نذر دلوا کہا یہ وُہی شخص ہے جسکا الم مفارقت مدام دل مین کانٹا سا
کھٹکتا تھا جی سینے مین بیٹھا جاتا تھا دیکھو جب اچھے دن آتے ہین بچھڑے ملجاتے ہین ایکدن گردون نے

ہمین آوارۂ دشت ادبار کیا تھا جدا ہر ایک دوستدار و غمخوار کیا تھا اب مساعدت بخت سے ایام سخت دور ہوئے بہم مہجور رہو نے وزیرزادے کا حال سُنو انجمن آرا کا حُسن و جمال بے مثال دیکھ دیوانہ ہو ہوش و حواس عقل کھو انکھڑام بنا وصل کی تدبیرین پھنسا اُستاد یار اغیار ہو گئے اللہ + کیا زمانیکا انقلاب ہوا + اُستاد خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا + کوئی کسی کا نہین دوست سب کہانی ہے + دو چار گھڑی یہ صحبت رہی پھر لیٹنے اپنے خیمو نمین گئے وزیرزادے کے واسطے خیمۂ عالی استادہ ہوا پر جتنی جلیسین انیسین حسین مہ جبین دونون شہزادیون کے ہمراہ تھین اُسے دکھا فرمایا جسطرف تیری رغبت ہو دلوادون وہ لطفۂ حرام اور خیالین تھا عرض کرنے لگا میری کیا مجال ہے اور کیا تاب و طاقت ہے جو اُنھین بُری نگاہ سے دیکھون جان عالم بہت رضامند ہوا کہ بڑا نیک طینت صاف باطن ہے یہ اسباب ظاہر اس نظر سے زیادہ مدِ نظر ہوا دل مین گھر ہوا تمام صعوبتین حالات سفر رنج راہ نفع و ضرر شہزادے نے بیان کیا مگر جب پیرمرد کے مشوریکا ذکر آتا ٹال جاتا وہ سمجھا کہ کچھ اسمین بھید ہے ایک روز ملکۂ مہر نگار اور انجمن آرا نے متفق ہو کر جان عالم سے کہا یہ نیا ماجرا ہے ہر دم ایک شخص غیر اور جو انکو شریک صحبت خلا ملا رکھنا کیا مناسب ہے اور داب سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہے شیطانکو انسان دور بھاگنے غیر تو کیا اپنے کا اعتبار نہ ہو نے جان عالم نے کہا پھر ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا اُسنے تمھاری لونڈیونکا پاس کیا نہ کہ تمھارا حفظ مراتب ادر مین بھی تو ایسا بیہودہ نادان نہ تھا جو خلاف وضع حرکت کرتا ملکہ یہ سُنکر ہنسی انجمن آرا سے مخاطب ہو کر کہا برائے خدا انصاف کیجیے خاطر کی نہ لیجیے انکے حمق مین کس بیوقوف کو تامل ہوگا آپ اگر عقل کے دشمن نہوتے تو کیون حوض مین کود کر ساحرہ کی قید مین پھنستے نام ڈبوتے تو بھلا سچ کہو شرمندہ نہو جیسین کیا سمجھے تھے جو کود پڑے ذرا یہ خیال نہ آیا غواص فکر کو محیط تامل مین غوطہ زن نہ فرمایا کہ کہان انجمن آرا کجا جنگل کا حوض وہ اس مین کیونکر آئی وہ از نسل شاہی تھی یا در خاندان ماہی تھی جان عالم کھسیانا ہو گیا کہا بات او مسخراپن اور کہان کا ذکر کہین جگہ بلا یا کیا میری حماقت کا موقع تمھارے ہاتھ آیا یہ تو مجھو شعر عشق از ین بسیار کردست و کند + سبحہ را زنار کردست و کند + اُستاد کہتے ہین جسے عشق وہ از قسم جنون ہے + کیونکہ حواس اپنے مین پائے ہین خلل ہم + بھلا اپنی باتین تو یاد کرو دل مین منصف ہو ملکہ نے کہا دیکھا آپ شرمائے تو یہ کہانی لائے مین رنڈی ہون ناقص عقل سب کہتے ہین بھلا صاحب اگر مجھسے بیوقوفی کی حرکت ہوئی تعجب نہین

شکر کرنے کی جا ہے کہ آپکا مزاج بھی میرا ہی سا ہے آخر یہ بات ہنسی مین اُڑ گئی مگر وہ مکار ہر کوچ و مقام مین وقت کا منتظر تھا ایک روز غم اندوز شہزادے کا خیمہ صحرائے باغ و بہار دشت لالہ زار مگر ہمہ تن خار خار پر آزار مین ہوا فضاے صحرا نے کیفیت دکھائی پھولونکی خوشبو دماغمین سمائی جا بجا چشمے روان دیکھکر یہ ٹھہرائی کہ تنہا وزیر زادے کا ہاتھ پکڑ لب چشمہ جا بیٹھا کشتی شراب کی طلب ہوئی جبدم جانعالم کی آنکھونمین سُرور آیا اختلاط کا زبانپر مذکور آیا اُس دغا شعار غدار نے وقت تنہائی صحبت بادہ پیمائی نشے کی حالت غنیمت جانی رونے لگا شہزادے نے ہنسکر کہا خیر ہے وہ بولا جو جو شرط رفاقت حق خدمت دنیا مین ہوتا ہے غلام سب بجا لایا مگر محنت مشقت غریب الوطنی دشت نوردی کا عوض خوب بھر پایا جب آپ سا قدردان بات کو چھپاوے تو پھر اور کسی سے کسبات کی امید رہے جانعالم نشے مین انجام کار نہ سوچا اُس فیلسوف کے رونے سے بے چین ہو گیا کہا اگر تجھے یہی امر ناگوار ہے تو سُن لے جو اسرار ہے مجھے ملکہ کے باپ نے یہ بات بتائی ہے کہ جسکے قالب مین چاہون اپنی روح لیجاؤن اُسنے پوچھا کسطرح شہزادے نے ترکیب بتا دی جب وہ سب سیکھ چکا بولا غلام کو بے امتحان غلطی کا گمان ہے شہزادہ اُٹھکر جنگل کیطرف چلا چند قدم بڑھکر بندر مُردہ دیکھا کہا دیکھ مین اسکے قالب مین جاتا ہون یہ کہکے شہزادہ زمین پر لیٹا بندر اُٹھ کھڑا ہوا وزیرزادے کو سب ڈھنگ یاد ہو گیا تھا فوراً دہ کو رنگ زمین پر گرا اپنی روح جان عالم کے قالب خالی مین لا کھڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے کرکے دریا مین پھینکدیا شہزادے کا نشا کرکرا ہوا سمجھا بڑی خطا ہوئی از ماست کہ بر ماست خود کردہ را علاج نیست وہ کافر بندر کے پیچھے دوڑا شہزادہ بیچارہ بھاگ کر درختونکے پتون مین چھپا پھر تو بادلجمعی تمام

تصویر بندر کے قالبمین آنا جانعالم کا اور وزیرزادہ کا جانعالم کے قالبمین آنا اور اپنا قالب ٹکڑے کرنا

وہ نطفۂ حرام لہو کپڑون پر چھڑک بیدھڑک ملکہ کے خیمے مین آیا رویا پیٹا چلایا کہا اس وقت ظلم کا حادثہ ہوا مین وزیرزادے کیساتھ سیر کرتا تھا یکایک جنگل سے شیر نکلا اُسے اُٹھا لیچلا ہر چند مین نے بجانبازی سے شیر کو تہ شمشیر کیا زخمی ہوا مگر اُسے نچھوڑا لے ہی گیا ملکہ نے تاسف کیا سمجھایا قضا سے کیا چارہ یہی حیلۂ مرگ اُسکے مقدر مین تھا پھر انجمن آرا پاس گیا وہان بھی یہی اظہار کیا اِلّا گھبرایا ہوا باہر چلا گیا ملکہ انجمن آرا کے خیمے مین آئی وزیرزادی کا مذکور اہمین رہا لیکن ملکہ کو قیافہ شناسی کا بڑا ملکہ تھا پریشان ہو کر یہ کلمہ کہا خدا خیر کرے آج بہت شگون بد ہوسے تھے صبح سے دہنی آنکھ پھڑکتی تھی راہ مین ہرنی اکیلی رستہ کاٹ میرا مُنھ تکتی تھی اپنے سایہ سے بھڑکتی تھی خیمے مین اُترتے وقت کسینے چھینکا تھا خواب مستوحش نماز کیوقت دیکھا تھا تم بھی فضل الٰہی سے عقل و شعور رکھتی ہو آج کی حرکتین شہزادے کی غور کرو خلاف عادت ہین یا مجھی کو وہم بیجا ہے انجمن آرا نے کہا تم جانتی ہو وزیرزادے سے محبت کیسی تھی رنج و الم بڑا ہوتا ہے بدحواسی مین کیا ہوتا ہے القصہ وہ شب ملکہ کے پاس رہنے کی تھی اسے اندر کا حال کیا معلوم تھا طبیعت کے لگاؤ سے انجمن آرا کے خیمے مین گیا جسوقت پہر بجا ملکہ وہان گئی دیکھا شہزادہ وہان بیٹھا ہے مگر مضطر اِسنے پوچھا آج کہان آرام کروگے وہ جھجک کر بولا جہان تم کہو ملکہ نے کہا یہین سو رہو شہزادے نے کہا بہت خوب یہ کلمہ بھی خلاف دستور ظہور مین آیا اِسکا بہت خوب کہنا ملکہ نے بُرا مانا انجمن آرا کا ہاتھ پکڑ کر اپنے خیمے مین لائی روئی پیٹی چلائی انجمن آرا بولی ملکہ خدا کیواسطے کچھ مفصل بتاؤ وہ بولی غضب ہوا قسمت اُلٹ گئی شہزادے سے چھُٹ گئی خدا کی قسم یہ جانعالم نہین وہ بھی شہزادی تھی گو سیدھی سادی ہی تھی کہا درست کہتی ہو بہت سی باتین اِسنے آج نئی کی ہین ملکہ نے کہا خیر اب جو ہو سو ہو تم یہین سو رہو پھر جبشنون اور ترکنون سے فرمایا ہم سوتے ہین تم در خیمے پر مسلح جاگو اِسوقت شہزادہ کیا اگر فرشتہ آئے بار نپائے یہ خبر سُن کر وہ بیچا ڈرے اکیلے اور خیمے مین جا پڑے ایک ڈر دو طرف ہوتا ہے ملکہ نے کہا دیکھا اگر جانعالم ہوتا کبھی اکیلا نہ سوتا بے تامل چلا آتا بدمزگی کا باعث خفگی کا سبب پوچھتا اُسے کسکا ڈر تھا اُسکا تو گھر تھا انجمن آرا کہنے لگی صورت تو وہی ہے اُسوقت ملکہ نے ماجرا غیر کے قالب مین روح لیجانے کا دم رخصت اپنے باپ کے بتانے کا مفصل بتایا پھر کہا کہ یہ حال وزیرزادے سے کہا ہوگا یہ فساد اُس کا ہے ہمین اُس کی چتون پر شک آیا تھا سامنے لانے کو منع کیا تھا سمجھایا تھا وہ نادان ہمارا کہنا خاطر مین نہ لایا اُس کا مزا پایا القصہ وہ شب کہ شب اولین

گو رتھی رونے پیٹنے مین کٹی انجام کار کا تردد و تفکر رہا کہ دیکھیے شیشۂ ناموس و ننگ سنگ ظلم سے کیونکر بچتا ہے اور یہ کہتی تھین استاد کسے تیغ جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی + جو ہووے بھی تو ہان خالی ہان زخم خندان ہو + اسی فکر و اندیشہ مین صبح قیامت نمود ہوئی سواری ڈیوڑھی پر موجود ہوئی کوچ ہوا خبردارون نے اُس بنے شہزادے سے عرض کی یہ سرزمین غضنفر یہ ہے یہان سے پانچ کوس شہر ہے حاکم یہان کا زرہ پوش غضنفر شاہ ہے حکم کیا خیمہ ہمارا شہر کے قریب ہو کار پرداز حسب الارشاد عمل مین لائے جب شہزادیان خیمے مین داخل ہوئین خود آیا اِدھر یہ بیچاریان ڈر سے بادل صد چاک اُدھر ملکہ کے رعب سے وہ بچا بھی خوفناک ساعت بھر بیٹھ کے اُٹھ گیا جب غلغلۂ فوج اور آمد لشکر وہان کے بادشاہ نے سُنا کہ لشکر بیشمار سپاہ جرار شہر کے متصل آ پہونچی اُسے بہت تشویش ہوئی وزیر خوش تدبیر کو چند تحفے دیکر استفسار حال در پردہ استقبال کو بھیجا تا ملازمت حاصل کرکے عن و عن حضور مین عرض کرے وزیر حاضر ہوا عرض بیگیون نے خبر پہونچائی وہ تو داب سلطنت ریاست کا رنگ ڈھنگ جانتا تھا وزیر اعظم کا بیٹا تھا روبرو طلب کیا بعد ذکر و اذکار شہر و دیار اپنا سبب آمد بجہت سیر و شکار اور اچھا ہونا آب و ہوا اس جوار کا اور دیکھنا یہان کے شہر و شہریار کا بیان کیا دم رخصت خلعت فاخرہ وزیر کو عنایت ہوا اور بطرز دوستانہ کچھ ہدایا پادشاہ کو روانہ کیا جب وزیر اپنے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا حُسن اخلاق دبدبۂ شوکت و صولت آئین سلطنت رُعب و جرأت کا اُس کے اس رنگ ڈھنگ سے ذکر کیا کہ وہ بادشاہ بیساختہ مشتاق ہو کر سوار ہوا خبردارون نے اس حال سے مطلع کیا ارکان سلطنت وزرا اُمرا بخشی سپہ سالار پیشوائی کو گئے جب قریب پہونچا خود در خیمہ تک آیا معانقہ کر دونون تخت پر جا بیٹھے سلسلۂ کلام بلاغت نظام طرفین سے کھلا وہ بھی اُنکی صورت پر غش ہو گیا فصاحت پر اش اش کرتا رہا بصد تکرار شہر کا مکلف ہوا جلد جلد عمارات شاہی سجی سجائی خالی ہوئی اس کو اُتارا لشکر وہین رہا پھر حسب طلب ملکہ و انجمن آرا سرچوک و محلسرا برابر خالی ہوے شہزادیان وہان اُترین چند روز دعوت کے جلسے رہے جب فرصت ملی دل مین سوچا اگرچہ جانعالم بندر ہے الا اُسکے جینے مین دبنی مرگ کا خوف و خطر ہے ایسی تدبیر نکالیے کہ اُسے جان سے مار ڈالیے پھر بے کھٹکے آرام صبح و شام کیجیے ملکہ سے ڈرتا تھا پیر مرد کے نام لینے سے مرتا تھا جیسے چور کی داڑھی مین تنکا یہ سوچکر حکم کیا ہمین بندر درکار ہین جو لائیگا دس روپے پائیگا اہل شہر ہزارون بندر

پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھ سر تڑواتا تھوڑے عرصے مین بہت بندر ہلاک اُس سفاک نے کیے جب بندر کم ہوئے دام بڑھے بعد یکہ فی بندر سو روپے مقرر ہوے دو کوس چار کوس گرد و پیش نام و نشان نہ رہا بندر عنقا ہو گیا چنانچہ وہین کے بھاگے ہوے آجتک متھرا اور بندرابن اور اودھ بنگالے مین خستہ تن ہین بلکہ اُس زمانے مین بندرابن بالفتح تھا اب عرصۂ دراز گذرا وہ بندرون کی کثرت جو نہ رہی اِس کسر سے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنے لگی غرض کہ شہر مین ہر طرف غلغلہ ہو سبکی بھی معاش ہوئی ہر شخص کو بندر کی تلاش ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار سرا اُس بستی مین بستا تھا مگر محتاج مفلوک بہزار جستجو و تگاپو تمام دن کی گردش مین دس پانچ جانور جو ہاتھ آجاتے دو چار پیسے کو بیچ کر جورو خصم روٹی کھاتے اگر خالی پھر افاقے سے پیٹ بھر ایک روز اُسکی جورو کہنے لگی تو سخت احمق ہے دن بھر جانورونکی تلاش مین در در خاک بسر آوارہ سا دیوانہ ہر ایک ویرانہ جھانکتا پھرتا ہے اِسپر جو روٹی ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسی طرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی ہاتھ آئے تو برسونکی فراغت ہو جائے لالچ تو بُرا ہوتا ہے وہ راضی ہوا کہا کہین سے آٹا لا روٹی پکا اور جسطرح بنے تھوڑے چنے بہم پہونچا صبح بندر کی تلاش مین جاؤنگا نصیب آزماؤنگا اُسنے مانگ جانچ وہ سامان کر دیا دو گھڑی رات سے چڑیمار جال پھٹکی پھینک لاسا کمپا چھوڑ ٹٹی جو دھوکے کی تھی وہ توڑ روٹی چنے اور رسی لیکر چل نکلا شہر سے چھ سات کوس باہر نکل درختون مین ڈھونڈھنے لگا وہان کا حال سُنیے شہزادہ جو بندر بنا تھا اُسنے جسدن سے بندر پکڑتے لوگون کو دیکھا تھا اور سر تڑوانے کا حال سنا تھا بدحواس پریشان سراسیمہ زیست سے یاس حیران ہر طرف چھپتا پھرتا تھا

تصویر چڑیمار کے بندر پکڑنے کی مع شگاف درخت

که مبادا کوئی پکڑ لیجائے زندگی مین خلل آئے اُس روز کئی دن کا بے دانہ و آب خستہ و خراب
ضعف و نقاہت سے ایک درخت کے کول مین غش ہو کر پڑا تھا چڑیمار نے دیکھا دبے پانؤن آ کر
گردن پکڑ لی اُسنے آنکھ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھ اُٹھایا یقین ہوا زیست
اتنی ہی تھی آج پیمانۂ بقا بادۂ اجل سے لبریز ہو کر چھلکا پکارا اے گردون دُون انا للہ و انا الیہ راجعون
چڑیمار نے کمر سے رسی کھول مضبوط باندھا پھر شہر کا رستہ لیا تھوڑی دور چل بندر نے کف افسوس مل
کہا اے شخص کیون خون بیگناہ راندۂ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہے مصیبت زدے کو اور دُکھ دیتا ہے
وہ بولا کیا خوب تو باتون سے مجھے ڈراتا ہے اگر دیو بھوت جن آسیب جو بلا ہے بلا سے مگر تیرا چھوڑنا ناروا
ہے آج قسمت آزمائی ہے نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی تجھے بادشاہ کو دونگا سو روپے لونگا چین کرونگا یہ
سُنتے ہی سُن ہو گیا رہی سہی جان قالب سے نکل گئی ہر چند منت سماجت سے کہا لالچ کا کام بُرا ہوتا ہے
کچھ کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑھایا قریب شام شاد کام گھر آیا جورو سے کہا اچھی ساعت گھر سے
گیا تھا طائر مطلب بے دام و دانہ خواہش کے جال مین پھنسا یہ کہکر خوب ہنسا دو کلمے یہ سینے جسدن
شہزادہ گرفتار بلائے تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا ملکۂ دل گرفتہ خود بخود
گھبرائی رو رو یہ بیت زبان پر لائی اُستاد ہوئی کیا وہ تاثیر اے آہ تیری + تھی آگے تو کچھ پیشتر آزمائی
انجمن آرا سے کہا تمنے سُنا یہ کمبخت بندر پکڑوا سر کٹواتا ہے یقین جانو جانِ عالم اسی ہیئت مین
ہے اور آج خدا خیر کرے صبح سے بے طرح دل ناکام کو اضطراب ہے جان زار کو پیچ و تاب ہے کلیجہ کٹتا ہے
غم کلیجا چاٹتا ہے معلوم ہوتا ہے شہزادہ پکڑا گیا یا کوئی اور آفت تازہ ستم نو بے اندازہ چرخ کہن
دکھائیگا ہنسی کے بدلے رُلائیگا میر جس سے جی کو کمال ہو اُلفت + جس کی بجانب درست ہو
نسبت + جنبش اُسکی پلک کو گردان ہو + دل مین یان کاوش اک نمایان ہو + یار کو درد چشم گر ہووے
چشم عاشق لہو سے تر ہووے + وان دہن تنگ یان ہے دلتنگی + حسن اور عشق مین ہے یکرنگی +
انجمن آرا نے جھلا کر کہا اس سے اور فزون کیا دنیا مین تباہی اور خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت
گئی مان باپ اور عزیز و اقربا کی جدائی نصیب ہوئی زخم دل و جگر آئے پڑے ہین جان کے لالے
پڑے ہین مصحفی مرض الموت سے کچھ کم نہین آزار اپنا + دلمین دشمن کے بھی یارب نہ چبھے خار اپنا
اور جسکے واسطے آوارہ و سرگشتہ ہوئے یہ صدمے سہے نحوست بخت ناساز جام گردش ایام سے اُسے کھو بیٹھے

وطن سے ہاتھ دھو بیٹھے اب رضینا بقضا مرضی مولے از ہمہ اولےٰ ناسخ مجھے فرقت کی اسیری
سے رہائی ہوتی + کاش عیسیٰ کی عوض موت ہی آئی ہوتی + ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت
مری کوئی بجلی ہی فلک تونے گرائی ہوتی + ہون وہ غم دوست کہ سب اپنی ہی دلمین بھرتا + غم
عالم کی اگر اسمین سمائی ہوتی + یہان تو وہ باتین تھین اُدھر چڑیمار کی جورو چراغ لیکر بندر کو دیکھنے
لگی بندر سوچا وہ کمبخت مرد بر سر رحم نہ ہوا کیا عجب یہ رنڈی ہے اگر زمزبانیسے مذکو آفت آسمانی سنے
اور مہربانی کرے اس خیال سے پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا اے نیکبخت خوف نکرو دو باتین

تصویر چڑیمار کی بندر لیے ہوے اور اُسکی جورو کا چراغ سے دیکھنا اور بندر کا سلام کرنا

میری گوش دل سے سن لے گنواریان جی کی کڑی بھی ہوتی ہین بندر کا بولنا اچنبھا سمجھکر
کہا کہ وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج و مبتلاے محن گھر سے دور قید سے مجبور رہین مان باپ نے
کس کس ناز و نعم سے پالا فلک نے کون کون سی مصیبت دکھانے تو گھر سے نکالا یہانتک دربدر حیران
پریشان کرکے یہ دن دکھائے کہ تیرے پاس گرفتار ہو کر آئے اُستاد پیدا کیا خدا نے کسیکو نہین عبث
لایا مجھی کو یہان یہ جہان آفرین عبث + اب صبح کو جب ہم گردن مارے جائینگے تب سو
روپے تمہارے ہاتھ آئینگے خون بیگناہ کی جزا حشر کے دن پاوگے بیکنٹھ چھوڑ نرگ مین جاوگے
پیسا روپیہ ہاتھ کا میل ہے اسپر جو میل کرتے ہو کتنے دن کھاوگے دھبہ جیتے جی نہ چھوٹیگا دھوتے
دھوتے مر جاوگے اگر ہمارے حال پر رحم کرو خدا اور کوئی صورت کریگا سو روپے کے بدلے تمہارا گھر
اشرفیون سے بھریگا ہمارے قتل مین گناہ بے لذت یا ایک موذی کی حسرت نکلنے کے سوا اور کیا
فائدہ ہے اگرچہ ایسا جینا مرنے سے بُرا ہے لیکن خدا بچانے ارادہ ازلی مشیت ایزدی کیا ہے ہماری

تقدیر مین کیا کیا لکھا ہے جو خدا کے نام پر نثار ہے اللہ اُسکا ہر حال مین مدد مددگار ہے تو نے بادشاہ یمن کا قصہ سنا نہین ایک سلطنت للہ دیدی دو یا مین لاکھون کی قضا آئی جاتی ہین گنوا دین رنڈی موم کی ناک ہوتی ہے جب گھر گئی جدھر پھیرا پھر گئی بندر کی باتون پر مجھ تعجب کچھ تاسف اکر کے کہنے لگی ہنومان جی وہ کہانی کیسی ہے سناؤ مہراج

فسانۂ شاہ یمن سلطنت سائل کو دینا اور بی بی کو مع بیٹون لیکر شہر سے نکلنا راہ مین سوداگر کا فریب پھر فرزند کی جدائی آخر کو سلطنت ہاتھ آئی

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تھا ملک اُسکا مالا مال دولت لازوال بخشندۂ تاج وتخت نیک سیرت فرخندہ بخت جس دم سائل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئی وہین احتیاج پکارسی مین برآئی یہان تک کہ لقب اُسکا نزدیک و دور خدا دوست مشہور ہوا ایکروز کوئی شخص آیا اور سوال کیا کہ اگر تو خدا دوست ہے تو للہ تین دن مجھے سلطنت کرنے دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جو رکن سلطنت مسند نشین حکومت حاضر تھے بتاکید اُنھین حکم ہوا کہ جو اسکی نافرمانی کرے گا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ فرما وہ فرمانروا تخت سے اُٹھا سائل جا بیٹھا حکمرانی کرنے لگا چوتھے روز بادشاہ آیا کہا کیا قصد ہے سائل بولا پہلے تو فقط امتحان تھا اب بادشاہت کا مزہ ملا برائے خدا تاج و تخت یک لخت مجھے بخش دے بادشاہ نے فرمایا یہ حکومت آپکو مبارک ہو بادشاہت دیکر کچھ نہ ہیہات لیا فقط لڑکونکا ہاتھ مین ہاتھ بی بی کو ساتھ لیا دل کو سمجھایا اتنے دنون سلطنت حکومت کی چندے فقیری کی کیفیت فاقے کی لذت دیکھیے گو جاہ و حشم مفقود ہے مگر شاہی ہر کیف

تصویر سائل کے تخت پر بیٹھنے کی اور بادشاہ کا بی بی اور لڑکون کو ساتھ لیکر چل نکلنا

موجود ہے اس شہر سے کہین اور چلنا فرض ہے حکم خدا قل سیروا فی الارض ہے دنیا جائے دید ہے
عنایت خالق سے کیا بعید ہے جو کوئی اور صورت نکلے ایک لڑکا سات برس کا دوسرا نو برس کا
تھا غرضکہ وہ حق پرست شہر سے تہیدست نکلا بلکہ تکلف کا لباس بھی نہ لیا جامۂ عریانی جسم پر چست
کیا اور چل نکلا دنیا کا اور نقشہ ہے مصرعہ کہ این عجوز عروس ہزار داماد ست ٭ کل وہ سلطنت
ثروت کروفر افسر و تاج آج یہ مصیبت اذیت دربدر پیادہ پا سفر محتاج کبھی دو کوس گاہ چار کوس
نے نقارہ دکوس بہزار رنج و تعب چلتا جو کچھ میسر آتا تو روزی ہوتی نہین تو روزہ یونہین ہر روز
راہ طے کرتا جب یہ نوبت پہونچی چند روز مین ایک شہر ملا مسافرخانہ مین بادشاہ اترا اتفاقاً
ایک سوداگر بھی کسی سمت سے وارد ہوا قافلہ باہر اترا آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار سیر کرتا ہوا
مہمانسرا مین وارد ہوا شہزادی گو کہ گرد راہ صعوبت سفر مین مبتلا تھی لیکن اچھی صورت کبھی
چھپی نہین رہتی سعدی حاجت مشاطہ نیست روے دلارام را ٭ سوداگر کی جو آنکھ پڑی بیک
نگاہ از خود رفتہ ہوا بادشاہ کے قریب آ سلام کیا یہ بیچارے اللہ کے ولی وہ دلدادۂ ناشقی بادشاہ
نے سلام کا جواب دیا اس عرصے مین وہ غدار حیلہ سوچا بہت افسردہ خاطر ہو کر کہا اے عزیز مین تاجر
ہون قافلہ باہر اترا ہے میری عورت کو دردزہ ہو رہا ہے دائی کی تلاش مین دیر سے گدائی
کر رہا ہون ملتی نہین تو مرد بزرگ ہے کج ادائی نکر اس نیکبخت کو للہ میرے ساتھ کردے اسکے
واسطے اسکو رنج سے نجات ملے وگرنہ بندۂ خدا کا مفت خون ہوتا ہے یہ للہ کا نام سنکر گھبرا کے
بی بی سے کہا زہے نصیب جو محتاجی مین کسی کی حاجت رفع ہو کام نکلے بسم اللہ دیر نکر اس نے

تصویر سوداگر کا شہزادی کو گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگنا

دم نہ مارا سوداگر کے ساتھ روانہ ہوئی دروازے سے باہر نکل اُس غریب سے کہا قافلہ دور ہے مجھے
آئے ہوئے عرصہ گذرا ہے آپ گھوڑے پر چڑھ لین تو جلد پہونچین وہ فلک ستائی فریب جانتی تھی
سوار ہوئی سوداگر نے گھوڑے پر بٹھا باگ اُٹھائی قافلے کے پاس آ کوچ کا حکم دیا آپ ایک سمت گھوڑا
پھینکا اُس وقت اُس نیکبخت نے داد بیداد فریاد مچائی تڑپی روئی پیٹی چلائی آہ و زاری اُسکی
اُس بے رحم سنگدل کی خاطر مین نہ آئی بادشاہ پہر بھر منتظر رہا پھر خیال مین آیا خود چلیے دیکھیے وہان
کیا ماجرا ہوا بیٹون کا ہاتھ پکڑے سرا سے نکلا ہر چند ڈھونڈھا نشان کے سوا قافلے کا نشان
نہ ملا دور گرد اُڑتی ہوئی دیکھی جرس کی صدا سُنی نہ پاؤن مین دوڑنے کی طاقت نہ بی بی
کے چھوڑنے کی دل کو تاب سب طرح عذاب نہ کوئی یار نہ غمگسار نہ خدا ترس نہ فریادرس بحسرت
یاس قافلے کی سمت دیکھکر یہ کہا مصحفی تو ہم وہان قافلہ سے کھولے صیاد ایسے ہی گر قدم ہین
تمھارے تو ہم رہے۔ ناچار لڑکون کو لیکر اُسی طرف چلا چند گام چلکر راہ بھول گیا ایک ندی ملی مگر
نہ کشتی نہ ڈونگی نہ ملاح راہ سے یہ ناآشنا نہ وہان سیاح کا گذار ایک نعرہ مارا اور ہر طرف ماہی بے آب
واہی تباہی پھرا رہبر کامل کو پکارا ساحل مطلب سے ہمکنار نہ ہوا مگر کچھ ڈھب ڈھبا نیکا ڈھب
تھا ایک لڑکے کو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کاندھے پر اُٹھا دریا مین در آیا نصف پانی بصد گرانی
طے کیا تھا کنارے کا لڑکا بھیڑیا اُٹھا لیچلا وہ چلایا بادشاہ آواز سُنکر گھبرایا پھر کر دیکھنے جو لگا کندھے
کا لڑکا پانی مین گر پڑا زیادہ مضطرب جو ہوا خود غوطے کھانے لگا لیکن زندگی باقی تھی

تصویر بادشاہ کے دریا پر پہونچنے اور ایک لڑکے کو بھیڑیے کا لیجانا اور دوسرے کا دریا مین گرنا

بہرکیف کنارے پر پہونچا دل مین سمجھا بڑے بیٹے کو بھیڑیا لے گیا چھوٹا ڈوب مرا نیرنگی فلک سے

عالم حیرت بی بی کے چھٹنے کی غیرت بیٹون کے الم سے دل کباب سلطنت دینے سے خستہ وخراب ہجر
پریشانی مین شکر کرتا پھر چلا سہ پہر کو ایک شہر کے قریب پہونچا در شہر پناہ پر خلقت کی کثرت دیکھی
اُدھر آیا اُس ملک کا یہ دستور تھا جب بادشاہ عازم اقلیم عدم ہوتا ارکان سلطنت روسائے شہر
وہان آکے باز اُڑاتے تھے جسکے سر پر بیٹھ جاتا اُسے بادشاہ بناتے تھے چنانچہ یہ روز وہی تھا باز چھوٹ
چکے تھے ابھی کسی کے سر پر نہ بیٹھا تھا اس بادشاہ گدا صورت کا پہونچنا باز اسکے سر آ بیٹھا لوگ معمول
کے موافق حاضر ہوئے تخت روبرو آیا ہر چند یہ تخت پر بیٹھنے سے باز رہا کہا مین گم کردہ آشیان
سلطنت کے شایان نہین ہون مین نے اس علت سے اپنے مرز و بوم شوم کو چھوڑا ہے حکومت
سے منہ موڑا ہے مگر وہ لوگ اُسکے سر باز کا بیٹھنا عنقا سمجھ نہ باز رہے جو جو شناہین تھے تاڑ گئے
پرہین پہچان گئے کہ یہ معتبر رہا ہے اوج سلطنت ہے قصہ مختصر رگڑ جھگڑ تخت طاؤس پر

تصویر باز کے بیٹھنے کی بادشاہ کے سر پر اور لوگون کا اُس کو بادشاہ بنانا

بٹھایا نذرین دین توپخانے مین شلک ہوئی بڑے تزک حشمت سے آشیانۂ سلطنت کاشانۂ دولت مین
داخل کیا تمام قلم و نقد و جنس اشیاے بحری و بری اُنکے تحت حکومت قبضۂ تصرف مین آیا گزشتے پر
تمام جاری ہوا منادی نے ندا دی دہائی پھر گئی کہ جو ظلم و جور کا بانی ہوگا وہ لٹو راگر دن زدنی جائیگا
شعر دل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین + کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے۔ کارخانۂ
قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت نہ قیام غربت و عسرت مرزا رفیع عجب نادان ہین
جنکو ہے عجب تاج سلطانی + فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی + یہ سلطنت تو کرنے لگا
مگر افسردہ خاطر پژمردہ دل بسبب شرم و حیا مفصل حال کسی سے نہ کہتا تھا شب و روز

غمگین اور اندوہناک پڑا رہتا تھا جب وہ بلبل ہزار داستان یعنی فرزند شمع دودمان بادا نے قدرت ظل سبحانی کو کولب پر لاتے تھے اب اُن لڑکون کا حال سُنیئے جسکو بھیڑیا اُٹھانے لیے جاتا تھا ادھر سے کوئی تیر انداز سبکدست آتا تھا اُسنے چھڑایا دوسرا جو غوطے کھاتا تھا اُسکو ماہی گیر نے دام محبت مین اُلجھایا وہ دونون لاولد تھے اُسی شہر کے رہنے والے جہان ان لڑکون کا باپ بادشاہ ہوا تھا وہ اپنے اپنے گھر مین لابقدر مقدور لڑکون کو پرورش کرنے لگے جل جلالہٗ کیا سنگ تفرقہ فلک نے پھینکا کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا چند عرصے مین بیٹون کی مفارقت نے بادشاہ کو بے چین کیا وزیر سے فرمایا دو لڑکے قوم شریف سے ہماری صحبت کے قابل لا وزیر نے تمام شہر کے لڑکے طلب کیے حکم حاکم مرگ مفاجات وہ دونون بھی آئے سبحان اللہ جامع المتفرقین بھی اُسی کا نام ہے بچھڑے ملانا اُسکے رو برو کتنا کام ہے وہی وزیر کو پسند آئے رو برو لایا بسبب طول زمان مفارقت اور تکلیف وعسرت نقشے بدل گئے تھے قطع اور ہو گئی تھی نہ بادشاہ نے پہچانا نہ تقاضاے سن سے لڑکون نے باپ جانا اور نہ یہ سمجھ آئی کہ ہم دونون بھائی ہین یہ بھی قدرت نمائی ہے بہم ہوے مگر جدا رہے لیکن بادشاہ بہ محبت تمام مصروف عنایت علی الدوام تھا سب نے سُنا ہے کامل کا یہ نکتہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا تھوڑے دنمین معتمد ومقرب ہوے اور وہ سوداگر جو فروش گندم نما دغا کا پتلا یہان کے پہلے بادشاہ سے رسائی علاے آشنا سائی رکھتا تھا اس نظر سے وہ بھی اُس عورت نارض کو لیکر وہان وارد ہوا خبر مرگ بادشاہ سُنکر ملول ہوا کہ مطلب نہ حصول ہوا لوگون نے کہا بادشاہ تازہ وارد اُس سے زیادہ خلیق وغریب پرور ہے بوساطت وزیر اعظم تحفہ تحایف حضور مین نذر کر شرف اندوز ملازمت ہوا اُسکو بھی بادشاہ نے نہ پہچانا نہ سوداگر نے حریف جانا مگر بادشاہ اُسکو ذی اعتبار سیاح ویار دیار سمجھ بیشتر اطراف وجوانب کا مذکور سُنتا تھا ایک دن قریب شام حضور مین حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا آجکی شب گھر نہ جا کچھ پوچھنا ہے وہ بیٹھا تو مکدر و پریشان بادشاہ نے تردد کا سبب پوچھا بہ باعث عنایت فی الجملہ گستاخ ہو چلا تھا دست بستہ عرض کی خانہ زاد کے پاس ایک عورت نارض ہے اُسکو فدوی سے اغماض ہے اُسکی نگہبانی بذات خود کرتا ہون ایسا نہو نکل کے راز پنہان فاش کرے حمایتی تلاش کرے حکم ہوا یہ مقدمہ آج ہمارے ذمے ہے وہی لڑکے بسکہ معتمد تھے خاص دستہ اُن کے ہمراہ کر پاسبانی کی

تاکید اکید کی لڑکے آداب بجالا کے سوداگر کے مکان پر گئے باغ مین خیمہ برپا تھا در خیمہ پر کرسی بچھا
دونون بیٹھے لوگ گرد کھڑے ہو گئے جب آدھی رات گذری ایک کو نیند آنے لگی دوسرے نے کہا سونا
مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنہ خوابیدہ جاگے خیمے سے کوئی چونک بھاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ
کہو جو نیند اُچٹنے کا بہانہ ہو اُسنے کہا خیر آج ہم اپنی سرگذشت کہتے ہین اگر غور سے سنوگے نیند کیا
کئی روز بھوک پیاس پاس نہ آئیگی اے عزیز باتمیز مین بادشاہ یمن کا بیٹا ہون میرا باپ للہ سلطنت
سائل کو دے مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ تمسے بہت مشابہ تھا اُسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر
غریب الوطن ہوا تھا راہ مین ایک سوداگر فریب سے شہزادی کو لیگیا ہم دونون بھائی ساتھ رہے
آگے چلکر دریا ملا ناؤ بیڑا کچھ نتھا بادشاہ مجکو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کندھے پر اُٹھا پایاب چلا مجھے بھیڑیے نے
پکڑا میرے چلانے سے بادشاہ جو بدحواس ہوا بھائی دوش سے آغوش دریا مین کھسک پڑا خود
غوطے کھانے لگا پھر نہین معلوم کیا ہوا مجھے تیرانداز نے دہن گرگ سے چھڑایا اب فلک اُس بادشاہ
پاس لایا وہ رو کر لپٹ گیا کہا بھائی دریا مین ہم گرے تھے مچھلی والون کے باعث ترے تھے
پھر تو دونون بغلگیر ہو ایسے چلائے کہ وہ عورت چونک پڑی پردے کے پاس آکے حال پوچھنے لگی
اُنھون نے ماجرائے گذشتہ بیان کیا وہ پردہ اُلٹ لڑکون سے لپٹ گئی کہا ہم اب تک سوداگر کی قید مین
ہین اُسیدم یہ خبر بادشاہ کو پہونچی سواری بھیجی طلب کیا اُسوقت سب نے پہچانا فوراً سوداگر کو قید
کیا اُسیدم جب جلاد سپہر مہر شمشیر شعاع کھینچکر ہنگامہ پرداز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم
کا ہم سفر کر بار ہستی سے سبکدوش کیا یمن مین اخبار نویسون نے حال لکھا وہان ہڑبونگ
مچا تھا وہ سائل ستم شعار بدرجہ ظلم پیشہ جفاکار نکلا رعیت نالان ارکان سلطنت ہراسان رہتے
تھے ہزارون رنج رات دن سہتے تھے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے زہر دیکے اُسے مار اُس تلخکامی
سے نجات پائی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو تمنائے قدمبوسی تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کو بھی
محبت وطن دل مین جوش زن ہوئی سفر کی تیاری ہونے لگی قطعہ حب الوطن از ملک
سلیمان خوشتر + خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر + یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد + میگفت گدا بودن
کنعان خوشتر + القصہ یمن مین آیا دونون سلطنتین قبضے مین ہین جب بندر نے یہ فسانہ تمام کیا پھر کہا کہ
اے نیکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تھا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پرست اگر تھا ایک سلطنت دی

دو پایئن یہ دونون بدبخت جو لالچی تھے اُنھون نے جانین گنوائین قیامت تک مطعون خلایق رہینگے جتنے نیک ہین یہ قصہ سُنکر بد کہینگے رنڈی اِن باتون سے بر سرِ رحم ہوئی بندر کی تسکین کی کہا تو خاطر جمع رکھ جب تک جیتی ہون تجھے بادشاہ کو نہ دونگی فاقہ قبول کرونگی پھر اُسے روٹی کھلا پانی پلا کھنڈری مین لٹا سو رہی صبح کو چڑیمار اُٹھا بندر کے لیجانے کا قصد کیا عورت نے کہا آج اور قسمت آزما پھر جانور پکڑنے جا جو روٹی میسر آئے تو کیون اسکی جان جائے ہم پر ہتیا لگے بدنامی آئے نہین تو کل لیجانا وہ بولا تو اسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشاءاللہ رنڈی تو خدا پر شاکر ہے تو مرد ہوکر مضطر ہوتا ہے پاجی تو زن مرید ہوتے ہین پھر وہ ٹپک جھنک جال پھٹکی اُٹھا لاسا کُپا لے ٹٹی کندھے سے لگا کر گھر سے نکلا یا تو دن بھر خراب ہو کر دو تین جانور لاتا تھا اُس روز دن بھر مین پچاس ساٹھ ہاتھ آئے پھٹکی بھر گئی خوش خوش گھر پھر آگئی روپے کو جانور بیچے آٹا دال لون تیل لکڑی خرید تھوڑی سی مٹھائی لے بھٹی پر جا نکلے کا ٹھرا پیا ہاتھ پانون پھول گئے جھومتے گیت گاتے گھر کا رستہ لیا مفلسی کا غم بھول گئے جورو سے آتے ہی کہا اری ہنومان جی کے قدم بڑے بھاگوان ہین بھگوان نے دیا کی آج روپیا دلوائے اِتنے جانور ہاتھ آئے وہ گھر بسی بہت ہنسی پہلے مٹھائی بندر کو کھلائی پھر روٹی پکا آپ کھا کچھ اُسے کھلا پڑ رہی بندر بیچارا اچھا چندے پھر جان بچی جو فلک نہ جل مرے اور اس کار شاک نہ کرے مؤلف کیا شاخ گل پہ پھول کے بیٹھی ہے عندلیب + ڈرتا ہون مین چشم فلک کو بُرا لگے + جب لایا بار یاس ہی لایا یہ لے سرور + گلا ہے نہ نخل غم مین ثمر اس سوا لگے +

اب روز چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تھوڑے دنون مین گھر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہو گیا قضارا کوئی بڑا تاجر سرا مین اُس بھٹیاری کے گھر مین اُترا جسکی دیوار تلے چڑیمار رہتا تھا ایک روز بعد نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑھتا تھا ناگاہ آواز خوب صدا مرغوب جیسے لڑکا پیاری پیاری باتین کہتا اُسکے کان مین آئی بھٹیاری سے پوچھا یہان کون رہتا ہے وہ بولی چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا لڑکا خوب باتین کرتا ہے بھٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی نہین فقط جورو خصم رہتے ہین سوداگر نے کہا ادھر آ یہ کس کی آواز آتی ہے بھٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا اس صدا سے بہے در پیدا ہے اسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچھ لڑکے کو دونگا اور تیرا بھی منھ میٹھا کرونگا بھٹیاری چڑیمار کے گھر گئی دیکھا بندر باتین کرتا ہے اِسے دیکھ چپ ہو رہا وہ دونون

بھٹیاری کے پاؤن پر گر پڑے منت کرنے لگے کہا ہمنے اسے بچونکی طرح پالا ہے اپنا دکھ ٹالا ہے شہر پُر آشوب ہو رہا ہے بندر کش بادشاہ اُترا ہے ایسا نہو یہ خبر اُڑتے اُڑتے اُسے پہونچے بندر چھین جائے ہم پر خرابی آئے وہ بولی مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سرا مین آکے سوداگر سے کہا وہان کوئی نہ تھا اُسنے کہا دیوانی ابھی وہ آواز کس کی تھی بغور سُنیئے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہے بلّیان لون بھلا مجھے کیا غرض جو کہون بندر بولتا ہے سوداگر خوب ہنسا پھر کہا رنڈی ہے اری بندر کہین بولتا ہے پھر بولی جی گریب پرور صدکے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی بندر بولتا ہے سوداگر کو سخت خلجان بمرتبہ خفقان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مکان قریب تھا خود چلا گیا اور دیکھا تو فی الحقیقت ایک عورت دوسرا مرد مچھندر تیسرا بندر ہے یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا تھا بھٹیاری سچی ہے وہ سوداگر کو دیکھ بندر کو چھپانے لگی اسنے کہا بھید کُھل گیا اب پوشیدہ کرنا لاحاصل ہے مصلحت یہی ہے بندر نہین دو جو احتیاج ہو اسکے جلد وہین لو نہین تو بادشاہ سے اطلاع کرونگا یہ بیچارہ مارا جائیگا تمھارا کیا جائیگا دونون رونے پیٹنے لگے بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اتنی ہی زیست تھی چڑیمار سے کہا اے شخص فلک کج رفتار گردون دوار نے اتنی جفا پر صبر نہ کیا یہان بھی چین نہ دیا مناسب یہی ہے رضائے الٰہی پر راضی ہو مجھے حوالے کرو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے کبھی تدبیر چلتی نہین فرد بشر کو حکم قضا و قدر سے چارہ نہین اس کے ٹال دینے کا یارا نہین اذا جاء اجلهم لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون چڑیمار نے کہا دیکھو بندر کی ذات کیا بیوفا ہوتی ہے ہماری محنت مشقت پر نظر نہ کی توتے کیطرح آنکھ پھیر لی سوداگر کیساتھ جانے پر راضی ہوگیا بڑا آدمی جو دیکھا ہمارے پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے کہا اگر نہ جاؤن اپنی جان کھوؤن تم پر خرابی لاؤن آخر کار بہزار گریہ و زاری سوداگر سے دونون نے قسم لی کہ بادشاہ کو نہ دینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر حوالے کیا سوداگر نے اسکی عوض بہت کچھ دیا بندر کو سرا مین لا پیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچھا بندر نے یہ چند شعر حسب حال سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع نے بلبل چمن مین نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام + اس میکدے کے بیچ عبث آفریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + اے عزیز آتش کاروان نقش پائے یاران رفتگان ظاہر ہون مگر پنہان جون بلبل دور از گلزار گم کردہ آشیان

صیاد درپے آزار گھات مین باغبان کیونکر نہ سر گرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہے زما
کی شکایت ہے حاجت روا اے عالم محتاج ہے تخت ہے نہ افسر ہے نہ وہ سر ہے نہ تاج ہے غریب
چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیون نہ مبتلا ہو ا
اپنے ہاتھ سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجۂ ستم ہوا کبھی مجھے جنکا الم تھا اب اُنھین میرا غم ہوا م
سے ہم اسلیئے جی چھپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین موے جاتے ہین مجھے دام مکر مین الجھایا دوستو
کو میرے دشمن کے پھندے مین پھنسایا گردش چرخ سے عجیب سانحہ پیش آیا میر تقی سخت مشکل
سخت ہے بیداد + ایک مین خون گرفتہ سو جلاد + کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق + بیکسی چھ
نہین ہے کوئی رفیق + آہ جو ہمدمی سی کرتی ہے + اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے + اب ٹھہرتا نہیں
ہے پاے ثبات + ایک مین اور ہزار تصدیعات + مصرعہ گویم مشکل و گرنہ گویم مشکل + مگر آج خوش
قسمتی سے آپ سا قدردان ہاتھ آیا ہے انتشار طبیعت برطرف ہو تو بدلجمعی تمام آغاز سے تا انجا
اپنی داستان غم سانحۂ ستم گذارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے آنسو نکل پڑے سمجھ
بندر نہین کوئی فصیح بلیغ عالی خاندان والا دودمان سحر مین پھنس گیا ہے کہا اطمینان خاطر رکھ
تیری جان کے ساتھ میری جان ہے اب زیست کا یہی سامان ہے بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی
غزلین پڑھین نقل و حکایاتین سرگرم رہا اپنا حال پھر کچھ نہ کہا تمام شب سوداگر نہ سویا اسکے بیان
جانکاہ پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہر کیف ہوا چاہے راز فاش
ہو اگر خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص نیا اسکی ملاقات کو آتا اُسے بندر کی باتین سنواتا وہ استعجاب
سے غرق بحر فکر ہوتا ہر جگہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر
اُس کور نمک محسن کش کے گوش زد ہوئی سنتے ہی سمجھا یہ وہی ہے بعد مدت فلک نے
پتا لگایا اب مطلب ہاتھ آیا فوراً چوبدار بندر کے لینے کو سوداگر کے پاس بھیجا یہ بہت گھبرایا اور تو کچھ
بن نہ آیا بصد عجز و نیاز عرضداشت کی کہ غلام صاحب اولاد نہین اس اندوہ مین دل مضطر
شاد نہین طبیعت بہلانے کو اسے بچہ سا لیکر فرزندون کی طرح پالا ہے رات دن دیکھا بھالا ہے
بندر رہے مگر عنقا ہے مفارقت اسکی خانہ زاد کی جان لے گی آئندہ جو حضور کی مرضی چوبدار پیام سے
خالی پھرا وہ ظالم ظلم غضب مین بھرا وہان کے بادشاہ کو لکھا اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی

منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر یہان بھیجدو نہین تو اینٹ سے اینٹ بجادونگا نام و نشان مٹادونگا یہ خبر وحشت اثر سنکے غضنفر شاہ متردد ہوا مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سمجھانے لگے کہ خداوند نعمت ایک جانور کی خاطر آدمیون کا کشت و خون زبون ہے حکم ہوا کہ کچھ لوگ سرکاری وہان جائین جسطرح بنے سوداگر سے پکڑ کر بندر لائین ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی دستہ سرا مین آیا بندر دست بستہ زبان پر لایا کہ اے مونس غمگسار و وفا شعار اس اجل رسیدہ کے باب مین کد و کوشش بیکار ہے سراسر بیجا ہے قضا کا زمانہ قریب پہونچا در ناکامی وا ہے مبادا کسی طرح کا رنج میری دوستی مین تمھارے دشمنون کو پہونچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت ہے خلق خدا برا بھلا کہے سوداگر نے کہا استغفر اللہ یہ کیا بات ہے جو کہا وہ سر کے ساتھ ہے جب بادشاہ کے لوگون کا تقاضائے شدید ہوا اور دن کم رہا بعد رد و قدح بمعذرت بسیار و منت بیشمار ہزار دینار دے کے اُس شب مہلت لی اور صبح کیوقت چلنے کی ٹھہری بموجب مثل مصرع زر بر سر فولاد نہی نرم شود ٭ اس عرصے مین یہ حال تباہ و ماجرائے جانکاہ گلی کوچے مین زبان زد خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی سوداگر کے پاس باتین کرتا تھا وہ بھی کل مارا جائیگا بلکہ اُس کشتۂ انتظار مایوس دلفگار یعنی ملکہ مہر نگار کو بھی معلوم ہوا وہ شیدائے جان عالم سمجھی کہ یہ بندر نہین شہزادہ ہے افسوس صد ہزار افسوس اب کونسی تدبیر کیجیے جو اُس بیکس کی جان بچے دل کو مسوس وزیرزادے کو کوس پوچھا دم سحر کدھر سے وہ سوداگر جائیگا یہ تماشا ہمارے دیکھنے مین کیونکر آئیگا لوگون نے عرض کی حضور کے جھروکے تلے شاہراہ ہے یہی ہر سمت کی گذرگاہ ہے یہ سنکے تمام شب تڑپا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے برآمدے مین برآمد ہوئی اور ایک توتا پنجرے مین پاس رکھ لیا گجر سے پیشتر بازار مین ہر طرف تماشائیون کا میلہ سا ہو گیا جسوقت تاجر ماہ نے متاع انجم کو نہانخانۂ مغرب مین چھپایا اور شحنۂ چرخ چارم خونخواری کو مشرق سے نکل آیا سوداگر نماز صبح پڑھ ہاتھی پر سوار ہوا کمر مین پیش قبض رکھ گود مین بندر کو بٹھا مرنے پر کمر مضبوط باندھکر چلا بندر سے کہا پریشان نہ ہو جب تقریر سے اور اصرار کثیر سے کام نہ نکلیگا جو بن پڑیگا وہ کرونگا اپنے جیتے جی تجھے مرنے نہ دونگا قول مردان جان دارد اور ع بعد از سر من کن فیکون شد شدہ باشد ٭ سوداگر کا سراسیمہ آگے بڑھنا کہ خلقت نے چارطرف سے گھیر لیا بندر لوگون سے مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا میر سوز برق طپیدہ یا شرر بر جہیدہ ہون ٭ جس رنگ مین

ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون + اے اہل بزم مین بھی مرقع مین دھر کے + تصویر ہون ڈے
لب حسرت گزیدہ ہون + صیاد اپنا دام اُٹھا لے کہ جیون صبا + ہون تو چمن مین پر گل عشرت
نچیدہ ہون + اے آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین + بچھڑا ہون کاروان سے مسافر جریدہ ہون +
غم ہون الم ہون درد ہون سوز و گداز ہون + سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون + صاحبو
دنیاے دون نیرنگی زمانہ سفلہ پرور بوقلمون عبرت و دید کی جا ہے گرما گرم آیند و روند کا بازار ہے
کس و ناکس جنس ناپائدار لہو و لعب کا خریدار ہے اپنے کام مین مصروف قضا ہے جو شے ہے فنا ہے
معاملات قضا و قدر سے ہر ایک ناچار ہے یہی مسئلہ جبر و اختیار ہے کوئی کسیکی عداوت مین ہے کوئی کسی کا
شیدا ہے جسے دیکھا آزاد نہ پایا کسی نہ کسی بکھیڑے مین مبتلا ہے ایک کو اتنا سوجھتا نہین کیا لین دین ہو رہا ہے
سود کی امید مین سراسر زیان ہے سڑی ہو نیکا سودا ہے اسکی قدرت ناطقہ دیکھو مجھ سے بے زبان
ناچیز کو یہ تکلف گویائی عنایت کیا تم سب کا سامعون مین چہرہ لکھدیا باتین سُننے کو ساتھ چلے آئے
ہو جدائی میری شاق ہے جو ہے مشتاق ہے حال زار پر رحم کھا آنسو بہاتے ہو یہ رحیمی کی صفت ہے
شان قہاری دیکھو اُسی تقریر کی دھوم سے ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ ہوتا ہے یقین کامل
ہے وہ قتل کریگا بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھریگا سواد الوجہ فی الدارین ہو گا تب اُسے آرام و
چین ہو گا یہ گویائی گویا پیام مرگ تھا دنیا جاے آزمایش ہے سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام و
آسایش ہے دو روزہ زیست کی خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون بے سامان
ہو کر زمین پر پانون نہین دھرتے ہین جب سر کو اُٹھا آنکھ بند کر چلتے ہین خاکسارون کے سر
کچلتے ہین آخر کار حسرت و ارمان فقط لے کر مرتے ہین جان اُسکی جستجو مین کھوتے ہین جو شے ہاتھ
آئے ذلت سے جمع ہو پریشانی و مشقت سے پاس رہے حسرت سے چھوٹ جائے یاس و حسرت سے
پھر سر پر ہاتھ دھر روتے ہین نا سنج دنیا اک زال بیوا ہے بے مہر و وفا بے حیا ہے + مرد و نکے لیے
یہ زن ہے رہزن + دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن + رہتی نہین ایک جا یہ جمگر + پھرتی ہے
برنگ نرد گھر گھر + انجام شاہ و گدا دو گز کفن اور تختہ تابوت ہے سوا نہین کسی نے ادھر ادھر تھوڑے
کا دیا یا تحریر کربلا کسی کو گز ہی گاڑھا میسر ہوا بصد کرب و بلا اُسنے صندل کا تختہ لگایا اس نے
بیر کے چیلون مین چھپایا کسینے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسی نے مر مر کے گور گڑھا پایا کسی کا مزار

مطلا منقش رنگا رنگ ہے کسی کی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہے حسرت دنیا سے کفن چاک ہوا بستر دونون کا فرش خاک ہوا نہ امیر سمور و قاقم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر پھٹی شطرنجی اور ٹوٹا بوریا اسکا بعد چندے جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایک نے نہ بتایا کہ دونون مین یہ گور شاہ ہے یہ لحد فقیر ہے اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدہ پیر ہے سو یہ بھی خوش نصیب نیک کمائی والے گور گڑھا کفن پاتے ہین نہین تو سیکڑون ہاتھ رکھکر مرجاتے ہین لوگ در گور کہکر چلے آتے ہین کتے بلی چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کر کھاتے ہین دامن دشت عریان کفن گور بے چراغ صحرا کا صحن ہوتا ہے یاس و حسرت کے سوا کوئی نہ سرہانے روتا ہے تمنا چھٹ کوئی پائینتی نہ ہوتا ہے سالہا مقبرونکی عمارات عالی اور ساز و سامان کی دیکھا بھالی مین سریع اسیر رہے ہزارون رنج گور بے چراغ غریبان کی دید مین بیٹھے بٹھائے سہے طرفہ نقل ہے کہ والی وارث اُنکے سریر سلطنت مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز ہین مگر تنبیہ غافلونکو قدرت حق سے گنبد و نہین آشیانہ زاغ و زغن مینارون پر مسکن بوم شوم قبرون پر کتے لوٹتے دیکھے میر مزار غریبان تاسف کی جا ہے + وہ سوتے ہین پھرتے جو گل جابجا تھے + رنگ چمن صرف خزان دیکھا ڈھلا ہوا حسن گلرخان دیکھا اگر گل خندان پر جوبن ہے بہار ہے غور کیا تو پہلوے نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہے سینہ فگار ہے دنیا مین دن رات ذق ذق بق بق ہے کوئی چھیڑ چھاڑ کرتا ہے کسی کو قلق ہے نوش کے ساتھ گزند نیش ہے ہر رہرو کو کڑی منزل درپیش ہے مولف بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا صیاد کو سر شک کے روتے پایا + گلچین کی بھی نیند اُڑ گئی لیک سرور + جو اہل دول تھے اُن کو سوتے پایا + مدتون صداے مرغ سحر کے رنج اُٹھائے کبھی دم نہ مارا شکوہ لب پر نہ لائے برسون ندا ے اللہ اکبر کے صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کی آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند کیا سوچے تو وصل مہرویان خواب شب تھا لطف اُن کا عین غضب تھا تمام عالم کی خوب سیر کی کبھی حرم محترم مین مسکن رہا گاہ دھونی رمائی گنشت و دیر کی عالم سے آیۂ حدیث و وعظ و پند سُنا ناقوس برہمن بت سر دھنا وہ بدکیش بانیٔ ملت صنم لطف زیست حظ نفس کا دشمن تھا یہ کوتہ اندیش رخنہ پرداز اہل ایمان و دین کا رہزن تھا تامل کیا تو ان دونون سے دور حسد بغض بیر ہونا معلوم اپنے نزدیک انکا انجام بخیر ہونا معلوم واللہ اعلم یہ لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے

اور کو برا سمجھے مطلب کی بات ہیہات دونون کی سمجھ مین نہ آئی ہاین دانائی انسے خدا سمجھے مؤلف
اچھے کو برا برے کو اچھا سمجھے + کتنی یہ بڑی سمجھ ہے اچھا سمجھے + دنیا فقط راہگذر ہے ہردم مثال آتش نفس
در پیش سفر ہے تا زیست ہزارون مفسدے مین در ہے مرنیکے بعد باز پرس کا خطر ہے کسی طرح انسانکو
مفر نہین کونسا نفع ہے جسکی تلاش مین ضرر نہین حاصل کار یہ ہے کہ دنیا مین جینے کی خوشی نہ مرنیکا غم
کرے تا مقدور کسیکی خاطر نہ برہم کرے وگرنہ شعر نیم شبے آہ زند پیرزال + دولت صد سالہ کند پایمال +
دل شکستہ کی دلداری پا افتادہ کی مددگاری کرے ہوا و ہوس جو دل سے دور ہو جائے تو مآل سے
پا کمال سے عجب و نخوت نزدیک نہ آئے عنایت ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرکے منہیات کا
مانع ہو رنج کا حال رہے سب رنگ مین شامل رہے زمانیکے مکروہات سے گھبرائے نہین صحبت غیر جنس
سے نفرت کرے تو بدنامی پاس آئے نہین دولت کا اعتبار کیا مفلسی سے ننگ و عار کیا ایکدن مرنا ہے
جینا مستعار ہے اسیر کسکا اختیار ہے نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہے رہائی یہان
سے انجام ہے شعر کسیکے مرگ پر اے دل نہ کیجیے چشم تر ہرگز + بہت سا رو دیئے اُنپر جو اس جینے پہ مرتے ہین +
عمر خضر کی تمنا اور حشمت خسروانہ خزانہ قارون کی فکر مین ہر ایک صباح و مسا ذلیل و خوار ہے تحصیل
لاحاصل کوشش اس امر مین سراسر بیکار ہے بقول ناسخ ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت +
ملتی ہے قضا و قدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم + مانوس ہے بلا احمق و خر
سے دولت + روپے کا جمع ہونا جواہر کی تلاش مین نکا جاگنا چاندی سونے کی امید مین رات کا
نہ سونا سیمین تن لعل لبون سے ہم ہونا جنھین میسر ہر بار ہے اُنھین مفارقت دنیا ناگوار ہے اور یہ
کلام ہے مؤلف یان کے جانے سے جی اُلجھتا ہے + کیا ہی دلکش سرائے فانی ہے + سلف سے
اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے جو ہنر اوار حکومت تھے وہ محکوم رہے شعر اسپ تازی شدہ مجروح
بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم + لیکن کبھی صبح عشرت ہے گاہ الم کی شام ہے
دنیا عجب مقام ہے نہ امیر ہوتے عرصہ نہ فقیر ہوتے کچھ دیر ہے اس کارگاہ بے ثبات مین عجب اندھیر ہے
سودا ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار + رکھتا نہین یہ ہاتھ عنان کا بیک قرار + جسکے طویلے بیچ
کسی دن کا ذکر ہے + ہرگز عراقی و عربی کا نہ تھا شمار + اب دیکھتا ہون مین کہ زمانیکے ہاتھ سے +
موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وہ اُدھار + اور جب وعدہ آ پہونچا تو نہ روپیہ کام آتا ہے نہ فوج

ظفر موج سے کچھ ہو نہ تہمتن جرار بچاتا ہے نہ کوئی آشنا دوست آڑے آئے نہ عزیز و اقربا پنجۂ ملک الموت سے
چھڑائے اگر یہی امر مانع قضا و قدر ہوتے جمشید و کاؤس دارا و سکندر بصد حسرت و افسوس جان نہ
کھوتے نیک عمل کرے تو وہ ساتھ جاتا ہے احتیاج کسی کی بر لائے یا اللہ کچھ دے یہ البتہ کام آتا ہے ورنہ
دنیا سراب زندگی بدتر از حباب ہے پابند اسکا خراب ترک کرنیوالا نایاب ہے شعر ترک دنیا کا سوچ
کیا ناسخ + کچھ بڑی ایسی کائنات نہین + شعر اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہے لیکن + جب آنکھ
کھلی گل کی تو موسم ہے خزان کا + قطعہ دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است + صید اجل ست گر
جوان ور پیر ست + ہم روے زمین پرست وہم زیر زمین + این صفحۂ خاک ہر دو تصویر ست +
الا مقتضائے عقل یہ ہے کہ عالم اسباب مین کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نرکھے ہمیشہ اُسنے ہیلے سے برائی
کی ہے جو گیا یہانسے یعنی جہان گذرانسے اسکا شاکی تھا بادشاہ سے فقیر تک جوانسے پیر تک حقیقت مین
نفس امارہ سخت ناکارہ ہے اسکو بہر کیف پچھاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن جھاڑے شعر دیوانہ باش تا غم تو
دیگران خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش + آدمی کو لازم ہے وہ بات پیدا کرے تا صفحۂ دنیا پر چندے
بہ نیکی نام یاد رہے شعر اسطرح جی کر بعد مر نیکے + یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے + دنیا مین کسی سے دل نہ لگائے
کہ یہ کارخانہ بہت بے ثبات ہے وصل سے فرحت ہجر کی مصیبت اپنے سر پر نہ لائے کہ مرنیکی بات ہے معشوق
باوفا عنقا کیطرح ناپیدا ہے اور پُر دغا ہرجائی ہر جا مہیا ہے خواہش کا انجام کاہش ہے تمنا دلسے
دور کرنے مین جان کی آسایش ہے مؤلف کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنا نے + خراب و خستہ مین اس
دل کی آرزو سے ہے + مگر وائے غفلت ہائے نادانی کہ جب نشاے جوانی کا موسم پیری مین جاتا رہتا
ہے اُسوقت آدمی سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہے وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ کب ہاتھ آتا ہے
ناچار ہو کفِ افسوس ملکے پچتاتا ہے گذشتہ را صلوات کہکے دلکو سمجھاتا ہے آدمیونکو بندر کی تقریر دلخراش
پر اثر سے عبرت و حیرت حاصل تھی کبھی نصیحت و پند گاہ کلام رنگین و دلچسپ با دل دردمند
کبھی سخنان وحشت افزا سنتا چلا جاتا تھا اہل دل طبیعت کے گداز سے روتے ساتھ آتے تھے ہر فقرہ پر درد
پر ضبط نہو سکتا تھا چلاتے تھے خلق خدا جنازے کی طرح ہاتھی کے ہمراہ تھی ایک عالم کے لب پر نالے تھے فغان و
آہ تھی اسی سامان سے ملکہ کے جھروکے تلے پہونچے وہ منتظر تمام شب نالہ بلب سوداگر سے بولی یکدم ٹھہر جا
مین بھی اسکی تقریر کی مشتاق ہون سوداگر نے ہاتھی روکا ملکہ نے کہا اے مقرر بیزبان گم کردہ خانمان

اگرچہ اب ہم کس لایق ہین مگر تیری داستان ظلم وجور کے شایق ہین بندر نے آواز پہچانی پہلے تو خوب رویا
پھر جی ٹھہرا کر کہنے لگا شعر ہر کس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست خویشتن فریاد + میر کیونکہ
کہیے کوئی نہین آگاہ + اک قیامت بپا ہے یان سر راہ + کچھ چھپا اب نہین رہا یہ راز + ہے جہان اس
سے سب سخن پرداز + بس تغافل نکر ترحم کر + گوش دل جانب تکلم کر + شعر قسمت تو دیکھنا کہ کہان
ٹوٹی ہے کمند + دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا + افسوس یار نے عیاری کی دغا سے یہ نوبت
ہماری کی جسکا رونا ہمین ناگوار تھا وہ ہمارے لہو کا پیاسا قتل کا روادار تھا یہ مثل سچ ہے تیرھوین صدی ہے
نیکی کا بدلا بدی ہے محبوبونکی تمنا دل مین رہی وطن جانیکی حسرت آب وگل مین رہی دوستونکا
کہا نمانا وہ آگے آیا پچھتانا پڑا اب اجل جلاد کے فریب سے ذبح ہوئے طالب و مطلوب جان جوکھون مین پھنسے
زندہ درگور ہوے الحق دنیا دم مارنے کی جا نہین راز کسی سے کہنا اچھا نہین منصور حلاج نے کلمۂ حق کہا
تھا ناحق لوگون نے دار پر کھینچا غرض جو بولا مارا گیا جانسے بیکار گیا کہتے تو کہا پر سوچ کر بات بنائی
جی مین دہشت آئی کہ مبادا یہ خبر اُس الکفر کو پہونچے تو یقین ہو کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال
سے دنیا مین نہال ہوتا ہے یہ بیگناہ گویائی کے سبب ناحق حرامزادے کی بدولت حلال ہوتا ہے
مؤلف کمال شے زوال ہے اُس پر لاکھ حاسد ہون + بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی
بے کمالی کا + خدا جانے ہے دیکھا دیکھکر یہ چاند منھ کسکا + ہوئی ہے عید غیرونکو ہمین ہے چاند خالی کا +
مین نے اپنے ہاتھ سے پانون مین کلھاڑی ماری فلک نے بنا کر بات بگاڑی مصرعہ اے روشنی طبع تو
بر من بلا شدی شعر گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر + تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث +
اب سردست کچھ تدبیر بن نہین آتی ہے صورت مرگ آئینۂ چشم مین مد نظر ہے ہماری ہمین کو خبر ہے
کوئی گھڑی مین مفت جان جاتی ہے جو جاتا ہے وہ دیکھتا ہے جسے خبر نہین اُس سے کہدو تمھارے
واسطے غریب یار ہوے اور تمھارے سبب سے قتل کے سزاوار ہوے شعر بجرم عشق توام می کشند و
غوغائیست + تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست + ان باتون سے رہے سہے حواس ملکہ کے برطرف
ہوئے سمجھی جانعالم یہی ہے جوادیا کہ جو جانتے تھے اُنسے کیا ہو سکا انجانکو تکلیف دینے سے کیا فائدہ اور
توتے کی گردن مروڑ پنجرا باہر نکالا بندر کی نگاہ پنجرے پر پڑی سمجھا ملکہ پہچان گئی یہی فرصت کا
وقت ہے ہنگامہ وتلاطم تو مچا تھا کسی نے دیکھا نہ بھالا بندر سوداگر کی گود مین لیٹ کر توتے کے

قالب مین پرواز کر آیا توتا پھڑکا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا

تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار اور ملکہ کا توتے کے قالب مین لانا بندر کو اور مرنا بندر کا

بندر مر گیا چاہا ہلاک ہو بدنامی کا قصہ پاک ہو جو شخص خواصی مین بیٹھا تھا سمجھانے لگا بندہ پرور شکر کرنے کی جا ہے شکایت کا موقع کیا ہے حرمت رہی جان بچی مرگ فرزند سے ہان بجز چارہ نہین مرجانا بجز حمقا عقلمند گوارا نہین اگر بادشاہ جبر سے بندر کو چھین کر مار ڈالتا جان کھوتی جگہ تھی صبر کیجیے جو خدا کی مرضی اسکی رضا مین مجبوری ہے جائے صبوری ہے صابر و شاکر کا مرتبہ بڑا ہے انکے حق مین اللہ فرماتا ہے تمنے سُنا ہے کہ نہین اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْنَ تماشا یہ تو پر جو یہ حال کھلا رونے پیٹنے کا دونا شور و غل مچا سب نے متفق ہو کر یہی کہا بسکہ بندر عقیل تھا یہ پیام طلب کوس رحیل بجا سننے جانے کی نوبت نہ آئی سوداگر کی گود مین جان گنوائی اپنا قول جو ثابت ہوا خوف سے مر گیا داغ تقریر ہمارے صفحۂ دل پر دھر گیا یہ خبر اُس کافر کو پہونچی اُسے بھی چین نہ آیا لاش منگا جلا کر دل ٹھنڈا کیا خاک تک برباد کی جب تسکین ہوئی وہان ملکہ مہر نگار پنجرا لیے بیٹھی لوگون کو پاس سے سرکا دیا میان مٹھو نے ہو بہو ابتدا سے انتہا تک مفصل سب حال سُنایا کہ اس طرح نقشے کی چال نہین اُسکے رونے پر عمل بتایا وہ ہمین پر عمل مین لایا بندر بنلیا پھر چو یار کے حال مین پھنسے دوست رونے دشمن ہنسے وہان سے سوداگر متاع خوبی سمجھکر اپنے پاس لایا فلک نے بعد خرابی بسیار آج تمسے ملایا ملکہ نے کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشاء اللہ تعالے جلد کوئی صورت ہوئی جاتی ہے

یہان یہ گفتگو تھی کہ اُس نطفۂ شیطان کی آمد ہوئی ملکہ باہر نکل آئی تعظیم کی ہمیشہ یہ معمول تھا جب وہ آتا ملکہ بات نہ کرتی خفیف ہو کر اُٹھ جاتا اس روز جو گفتگو ہوئی وہ مردک سمجھا بندر کا مرنا بچشم ملکہ نے دیکھا اس سے دب گئی ہمکلام ہوئی اب جلدی نکر و امروز فردا مقدمہ درست ہوجائیگا لیکن پہلے اس سے فیصلہ شرط ہے ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تھا اس باعث ملکہ سے ہراس کرتا تھا نہایت پاس کرتا تھا جب رخصت ہونے لگا ملکہ نے کہا ایک بکری کا بچہ خوبصورت سا ہمین بھیجدو پالینگے جی لوٹا لینگے یا تو چپ رہتی تھی یا آج بچہ مانگا یہ بچا بہت خوش ہوئے اُسیوقت ایک بکری کا بچہ تحفہ بھجوادیا دوسرے روز جو آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ پایا اُسکے روبرو بچے سے کھیلا کی دو تین روز یہی صحبت رہی ایک روز ملکہ نے بچے کو دبا کر ادھموا کر دیا اور چوبدار دوڑایا کہ شہزادے کو جلد بلا لاؤ عرض کرنا اگر دیر لگاؤ گے جیتا نہ پاؤ گے یہ خبر سُنکر وہ مجلس اکا عازم ہوا ملکہ نے پنجرا اُس ہمائے اوج سلطنت کا پلنگ کے پاس رکھ لیا جب وہ نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچہ کو گود مین اُٹھا اس زور سے دبایا کہ وہ مرگیا اُسکا مرنا اسکا نالہ و فریاد کرنا گریبان چاک کرنے کی بکھیڑا پاک کرنے کی تدبیر کی وہ بے قرار ہو کر بمنت بولا ملکہ ہزار بچہ اس سے اچھا ابھی موجود ہوتا ہے تم کیون روتی ہو ملکہ نے اُسی حالت مین کہا کہ مین کچھ نہین جانتی تم اسے ابھی جلادو جو میری خوشی چاہتے ہو وہ بولا بھلا مردہ کہین جیا ہے کبھی کسینے ایسا کام کیا ہے ملکہ نے رو کر کہا واہ تمنے میری مینا جو جلائی تھی جب مین بلبلاتی تھی یہ دلمین سمجھا شاید شہزادے نے یہ حرکت کی ہوگی کارخانے مسبب الاسباب کے معروف و مشہور ہین دنیا مین مثل ہے کرد کہ نیافت جسنے جیسا کیا ویسا پایا ہر فرعونے راموسی قطعہ اے یار جو کوئی کسی کو کلپا دیگا + یا درہے وہ بھی نہ کل پا دیگا + اس دار مکافات مین سُن اے غافل + بیداد کریگا آج کل پا دیگا + وہ بدحواس پوچھنے لگا ہمنے مینا کیونکر جلائی تھی ملکہ بولی تم پلنگ پر لیٹ رہے تھے وہ جی اُٹھی تھی یہ پتا بھی درست پایا کہا بچہ گود سے رکھدو ملکہ نے پھینکدیا وہ پلنگ پر لیٹا اپنی روح بچے کے قالب مین لایا وہ کودنے لگا ملکہ مہر نگار نے گود مین لیا پیار کیا وہ سوچا دو گھڑی ملکہ کی طبیعت بہل جائیگی پھر روح قالب مین لیجاؤن گا مطلب تو نکل آئے یہ نہ سمجھا فلک کی گھات ہے فریب کی بات ہے چرخ کو کچھ اور منظور ہے اب اُس جسم مین جانا بہت دور ہے شہزادہ جانعالم یہ سب معاملے پنجرے سے دیکھ سُن رہا تھا فوراً اپنی روح اپنے جسم مین لایا اُٹھ کھڑا ہوا یہان وہ بزدلا جانعالم کو دیکھکر تھرا گیا خوف چھا گیا سمجھا قسمت اب بُری ہے

تصویر وزیرزادی کی پلنگ کے اوپر لیٹ کے اپنی روح بکری کے قالب میں لانیکی اور جانعالم کا اپنے قالبمیں پرواز کرانا

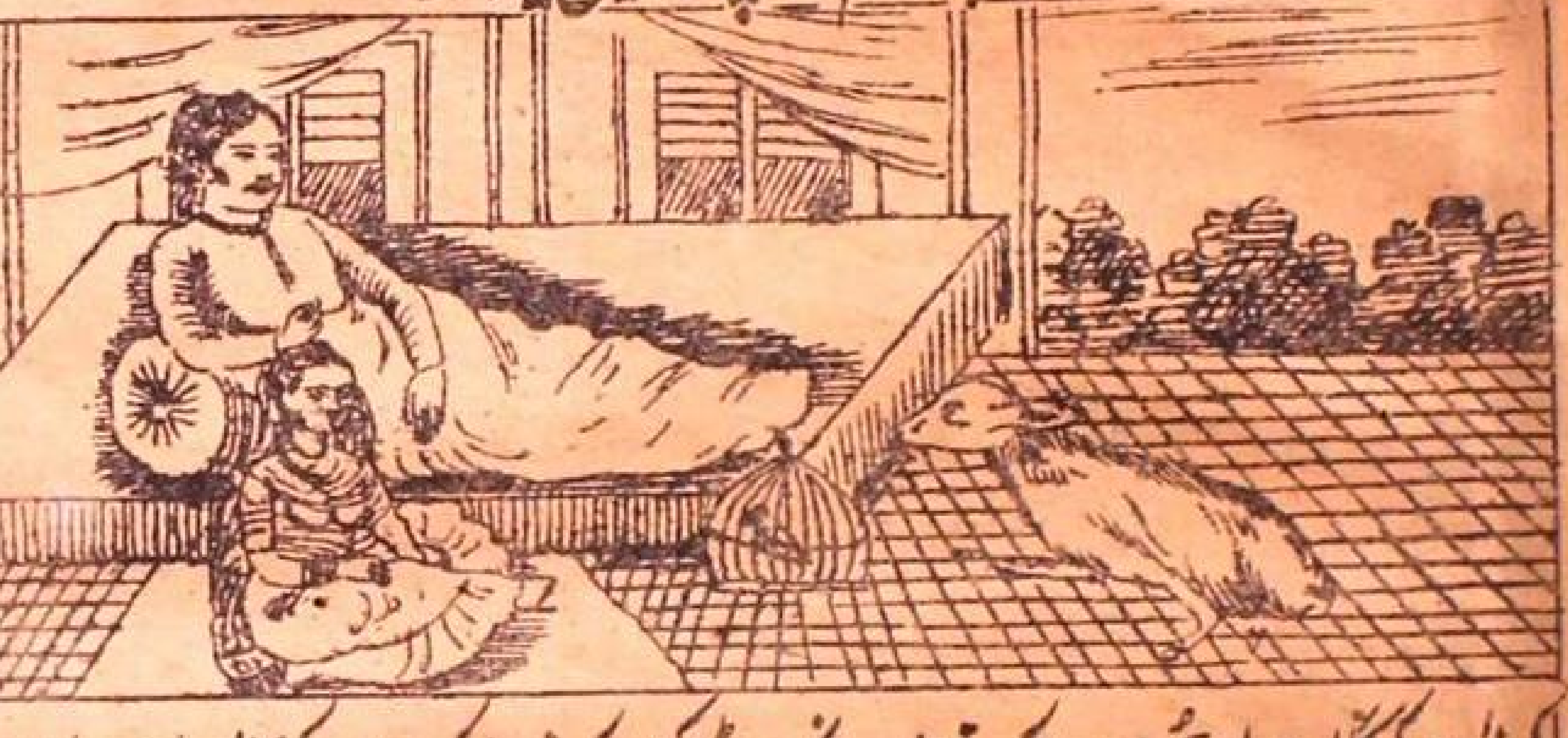

کوئی دم کو گلا ہے اور چھری ہے ملکہ نے جلد وہ انچھر دہ پڑھکر پھونک دیے کہ وہ اور کے قالبمیں روح لیجانا
بھول گیا پھر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صاحب مبارک ہو اللہ تعالی نے تمھاری ہماری حرمت و آبرو کو بچایا
بھیڑیے سے ملایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہے وہ بکری کا بچہ بیدین وزیرزادہ ہے یہ کہکر تینوں عاشق و
معشوق گلے مل مل خوب روئے جو جو محرم راز تھیں دوڑیں مبارک سلامت ہوئی جانعالم نے اُسوقت
سوداگر کو طلب کیا سب حال مفصل کہدیا بعد ادائے شکر نعمت خلعت و انعام ہر اقسام کا عنایت کیا وطن اُسکا
وعدہ حتمی لیا پھر چڑیمار اور اُسکی جورو کو بلایا بہت زر و جواہر دیا اور بمشورہ غضنفر شاہ اُس مملکت کے چڑیماروں کا
چودھری کر دیا پھر لشکر ظفر پیکر کو حکم تیاری سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونیکو غضنفر شاہ کے پاس آیا
آخر کار بدقت تمام و طول کلام درازی ایام مفارقت والدین کہکر اُسے راضی کیا پیش خیمہ اُسیدن لدگیا
دو چار دن رخصت کی دعوتیں اور لگے اخیر جلسے خوب دھوم دھام کے ہوئے اپنے عمل تک وہ ساتھ آیا
تمام لشکر نے پکا پکایا پایا پھر رخصت ہوئے وہی دو چار کوچ ایک دو مقام کرتے براحت و آرام چلے

ورود لشکر نصرت اثر دشت پُر خوف و خطر میں لب حوض خیام شاہی کا ہونا ساحرہ کا آنا تمام لشکر کو
نصف پتھر بنانا پھر ملکہ کے باپ کا آنا اور جادوگروں کی لڑائی شہپال کا قتل فوجکی رہائی

نگارندۂ داستان عجیب + یہ لکھتا ہے پھر ماجرائے غریب + طلسم جہاندیدہ کا ہے مکان + پھنسے اسمیں جتنے ہیں

پیر و جوان + ولیکن ہنسا جو کوئی اُغنچہ سان + ہوا مثل گل دستبرد خزان + جیسے ہم نے دیکھا وہ تھا
دل حزین + خوشی کی جگہ سچ ہے دنیا نہین + محرران جادو نگار سحر ساز راقمان فسانۂ ہوش ربا
حیرت پرداز نے لکھا ہے کہ جانعالم ہر صبح مثل مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کوچ و ہر شام
مانند ماہ تابان مقام کرتا چند عرصے مین پھر اُسی دشت ادبار صحراے خارخار جہان حوض مین
کود پڑا تھا وارد ہوا حوض کے متصل سراپردۂ خاص نصب ہوے گرد لشکر نصرت اثر اُترا انجمن آرا
اور ملکہ مہر نگار کو وہ چشمہ دکھایا جب دن تمام ہوا نماز شام کے واسطے جدا خیمے مین تشریف لایا نماز
پڑھ کے کسل راہ سے پلنگڑی جواہر نگار بچھی تھی اُس پر لیٹ رہا سُستی کے باعث غنودگی سی تھی کہ
دفعتہً ایک خواص خاص انجمن آرا کی بدحواس دوڑی آئی کہا شہزادہ جانعالم کی عمر دراز ہو نصیب
دشمنان شہزادی کی طبیعت ناساز ہے شدت سے کلیجے مین درد ہوتا ہے وہ نقش سلیمانی اور لوح دیجیے
دھو کر پلا دین عارضۂ مزاج مطلوب و بدمزگی طبیعت محبوب سنکے بیقرار ہوا کچھ نیند کا خمار کچھ طبیعت کا انتشار
دیکھا نہ بھالا نقش و لوح حوالہ کیا نقش دیتے ہی نقشہ بگڑ گیا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ اے جانعالم
بہت دنون اُڑتا پھرا مدت کے بعد پھنسا خبردار ہو جا ایسی آواز ہولناک تھی کہ سب لشکری ڈر گئے
شجاعون کے دل تھرا گئے محل مین رنڈیون کو غش آ گئے گھبرا کر شہزادے نے اُٹھنے کا قصد کیا جگہ
سے ہلا نہ گیا غور جو کیا تو آدھا جسم پتھر کا ہو گیا تھا پھر تو جو جہان بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا جو کھڑا تھا

تصویر جانعالم کے پتھر بننے کی نصف بدن تک مع لشکر اور رنڈیون کا دعائین مانگنا

انڈھیارہ گیا ہر طرف غل اور شور تھا جو پڑا تھا زندہ در گور تھا بجھ دُکھ کچھ ہنسی تمام فوج آفت ناگہانی مین پھنسی
عجب کھلبلی مچی نامردون کی ہائی مچی کل لشکر انسان سے حیوان تک نیچے کا دھڑ پتھر کا اور اوپر کا
جسم بدستور آہ و نالہ و فریاد و بکا سب لشکر مین بپا تھا اور محلسرا مین بھی یہی ہنگامہ مچا تھا ہر ایک
گرفتار بلا تھا وہ رنڈیون کی زاری انجمن آرا کی بیقراری علی الخصوص ملکہ کے بیان سے زمین و
آسمان کانپتا تھا جب وہ یہ کہتی تھی شعر ہر دم زمانہ داغ دگر گونہ در دہد + یک داغ نیک ناشدہ
داغ دگر دید + تمام لشکر مین از شام تا پگاہ ہر ایک کے لب سے نالۂ جانکاہ بلند رہا جو وقت ماہ دم سرد
بھرتا نقاب سیاہ روے تابان پر ڈال کر غمکدۂ مغرب کیطرف روانہ ہوا اور آفتاب جگر سوختہ مشرق
سے نکلکر خدنگ آہ بیکسان کا نشانہ ہوا ایک ابر تیرہ و تار آیا آدمی خوف زدہ دیکھنے لگے اُس ابر
سے اژدہا خونخوار شعلہ فشان آتش دہان نکلا ایک رنڈی اُس پر سوار وہ بھی آتشبار شہزادے کے
خیمے مین اتری جانعالم نے پہچانا کہ وہی جادوگرنی ہے دل سے کہا شہر اپنا دور رہا موت قریب آئی
قسمت نے کس جگہ لاکر نیرنگی دکھائی وہ بولی جانعالم کہو اب کیا قصد ہے شہزادے نے کہا وہی جو تھا
اُسنے کہا اب وہ نقش سلیمانی اور لوح پیرمرد کی نشانی کہان ہے جس کے بھروسے پر کودتے تھے اگر
زندگی مع لشکر درکار ہے تو ملکہ اور انجمن آرا سے انکار کرو ہماری اطاعت اور محبت مقدم جانکر ہمسے
وارومدار کرو نہین تو مین ایک دم مین بیگور وکفن طعمۂ زاغ و زغن کر دونگی دشت لاشون سے
بھر دونگی شہزادے نے کہا ہمارے لوح دلپر نقش ارادت حافظ حقیقی کلک قدرت سے منقش ہے حادثات
سے مجبور ہون بیوفائی سے دور ہون جو کہا سو کہا جو کیا اگر قضا آئی ہے مرنے سے کیا چارہ ہے مگر
جیتے جی بات جاتی کب گوارا ہے یہ سُنکر جل گئی غصے سے رنگت بدل گئی کچھ بڑبڑا کر جانعالم پر پھونکا نصف
پتھر تھا اب حلق تک ہو گیا حسرت و یاس سینے مین بھری تھی تصویر آذری سی پلنگڑی پر بےحس
دھری تھی وہ تو اژدہے پر چڑھکر اڑی اور پکاری لے اجل رسیدہ آج کے دن اور رات مہلت
کی ہے اگر صبح کو بھی انکار کیا تو یاد رکھنا لشکر کا خون اپنی گردن پر لیا یہ سُنا کر وہ تو ہوا ہوئی جبتک شہزادہ
آدھا پتھر تھا تو ملکہ اور انجمن آرا اپنے اپنے خیمون سے گھبرا کر پکارتی تھین جانعالم جواب دیتا تھا یہی وا
کا سہارا انکی زیست کا سبب تھا اب تا حلق پتھر ہونے سے وہ جرس قافلہ گم کردہ راہ دشت غربت
بے صدا ہو گیا وہان صبر کا راہبر جدا ہو گیا ہر چند دونون چلائین شہزادے نے مطلق جواب ندیا بولا ہی نگیا

پھر ملکہ مہر نگار با دل فگار سر پیٹ کر کہنے لگی میر حسن فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا + کہ جسکی عوض یون رُلانے لگا + مژدہ اے مرگ غریب الوطنی خوب حیلہ ہاتھ لگا تو بدنامی سے بچی ہمنے ناکامی مین جان دی چرخ ستم شعار زور رنگ لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سب کا منھ حیرت سے تکتی تھی اور روتی تھی غرض بین کر آتے تھے نہ غل مچایا جاتا تھا گھٹ گھٹ کر جان کھوتی تھی خواصین سر کھولکر کہتی تھین ہے ہے ہم ان جنگل ویران مین لٹ گئے وارث سے چھٹ گئے شعر تو وہ کریم ہے ناشاد کو جو شاد کرے + غم زدہ مستمند کو ہر طرح بامراد کرے + لوگو ہم کدھر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تھی شیطان کے کان بہرے خدا نخواستہ اگر جان عالم کے دشمنون کا رونگٹا میلا ہوا شہزادیان خاک مین ملجائینگی غم جدائی سے جان گنوائینگی ہم انکے ماں باپ کو منھ کیا دکھائینگے اس دشت ادبار مین سر ٹکرا کر مرجائین گے یہ جادوگرنی قربان کی تھی یوہین بے گور و کفن رکھیگی اور آتون محلدار جگر افگار سر سے چادرین پھینک مدینے کیطرف پکار پکار یہ کہتی تھین شعر تصدق لینے تو آسو بچا یا رسول اللہ + کہو کہ حل کرین مشکل ہماری حضرت شاہ + ایک طرف مغلانیان غم کی ماریان دم گرم آہ سرد بھرتی تھین ایک سمت انیسین جلیسین نجف کی طرف بال کھول کر التجا سے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تھین شعر تمنے مدد کی نوح کی طوفان سے کشتی پار کی + یا مرتضے مشکلکشا کیون دیر میری بار کی + کوئی کہتی تھی ہمارا لشکر اس بلا سے جو بچ نکلے گا تو مشکلکشا کا کھڑا دونا دون کی کوئی بولی مین سہ ماہی کے روزے رکھونگی کونڈے بھرونگی صحنک کھلاؤنگی دودھ کے کوزے بچون کو پلاؤنگی کسی نے کہا مین اگر جیتی چھٹی جناب عباس کی درگاہ جاؤنگی سقائے سکینہ کا علم چڑھاؤنگی چہل منبری کر کے نذر حسین سبیل پلاؤنگی غرض کہ لشکر سے زیادہ خیمون مین تلاطم پڑا تھا صدائے حزین نالۂ غمگین نے ہنگامۂ محشر بپا تھا اتفاقاً ایک شاگرد ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ نہ شنیدہ اُس مرد بزرگ کی ملاقات کو بردے ہوا اُڑا جاتا تھا یہ نالۂ بلند صدائے ہر دردمند اُسکے کان مین پہونچی زمین کا متوجہ ہوا دیکھا تو ایک لشکر عظیم بحال سقیم سحر کا مبتلا ہے شور و غل ہو رہا ہے جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا کہ انسان سے تا جانور سب آدھے پتھر ہین سمجھا سحر شہپال مین خراب حال ہین لوگون سے پوچھا یہ ستم رسیدہ لشکر کسکا ہے کہان سے آیا ہے وہ ملکہ مہر نگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے بیان کیا جب اسے یہ امر معلوم ہوا کہ اُستاد زادی کی خانہ بربادی ہے در خیمہ ملکہ پر آیا سر پیٹتا چلایا

ملکہ نے آواز پہچانی کہا بھائی اسوقت پردہ کہاں نکلا یہاں آ کے تم بالمشافہ ہمارا عذاب اور حال خراب دیکھو
وہ اندر آیا ملکہ کو بھی اُسی عالم میں پایا اُسنے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ ہے وہ عرض
کرنے لگا مجھے اُسکی ہمسری کی طاقت نہیں اور وقفہ کم صبح سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا بجز آپکے
والد بزرگوار کے تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہیں لو خدا حافظ و ناصر ہے یہ کہکر بحال خستہ و تباہ لب پر نالہ
و آہ اس تیز قدم سے چلا کہ ادہم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پر نثار تھی ٹھوکروں میں صرصر بے قرار تھی
پہر بھر میں وارد باغ ہوا گل سا چاک گریبان غنچے کی طرح خموش شبنم نمط اشک رواں پیر مرد نے
فرمایا خیر ہے اُسنے شمۂ گرفتاری جانعالم ملکہ کی بے قراری انجمن آرا کا الم لشکر کا حال ترکہکر عرض کی
جلد چلیے اگر شام تک نہ پہونچے وہاں صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان سب دل میں
رہیگا کشتوں کو عالم نے والی وارث کہیگا کوئی گور و کفن نہ پائیگا خاتمہ بالخیر ہو جائیگا پیر مرد نے آہ سرد
بھرکر فرمایا افسوس شہزادے کو سب کچھ سمجھایا تھا مگر عمل میں نہ لایا میر سوز ایک آفت سے تو مر مر کے
ہوا تھا جیتا ÷ پڑگئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی ÷ اُسیدم شاہین تیز پرواز پر سوار ہوا مغرب کی نماز
لشکر میں داخل ہو کر پڑھی پہلے جانعالم کے خیمے میں آیا حال دیکھکر سخت گھبرایا پھر انجمن آرا کی جا کر
تسکین کی وہ رونے لگی وہاں سے ملکہ کے پاس آ کے کہا تمہاری بدبختی نے ہماری وضع میں
فرق ڈالا برسوں کے بعد باغ سے نکالا ملکہ نے رو کر عرض کی یہ وقت تدبیر ہے نہ ہنگام تجویز بعد
رہائی اس آفت سماوی کے جو چاہنا فرمانا القصہ مجبور و ناچار وہ عارف باوقار شہزادے کے خیمے کے
نزدیک دور تک حصار کھینچکر بیٹھا یہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تھا کچھ
پڑھنے لگا کبھی مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ اے یاور زیر دستان و سرفرو کنندۂ گردن کشان
اس بوڑھے کی شرم تیرے ہاتھ ہے قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں آخر وقت کا تو حافظ و نگہبان ہے تجھے
جو مشکل ہے تیرے روبرو آسان ہے سفید ڈاڑھی کو بدنامی کے داغ سے نہ رنگانا تیرہ بختی کا دھبا اس ریش سفید
نہ لگانا شعر مشکل ز توجہ تو آسان ÷ آسان ز تغافل تو مشکل ÷ جبکہ سجادہ نشین چرخ اول با مجمع مریدان کواکب
حجرۂ مغرب میں روپوش ہوا اور ساحر فلک چہارم پُر شوکت و باحشم طلسم مشرق سے نمودار باجوش و خروش ہوا
اور وہ عبادت گزار پیر جوانمرد شب زندہ دار وظائف صبح سے فرصت پا چکا تھا کہ یک وہ نابکار شیطان صفت ناپاک صورت
اژدہے پر سوار چشم خونخوار بعزم قتل جانعالم لشکر میں تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس گئی آنکھیں لال لال طیش کمال اور

یہ آواز کرخت پکاری اے مرد پیر سُست تدبیر تری اجل بھی دامنگیر ہو کر کشان کشان اِس دشت جانفشان مین لائی مجھے شرم آتی ہے کہ تو پیر نود سالہ ہو چکا ہے نہ مارے مر رہا ہے تیرے قتل مین بدنامی جھٹ فائدہ کیا ہے جدھر سے آیا ہے سیدھا چلا جا مین بیک نگاہ کج نشان لشکر اِس صفحۂ زمین سے مثل حرف غلط کا دھر سے مٹائے دیتی ہون مرد بزرگ نے آشفتہ ہو کر فرمایا اے ننگ فرقۂ بنی آدم مردود عالم تجھے جوش شہوت و لولۂ مباشرت نے آمادۂ قتل ہزارہا بندۂ اللہ بے جرم و گناہ کیا مین مرگ عزیزان دیکھون مرنے سے ڈرون بقول تیرے آج نہ موا کل مر جاؤنگا جیتے جی خلق کو کیا منھ دکھاؤنگا یہ مجھون سے ناحق آنکھ چھپانی پڑیگی تو بدبخت مجھ سے کیا لڑیگی یہ سنکر وہ فاحشہ جھلا آستین چڑھا سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی اُنکی بھی دعا کی تاثیر پیر بنکے اُس کا سحر اُس پر ڈھال رنگ مٹانے لگی صبح سے پہر دن باقی رہا کوئی دقیقہ طرفین سے نہ باقی رہا طول اِس مقام کا بیجا تھا اسی کلمے پر تمام کیا کہ جب وہ عاجز ہوئی تب سحر کی طاقت سے شیر کی صورت بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو یاد کر کے وہ مہیب شیر بنا اور اسطرح للکار کر گونجا کہ جنگل کے چارپائے نعرے کے خوف سے دریا مین گرے

تصویر ایک شیر ببر اور دوسری شیرنی کی باہم لڑنا اور شیر کا غالب آنا

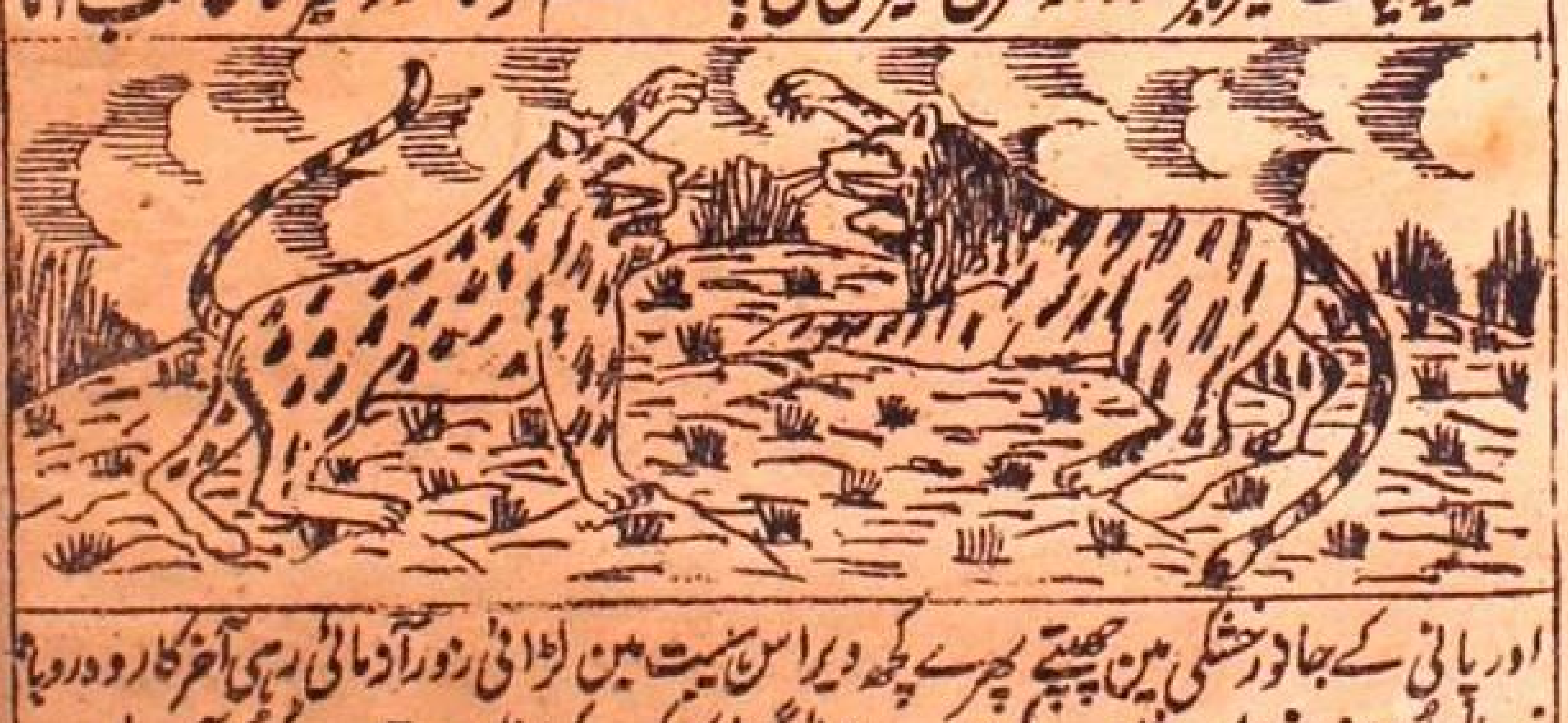

اور پانی کے جانور خشکی مین چھپتے پھرے کچھ دیر اِس ہیئت مین لڑائی زور آزمائی رہی آخر کار روبہ خصال اُس ہزبر نیستان شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بھبکی دکھائی اور عقاب بنکر اُڑ چلی وہ شاہین اوج دلیری سوچا کہ بے گرفتاری طائر مطلب یعنی اِس ڈھڈو کے لغو جنجال سے نہ نکلے گا اسطرح یہ بھبکی بھٹکی چٹی کی آڑ مین شکار کھیلیگی بلا سے کچھ ہوا سے پھنسا ڈز دو مین کم پایا تھا فوراً باز تیز پرواز ہو اِس سناٹے سے چنگل آہنین مین اُسے دبوچا ایسا دبوچا کہ اُسکی جان سنسنا گئی

بھاگتے وقت رجال الغیب سامنے تھا موت پنجے جھاڑ کے پیچھے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے نہ چھوٹ سکی اُسی کشمکش اینچا کھینچی مین مرغ روح اُسکا مجروح قفس تن سے اُڑکر آشیانۂ جہنم مین پہونچا غلغلہ حشر و شور و نشور اُس صحرا مین نزدیک و دور مچا ہر طرف سے دار و گیر کی صدا آئی آسمان چکر مین آیا زمین تھرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندھی چلی سحر کا کارخانہ اُڑ گیا ابتر ہوا قریب شام وہ سیاہی موقوف ہوئی خورشید نے رُخ انور دکھایا اپنا بیگانہ نظر آیا جانعالم گھبرا کر اُٹھ بیٹھا اہل لشکر نے رہائی از سر نو زندگی پائی جانعالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کی خدمت مین حاضر ہوا سب نے دیکھا دور حصار مین ایک رنڈی اَسّی نوّے برس کا سن ضعف کا زور و شور بڑھاپے کے دن

تصویر جادوگرنی بڑھیا کی سانپ چھوٹتے ہوئے اور اُس کا مارا جانا

قد کمان مرنے پر کسی آنکھین تو دہ طوفان جسم کا ہر پٹھا درپئے ژولیدگی گھنی ہوئی رگین صاف نظر آتی تھین ہڈیان پسلیان بوسیدہ جلد کے باہر سے گنی جاتی تھین درج دہان بے دُرِ دندان حقۂ خالی کیطرح و اڈاڑھ دانت کے نام سے منہ مین خاک نہین بھاڑ سا کھلا نیلے نیلے مسوڑے بڑے تالو لوہے کا توا جیب جھلسی چھالے پڑے بایان ہاتھ ساکھو کا ڈالا اور دہنا برگد کا ٹہنا قد کا ڈول نرالا عوج بن عوق کی خالا ٹانگ بر ایک تماٹے سے بڑی کھڑی ہو تو سقف بے ستون کی آڑ و ار ہو گنبد چرخ کی باڑ ہو پھیلائے پڑی تھی گویا پتھر کے محل کی کڑی تھی سینہ پر کینہ تنگ چھاتی تکیے تکیے کیطرح سیدھے لٹکے پیٹ کی لپیٹ کی انتہا نہین بے خاک گور کبھی بھرا نہین دل پہاڑ کی سل سے سخت تر گردہ توپ کا ہمسر ہڈی سے گوشت گوشت سے کھال جدا پیر ڈال فرہاد کش بڑھیا چہرہ کا یہ رنگ کہ سلیٹ کے سپر کا اُسکے روبرو منہ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی مین کالی بلا سی

نظر آئے گوبڑ کا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے بیچا ہے اُنکو نکو کاٹ کھالے ماتھے پر سیندور کا ٹیکا دور سے
نظر پڑتا اور سفید چونڈا چھچھوندر کیطرح لٹکتا سیاہی کا دھبا بجز تیرہ بختی کہین نہ دیکھا ایسی سر کی مانگ مین بھی مانگ
جا بجا سیندور بھرا بالون مین ناریل کا تیل پھٹے پھٹے دیدون مین ندیدون کیطرح کاجل ریل
پیل گہنے کے عوض سانپ بچھو لپٹے کھوپڑی اور ہڈیون کے ہار گلے مین پڑے سحر کا سنگار کیے
پشت پہ بہشت رودے نحس سوے جہنم چت پڑی تھی شہزادہ پیر مرد کو ساتھ لیکے محلسرا کے خیمے مین آیا
شہزادیون نے جان پائی جلیسون کے منھ پر رونق آئی خواصون نے شکر جناب باری کیا ما ما
اصیلون نے پیر مرد کے قدم پر گر کر عرض کیا مصرعہ اے آمدنت باعث آبادی ما + اُس بزرگ نے
فرمایا ابھی اس معرکے سے نجات نہین ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہے جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ کیا ہے
اُسنے فرمایا اسکا باپ شہنشاہ جادوان ہے کوئی دم مین ضرور آئیگا بکھیڑا مچائیگا ملکہ مہر نگار مضطرب
ہوئی سر مرد نے فرمایا اللہ یار ہے وہ کیا نابکار ہے مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
یہ کہکر دو ماش چپ و راست پھینکے دو جانور نئی صورت کے پیدا ہوے ہر نکے چہرے طاؤس کے دم
یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھین زمرد کے پر اور دو ٹھیکریون پر کچھ لکھکر اُن کے سامنے رکھا
وہ ہر ایک چونچ مین اُٹھا اُڑ گیا وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جسوقت ساحر شب بید اجل
صبح کی آمد کے دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے ازدر مشہور ہے
مار گزیدہ از ریسمان پیچیدہ میترسد پیر مرد کے گرد جمع ہوے کہ ایک سمت سے غول کے غول غث کے غث
جادوگرون کے چھٹ پٹ باز جرے باشے بھجنگے پر نگلے دھڑنگے سوار قطار قطار آئے میدان مین مرشد
کامل نے انکا پرا جمایا دوسری جانب سے جادوگرنیان طاؤس اور ناگنون پر سوار آتشبازی کے حقے
اُڑاتی ناریل اُچھالتی اِکتارے چھیڑتے بادلے کی جھنڈیان کھلی ہوا سے اُڑتی ہوئین آپس مین
چھیڑ چھاڑ سحر آزمائیان ہاتھون کی صفائیان ہوتی لڑائی کے عزم پر ہر ہر کرتی موجود ہوئین اُجھی
پرے کے مقابل ٹھہرین انھین دیکھ کے جانعالم کا جی کلبلایا فوج کے سردارونکو بلایا اور فرمایا
کہ آج دغدغہ کامل ہے مگر یہ جلسہ اور معرکہ دیکھنے کے قابل ہے زندگی ہے تو ایسا روز کبھی کاہے کو
نظر سے گذرے گا وگرنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج بھی چمک دمک سے صف آرا ہو اسباب
نیا سب نکالو یہ خبر سن کے پہلے بیلدار نکلے لپت و بلند زمین ہموار کر کنکر پتھر چنکر جھاڑی

جھنڈی کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنون کی خاطر مورچے درست کیے
توپون کے لیے دمدمے باندھے جھانکی لگائی کہین سرنگ کا پوشیدہ رنگ جمایا باروت کو چھپایا میدان
جنگی بنایا پھر سقے آبپاشی کر گئے توپخانے والے بالچون مین پانی بھر گئے فوج کی آمد ہوئی صف
کارزار آراستہ ہونے لگی راست و چپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست پٹے سونڈ و نین چڑھے ایک ایک
پہلوان قوی ہیکل زرہ پوش گرز گران بر دوش اُنپر سوار پھر پلٹنین اور توپخانہ آیا قرینے سے
جمایا گیا توپ فلک شکوہ سورج جھنکار اور ٹانک متی کی ستے کی گردون گردان پرچوٹ کرنیوالی
مدد کو ہوٹ کوسون کی چوٹ کی اور وہ غبارے جسکا گولہ قصر چرخ مین اُتارے پھر سوار و نکے پرے
مین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست کر دیا آگے ہراول پیچھے سوارون کے پیدل
فوج نکلے دل نقیب چار سو سے نکلے گلے سے گلہ کنوتی سے کنوتی پٹھے سے پٹھا دُم سے دُم سم سے سم ملا دیا
نشان بردارون نے علم سبز و سرخ زر افشانکو جلوہ دیا سر علم ماہی پرچم کی چمک چشم دلاوران مین
بادۂ جرأت کا کام کر گئی نامردون کو ہول ہوے بھاگنے کی فکر پڑی پیٹ مین کھلبلی مچی
کتنون کی چلتے چلتے گانڑ چلی دریاے فوج ظفر موج موج زن تھا حشر کا میدان رن تھا عرش
کوس حربی صداے نقارخانہ جنگی چرخ پر برج ثور تک زیر زمین گاو ثری کو پہونچی اور صدمۂ دمامہ
تند مہیب آواز دہل گوش فریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا اور کرناے جینی نے غریو سے
صور کی ہمدمی کا دم بھرا اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا کا وقت قریب آیا جان عالم بھی بصد
حشم اسپ پری پیکر پر جلوہ گر ہوا چتر زر نگار بالاے سرتاج شہریاری کج رکھکر شمشیر برق دم زیب کمر
فولادی سپر پشت پر بائین ہاتھ مین مرکب کی عنان دہنے مین نیزۂ اژدہا پیکر دو زبان فتح و
نصرت جلو مین اقبال یاور رکاب دو دو مین ہمت و غیرت دست بستہ بہم جرأت زیر قدم قربوس
زمین مین کمان کیانی چہرے پر رعب و جلال کشورستانی سمند صبا دم کو گرم عنان کر کے پرے کے
برابر باگ لے چلا وش طرار خبردار باش للکار امریخ ساخنجر گزار بالاے چرخ الامان پکار اکر گیتون نے
کڑکا شروع کیا نقیبون نے نہیب دی دلاورو آج عرصۂ جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا مین زندگی
چار دن ہے لڑنے بھڑنے کا نوجوانون یہی دن ہے کسیکو بقا بجز ذات خدا نہین ہمیشہ دنیا مین کوئی
رہا نہین شعر رستم رہا نہ زمین پہ نہ بہرام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + اس صداے

جو سپاہ کے بہادر صاحب جرأت تھے اُنکا دریاے شجاعت سینے مین موجزن ہوا مونچھین کھڑی آنکھین سُرخ چہرے بشاش ہو گئے بسان شیر دلیر قبضہ ہاے شمشیر دیکھنے لگے اور چست و چالاک ہو کر مستعد کارزار ہوے جانفشانی کو تیار ہوے ہر دم باہم یہ اختلاط تھا دیکھین آج تلوار کسکی خوب کاٹتی ہے کس کسکا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے نیزے کی طعن پر کون چھاتی تانتا ہے لوہا کون مانتا ہے کسکے تیر کے نشانے سے خون کا فوارہ اُچھلتا ہے آب پیکان دشمن کے حلق مین کون اُتارتا ہے سرپیکان کسکا طالب سوفار سرخرو ہوتا ہے کسکو کون للکار کر ڈانٹ کر مارتا ہے دوا کو کون پکارتا ہے عرصۂ کارزار مین حق نمک شاہزادہ ادا کیجیے دشمنون کا لہو پیجیے جب بگڑے تو وہ کام بنے جب سے رستم کی گور تھرآئے سام و نریمان کا رنگ فق ہوجائے کوہ پرکاہ کیطرح اُکھاڑے دیو اگر سامنے آجائے تو بچھاڑے رئیس قدردان سر میدان سرگرم نظارہ ہے دیکھیے کون کام کا ہے کون ناکارہ ہے کسکے ہاتھ کھیت رہتا ہے کون کون کھیت رہتا ہے من چلا ہین کر لو زر سُرخ و سفید سے سپرین بھر لو آج ہی تو آن بان ہے یہی گوہ یہی میدان ہے دہل گنڈون کا لاحول ولا یہ ڈول ہوا کہ ہول سے چہرے زرد لب پر آہ سرد منھ پر ہوائیان اُڑتی تھین ہر بار بھاگنے کو باگین مُڑتی تھین کھڑے ہوے اپنے منھ نوچتے تھے پیٹ پکڑے پھرتے تھے دست پر دست چلے آتے تھے ڈر کے مارے بے مارے موے جاتے تھے کوئی کہتا تھا میان جی ہے تو جہان ہے نوکری نہ ملیگی بھیک مانگ کھائینگے جانین کہان پائینگے حرمت گئی تو گئی جان تو رہیگی لہو کی ندی بدن سے نہ بہیگی یہی نا کوئی نامرد کہیگا آبرو جائیگی جی تو رہیگا یہانکی بگڑی اور کہین بنا لین گے تیر تلوار کی گولی بچا کر گالیان کھا لین گے لڑنے کو سپاہیون نے کمرین باندھین ہین کہنے کو ہم موجود ہین کوسون بھاگنے کو آندھی ہین جونکین لگانے مین ہمارے مان باپ بھنگ پلاتے تھے معجون کھلاتے تھے کسیکی فصد کھلی دیکھکر ہمین غش آتے تھے ہم تو دوست ہو یا دشمن دونون کی خیر مانگنے والے ہین سب سے پہلے معرکے سے بھاگنے والے ہین ہمیشہ گالی گلوچ کو خانہ جنگی ڈھول دھپے کو میدان داری سمجھے لڑائی بھڑائی سے کبھی بھڑکے نہ نکلے تمام عمر بدن مین سوئی نہ گڑنے دی گالیان کھا کھا کے زندگی کی بے غیرتی کا بھلا ہو جسنے آجتک جان سلامت رکھی اسپر بھی قسمت نے یہ دن دکھایا خدا نے ہمین ہیجڑا کیون نہ بنایا فوج مین اس طرح کی کھلبل ہل چل مچی تھی اُدھر انجمن آرا اور ملکۂ مہر نگار نے

ایک اُونچا ٹیکرا تجویز کر خیمہ بپا کیا چلمین چھوڑ آ بیٹھین سیر دیکھنے لگین اس عرصے مین لشکر غنیم کی آمد ہوئی یعنے شہپال جادوگر نو لاکھ ساحر ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت پر سوار چالیس اژدر خونخوار تخت اُٹھائے بڑے کر و فر سے آیا فوج بے قیاس وہ خدا ناشناس لایا اور سامنے جوانان تہمن و گردان صف شکن کے اپنا پرا جمایا پھر علم کالے آگے نکالے اور پرچم سیاہ ہمصورت بخت اُس گمراہ کے کھلے دف دفنے اور جھانجھ بجنے لگے ادھر کوس و کور گرجنے لگے وزیر اُسکا پیام پیر مرد کے پاس لایا دست ادب باندھ کر عرض کی ایلچی کو زوال نہین زیادہ گوئی کی مجال نہین شہپال نے فرمایا ہے تمھارا جینا مرنا برابر ہے کہ گرم و سرد زمانہ دیکھکر عمر طبعی کو پہونچے مگر ان نوجوانون پر رحم نہ کیا ان کے خون کا حساب اپنی اعمال کی کتاب پر لکھایا بوجھ اپنے ذمے لیا پیر مرد نے جواب دیا اے اُس اجل رسیدہ پیر نابالغ سے کہنا طرفین سے جس کا خون زمین پر گریگا اُسکا مظلمہ مواخذہ تیری بیٹی جو فاحشہ تھی اُسکی گردن پر ہوگا ہم سمجھے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا ایسون کے ویسے ہی ہوتے ہین تجھے سفید داڑھی کی شرم نہ آئی کہ وہ مری تیرا کلنک کا ٹیکا مٹا تو تو اُس سے زیادہ بے حیا سیہ قلب نکلا یہ مقام رزم ہے جائے نیزہ و شمشیر یا بزم ہے جو محل تقریر ہو گفتگو بے فائدہ ہے لاطائل باتون سے کیا حاصل جو منظور ہے بسم اللہ اُسمین دیر نہ کرو دیکھین آج کسکے حصے مین تخت و تاج ہوتا ہے اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہے وزیر محجوب پھرا شہپال سے سب حال کہا پھر تو وہ کافر غدار گبر ناہنجار مثل مار دُم بریدہ برخود پیچیدہ ہو شعلۂ غضب سے وہ ناری جلگیا چہرے کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا پہلے تو آپ حقۂ آتشی پیر مرد پر مارا پھر لشکر کے سردارون کو للکارا دو پہر تک عجیب و غریب سحر سازی ہنگامہ پردازی جادوگرا اور جادوگرنیون کی لڑائی رہی کہ دیکھی نہ سُنی کسی نے کسیکو جلایا کسینے بجھایا کسی سنگدل نے پتھر برسائے سب کچھ سحر کے نیرنگ دکھائے آخر کار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت بگرز و شمشیر و نیزہ و تیر آئی پھر تو شہزادۂ جانعالم کی بن آئی باگ اُٹھائی فوج جرار غازیان نامدار خبردار ہوئے سیاہ مانند ابر چار سمت گھر آئی برق شمشیر چمکی پہلوانون کے نعرے نے رعد کا کام کیا خوب لوہا برسا یہ سب تازہ دم وہ دو پہر کے خستہ سیکڑون ٹاپون مین کچل گئے گھوڑون کے جھپٹ مین کھندل گئے شمشیر صاعقہ خصال جانعالم کا یہ حال تھا جس کے سر پر پڑی اُس خود سر کا کام حلق مین قطرۂ سیماب کی طرح اُتر سینہ

پر کینہ کا لہو چاٹنا وہی سر جو پناہ خود مین تھا پلک جھپکی تو گود مین تھا پھر گھوڑے کے تنگ سے جست گذر زخم کشادہ کر خانہ زین سے زمین مین قرار لیا سرہالین اُسکے قضا کو روتے دیکھا اُسے خواب مرگ مین پانوٗن پھیلائے سوتے دیکھا جسپر لپک کر ایک وار کیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ کسیکے درست نہ تھے ششدر ہو گئے ساتون زمین کے طبقے تھرائے آسمان کو چکر ہوا مردے قبرون سے چونک کے باہر نکل آئے جو لپکا اُسے مار لیا بھاگتے کا پیچھا نکیا گھڑی بھر مین خون کا دریا بہہ گیا لاشون کا انبار رہ گیا کاسۂ سر حباب دریا کی طرح بہتے نظر آتے تھے موج خون مین ہر دھڑ ادھڑ غوطے کھانے تھے دشمنون کی کشتی زیست طوفانی تھی آب تیغ کی طغیانی تھی فوج عدو کا زندگی سے دل سیراب اور اُچاٹ تھا لہولہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا کوسون تک لاشے پٹے تھے یہ پاٹ تھا آخر کار فوج کو شکست ہوئی شہپال مارا گیا سر اُس خود سر کا مثل خیار تر اُتار اگیا سپاہ باقیماندہ اُس تیرہ بخت نگونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پھر تو غازیان فتح نصیب اور جادوگران مہیب لوٹ پر ٹوٹ پڑے سب کچھ لوٹا ساز و سامان اُن کا ذرا نہ چھوٹا ادھر نشان کھلے شادیانے بجے وہ سب

تصویر معرکہ لڑائی شہپال کا مارا جانا اور تصویرین جادوگرونکی ہیبت ناک

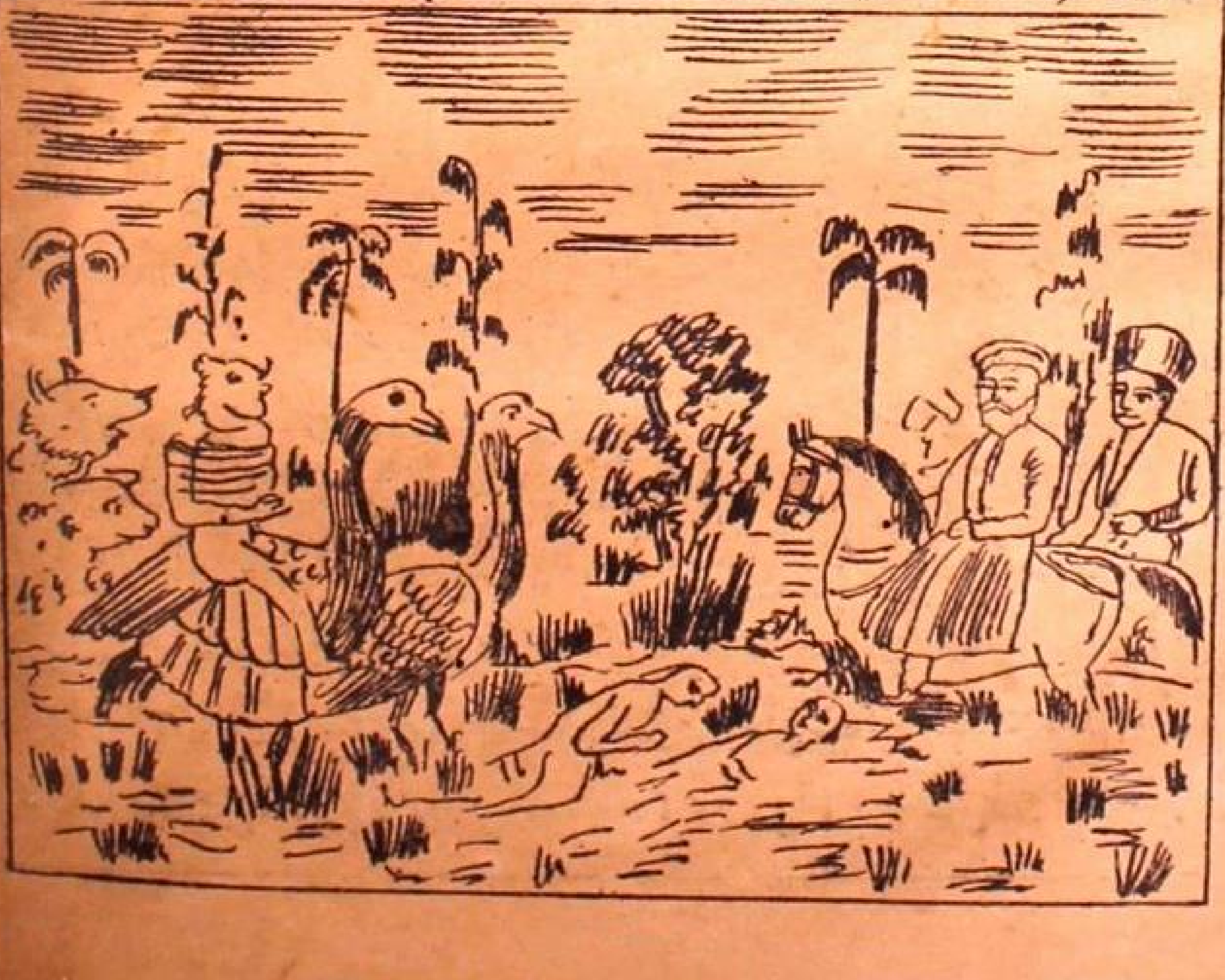

جادر پھراتے ماتم کرتے گریبان چاک سر درد آغشتہ بخاک دم سرد بھرتے جنکا منھ جدھر اُٹھا بھاگ نکلے میدان کشتون سے اٹ گیا دشت لاشون سے پٹ گیا طعمۂ زاغ و زغن اُسی بن سے ہے صحرائی درندون کے خوب پیٹ بھرے بلکہ جانورون کی دعوتون کو گوشت کے مچے قیمہ کیے اُٹھا رکھے بہت ہیضہ کر کر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانہ جانعالم کے قبضے مین آیا بڑی جستجو تکاپو سے وہ لوح اور نقش پایا پیر مرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھے مکرر سمجھائے راہ کا خطر مصیبت سفر ہر منزل و مقام کا نفع و ضرر کہکر کہا میری جان اب ایسی حرکت و سامان نکرنا جو پھر کوئی روز سیاہ دشمنو نکے سامنے آئے دوستونسے دیکھا نہ جائے ہمسے باغ بچھڑا ئے لو اب اللہ حافظ و ناصر ہے رسول اُسکا تمھارا مددگار و یاور رہے

نزول موکب شوکت و جلال بعد فتح جادو شہپال ساحل دریاے شور پر جہاز کا آنا شہزادے کی طبیعت کا لہرانا پھر سوار ہونا اور جہاز کی تباہی باہم کی جدائی انجمن آرائی نے سرد یائی جوگی کی ملاقات

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شط الفت غریق لجۂ محبت نے گوہر آبدار سخن کو سلک گفتار مین منسلک کر کے زیب گوش سامعین ذیہوش اسطرح کیا ہے کہ بعد فتح جنگ جادو شہپال اور ہاتھ آنے خزانہ مالا مال کے دو مہینے تک عساکر نصرت اثر شب و روز اُس دشت مین جلوہ افروز رہا جب پیر مرد باغ کو تشریف فرما ہوا جانعالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد اکروز خیمہ لب دریاے شور ہوا شہزادہ معشوقان سے باہم تماشاے بحر زخار و نظارۂ امواج پیدا اور شہر دریاے ناپید اکنار کی پانی کا زور ہوا سے دریاے شور کا شور یہ کیفیت لطمہ و گرداب دیکھتا تھا نظم آب کیسا کہ بحر تھا زخار + تند و مواج و تیرہ و تہ دار + موج کا ہر کنایہ طوفان پر + مارے چشمک حباب عمان پر + گذر موج جب نہ تب دیکھا ساحل اُسکا نہ خشک لب دیکھا + ناگاہ ایک جہاز پر تکلف با نقش و نگار بسیار صبا رفتار نمودار ہوا شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہین جاتا ہے جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا در دولت پر شرف اندوز ہو کر عرض کرنے لگے ہم لوگ ملاح ہین یہان جو شاہ و شہریار رونق افروز ہوتا ہے ہم اُسے دریا کی سیر و شکار بحری جانور آبی دکھاتے ہین موافق قدر جو قسمت مین ہوتا ہے انعام پاتے ہین یہ سُنکر خواہش سیر دریا شہزادے کے سفینۂ دل مین موج زن لطمہ پیرا ہوئی ملکہ سے کہا چلتی ہو اُس نے عرض کی ہنوز گرداب غم تلاطم اندوہ و الم سے ساحل فرحت و طرب کی ہمکناری میسر نہین ہوئی آپ کو اور لہر آئی

نیا ڈھکوسلا سوجھا جان عالم نے کہا دریا کی سیر جی کو مسرور کرتی ہے خفقان دور کرتی ہے طبیعت بہلجاتی ہے
کیفیت نظر آتی ہے تمنے سُنا نہین قول سعدی مصرعہ بدریا در منافع بیشمار است + دو چار گھڑی دل
بہلا چلے آئینگے ملاح محروم نرہ جائینگے ملکہ مہر نگار نے متردد ہو کر کہا یہ سب سچ ہے جو آپ نے فرمایا خفقان
کیسا تمہارے دشمنون کو نزا مالیخولیا ہے مین نے بارہا انجمن آرا سے کہا ہے سو یہ مرض لا دوا ہے پانی سے
دونا ہوتا ہے اسکے سوا میرے دماغ مین بھی کیا خلل ہے میرا دوسرے مصرعہ پر عمل ہے سعدی اگر خواہی
سلامت بر کنار است + شہزادی نے فرمایا خیر ہم تو سڑی ہین تنہا جائینگے تم نہ چلو بیٹھی رہو آرام کرو
جدائی کی تاب محبت کی مبتلا کو کہان ہے اُلفت کا یہی بڑا امتحان ہے چار ناچار ڈسیدم ملکہ مہر نگار اٹھی
اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئی جہاز پر پہونچے بادبان کھنچے پالین چڑھین لنگر اُٹھا مہر نگار
مضطرب وار یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا + دل افگندیم
بسم اللہ مجریہا و مرسیہا + لوگ مصروف تماشا ملکہ غریق بحر تفکر غوطہ زن گرداب تحیر لطمۂ اندوہ و الم کی
آشنا بار بار انجمن آرا سے کہتی تھی خدا خیر کرے دشمن نہ ایسی سیر کرے بے طور موج الم سے گذرتی ہے
غور کجو پانی دیکھکر جان ڈرتی ہے اللہ حافظ و نگہبان ہے سراسر سامان بد نظر آتے ہین کلیجا خوف سے
لرزان ہے القصہ چار گھڑی جہاز نے بلدہ دریائی سیر دکھائی پھر آفت آئی ناخدا چلایا ملاح ہراسان ہوئے
شہزادے نے پوچھا کیا ہے عرض کی طوفان عظیم الشان اُٹھا ہے ابھی یہ ذکر تھا کہ ہوا عالمگیر ہوئی
جہاز تباہی مین آیا بادبان ٹوٹ گئے مستول گرا ملاحون کے چھکے چھوٹ گئے سنبھالنے کا مقدور نہ رہا

تصویر دریا مع جہاز اور دونون ملکہ کی مع خواصون کے اور جہاز کا ڈوبنا

آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ وتاب موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا کسیکو کسی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون جیتا رہا ایک سے دوسرا جدا ہو گیا جان عالم تختے کے سہارے سے ڈوبتا تیرتا چار دن مین کنارے لگا جب ہچکان پانی کی موقوف ہوئی غش سے آنکھ کھلی دیکھا کنارے کیا ہون بلکہ گور کے کنارے لگ رہا ہون بڑی جدوکد سے اُترا آہستہ آہستہ بیٹھتا اُٹھتا ایکطرف چلا ایک بستی مین پہونچا وہان کے باشندے اسکا چہرہ اور جمال اور یہ خراب حال دیکھکر بہت گھبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزاد ہے نخل سرو آزاد ہے چمن حسن وخوبی کا شمشاد ہے کسی نے کہا ابھی تو دن ہے یہ از قسم جن ہے غرضکہ جن جن نے اُسے جن کہا تھا پاس آ کچھ خوف سا کھا اسطرح بولے اُستاد کون ہو کیا ہو سچ کہو + حور ہو یا پری ہو تم + جان عالم نے دم سرد دل اندوہگین سے بھر چشم تر کر اُن لوگون سے کہا لا اعلم جانے دارم چنانکہ دشمن خواہد + جانے دارم کہ فرقت تن خواہد + ناکامی خویش را اگر شرح دہم + دشمن بخدا زندگی من خواہد + ایہا الناس ہین گم کردہ کاروان جرس کی طرح نالان ہون دلگرفتہ نقش پاے یاران رفتہ ہون حمق مین گرفتار رہون بچھڑون کا طالب دیدار رہون غریب دیار بیتاب دانہ نصیب ہوا نہ آب مفارقت یاران چندے خستہ وخراب حیران ہوش وحواس یک لخت زائل ضعف سدراہ ناطاقتی حائل یارون کی صورت نظر آئی نہین دیدہ دیدار طلب مین بینائی نہین نہ تاب رفتار نہ طاقت گفتار **مولف** بسان نقش پا بیٹھے جہان وان سے نہ پھر سرکے + ٹھکانا پوچھتے ہو کیا بھلا ہم نے ٹھکانو بیکا + بیاد دوستان پہردن مجھے ہچکی لگ آئی ہے + کہین مذکور جب ہوتا ہے گذرے فسانون کا + علم سے آہ کے ثابت ہوئی غم کی ظفر ہو + کہ باعث فتح کا ہوتا ہے نکلنا نشانونکا پھر ڈلے جگر سے پیر فلک نے دوست سب میرے + مٹیگا داغ کب دل سے مرے اُن نوجوانون کا + شرر منہ سے نکلتے ہین سرور دل حزین ہردم + بھلا دیوان ہو کیونکر جمع ہم آتش بیانون کا + اس حکایت جانسوز شکایت چرخ نے مہر غم اندوز سے سب رونے لگے کہا یہ شاہزادہ عالی تبار ہے الادل از دست داد محبوبون سے دور فتادہ اس سبب سے دل افگار ہے منت وسماجت سے مکان پر لے گئے ہاتھ منہ دھلوا کھانا پانی حاضر کیا جان عالم آب وطعام دیکھکر رو دیا یہ کہتا اُستاد ہو خاک بھوک کی اُس فاقہ مست کو پھر چھابجھ + جو اپنا خون جگر روز ناشتا مجھے + خدا جانے میرے بچھڑونکا کیا حال ہوا کسی کو دانہ پانی میسر آیا یا کچھ نہین پایا مین بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا مر جاؤنگا وہ بولے

حضرت سلامت کھانے پانی سے انکار نادانی ہے اسی سے بشر کی زندگانی ہے جو جیتے ہو تو کسی روز
بچھڑون سے ملجاؤگے وگرنہ غربت کے مرجانے مین گور و کفن بھی نپاؤگے ناچار سب کے سمجھانے سے
دو ایک نوالے بجبر حلق سے اُتارے پانی جو پیا ہاتھ پاؤن سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹھہری
سب حال پرملال جہاز کی تباہی انیسان ہمراز کی جدائی اپنا ڈوبتے اُچھلتے وہان تک آنا
اورون کا پتا نپانا بیان کر کے بقول مرزا حسین بیگ صاحب یہ کہا **بیت** ہمرہان رفتند و ما ماندیم
دزدان درکمین + خانۂ ملاح در چین ست و کشتی در فرنگ + سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا
یہان سے دو منزل ایک پہاڑ ہے کوہ مطلب برآر نام ہے اُسپر جوگی کا مقام ہے مرد باکمال شیرین مقال
ہزارون کوس سے حاجتمند اُنکے پاس جاتے ہین سب کے مطلب برآتے ہین بسکہ اُسپر عنایت بازی
ہے چشمہ فیض اُس سے جاری ہے مشہور ہے کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام اُس مقام سے نہین
پھرا یہ مژدہ سنکر چہرے پر بشاشت چھاگئی گئی ہوئی جان اُسی آن بدن مین آگئی گھبرا کر یہ شعر
پڑھا **حافظ** آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند + آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند + اُسیدم چلنے کا عزم کیا وہ لوگ
مانع ہوئے کہا ابھی جانے کی طاقت آپ مین آئی نہین پاؤن مین راہ چلنے کی تاب و توانائی
نہین دو چار روز یہان آرام کرو قوت آجائے تو مختار ہو غرضکہ جان عالم نے اُن لوگون کے
سمجھانے سے وہان مقام کیا عجب پریشانی مین صبح کو شام کیا گرد وہ سب حلقہ زن یہ بہ اندوہ
معشوقان گرفتار رنج و محن کبھی تو محو دن چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بخود بکنے لگتا اور جب حواس
خمسہ درست ہوتے یہ خمسہ پڑھتا **اُستاد** ہر سو خبر الفت کی کیا آپ سے پہونچائی + آگے بھی مرے لب پر
فریاد کبھی آئی + کیون مجھ سے بگڑتا ہے او کافر ترسائی + تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی + چون
کار بجان آمد زین بیش من و رسوائی + گاہے مرے لب پر ہے فریاد گہے افغان + بیلے غم دوری سے مین
سخت ہون اب نالان + یہ جائے ترحم ہے کر رحم ذرا جانان + در زاویۂ الفت دور از تو چو مہجوران +
تنہا منم و آہے آہ از غم تنہائی + ہے دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر + ہین گرد کھڑے لڑکے جھولی
مین بھرے پتھر + سونے کی کسے فرصت اے یار اسے باور کر + شبہا منم و اشکے و ز خون ہمہ بالین تر +
عشق این ہمہ فرمود ار عیب نفرمائی + اعضا شکنی گاہے گہ درد جگر دیکھو + رومال بھگوتا ہون
لاکھون ہی کبھی اورو + گردن زدنی ہون مین شکوہ کرون تیرا گو + صد رنج ہمی بینم

اے راحت جان از تو + از دیدہ تو آن دیدن چیز یکہ تو بنمائی + تھا تاب و تحمل مین یکتا جگر خسرو + آگے
تو نہ بھتے تھے سلک گہر خسرو + تم ابتو **نوازش** تو چلکر خبر خسرو + بس دُر کہ ہمیریزد از چشم تر خسرو + کز
دست برون رفتہ سررشتہ دانائی + آخرش وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر سحر کی نماز
صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دن مین ناچار وہ راہ طے کی پہاڑ پر پہونچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت
آبدار مانند ہمت جوان صاف باطن سربلند اور مثال طبع سخنوران فرح افزا دلپسند درہاے فراخ
کشادہ روشن جوش نباتات ریاحین ولالہ سے اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صد گلشن
چشمہاے سرد و شیرین جابجا فرہاد کی روح کا ٹھیکہ ہر قسم کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اُگا پھولا
پھلا پتھر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن و جمال یہ سیر دیکھتا چلا ایکطرف درخت گنجان
گھنے پختہ مزار بیدار دلون کے بنے اور مٹڑھی کا گنبد گنبد گردان بیستون کا جواب بنا ترسول گرا کھاروے
کی جھنڈی پھرپھراڑتی کلمہ شہادت بخط جلی لکھا جب اُسکے نزدیک آیا دور دور تک مکان صاف
صحن شفاف پایا مٹھ کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک جوگی سو اسو برس کا سن و سال
مگر ٹانٹھا کمال ڈاڑھی ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک راکھ سے بھری قدمبوس ہو رہی پانوْن پر
پڑی پلکین دیدہ حق بین کا اسرار چھپانے کو چشم حاسد کے گزند بچانے کو موچھونسے ملین جسم مین
موج دریا کی طرح جھریان پڑین کمر مین کردھنی موٹی سی مہین بان کی عجب آن بان کی کھاروے
کا لنگوٹ ستر عورت کی اوٹ گلے مین محمودی کی کفنی حقہ چوگانی منہ سے لگائے افیونی کی شکل بنائے
شیر کی کھال بچھائے بھبوت رمائے دید وادید سے بظاہر آنکھین بند مگر دیدۂ دل کھلا خموشی پسند
دل بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے بیٹھا پیٹ پیٹھ سے لگا تیر سا قد راست مثل کمان
خمیدہ گویا چلہ کھینچ چکا ہے زنار آسا رگین عیان کھال سے ہڈیون کے جوڑ شمع فانوس نمط نمایان
تسبیح سلیمانی ایمان کی نشانی ہات مین ہر بھجو ہر بھجو تکیہ کلام بات مین قشقہ ٹیکا ماتھے پر ہندوؤن
کا سا اور سجدے کا گھٹا بدر کامل کی صورت چمکتا زرد مٹی بدن مین ذکر حق دل و دہن مین کہین
مصلے پر سبحہ و سجدہ گاہ رکھی کپڑے کی جانماز بچھی کسی جا پوتھی کھلی دھونی رمی دونونسے راہ رکھی عجب رنگ
کا انسان خلاصہ یہ کہ نہ ہندو نہ مسلمان بقول **مرزا سودا** کسکی ملت مین گنون آپکو بتلاے سیخ +
تو کہے گبر مجھے گبر مسلمان مجکو + ایک طرف تکیے مین دو چار کیاریان بیلے چنبیلی کی بہار گلکاریان

کہین مُرشدون کے ڈھیر گرد کی چھتری بزرگون کے مزارون پر مولسری کے درخت سایہ دار قطار قطار درختون کی ٹہنیون مین پنجرے لٹکتے باہم بحث کرتے اٹکتے فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرّہ کو کلمہ کے دم سناٹے کا عالم کہین مرگ چھالا بچھا تیرجوگی دیتا دھونی لگی لکڑ سُلگتا کسی جا ببر کی کھال کا بستر آہوے صحرائی اُسپر بیٹھا اداسا توبنا بے بھنتا دھر ایک سمت بھوانی کا مٹھ تلسی کا پیڑ ہرا بھرا گرد چشمہ پانی کا بھرا جاے دلچسپ مکان رعب دار گل خودرو کی جدا بہار ایک طرف بھنڈارا جاری کڑھاؤ چڑھا موہن بھوگ ملتا کہین پلاؤ قلیے کی تیاری چھاندا بٹ رہا تھا کچھ مہنت بابا کے چھ مریدِ حال قال کے کوئی چلّے مین بیٹھا کوئی دنیا سے ہاتھ اُٹھائے کھڑا کسی کے خرقہ و تاج سر و تن مین کوئی چوا گن مین کہین کتھا ہوتی کوئی وعظ کہہ رہا ایک طرف خنجری بجتی طنبورا چھڑتا بھجن ہوتے ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا نوحہ پڑھ رہے لوگ روتے عجیب وہ گرد مرشد غریب یہ مرید چلیلے روز ایک دو کو مونڈتا تیسرے چوتھے دن عُرس میلے حاصل کلام یہ کہ وہ عجب جلسہ تھا کہ دیکھا نہ سُنا یہ اجتماع نقیضین آرام و چین سے شہزادے کے پاؤن کی آہٹ جو پائی مرد آگاہ دل روشن ضمیر نے پلک ہاتھ سے اُٹھائی آنکھ ملائی دیدے لال لال چہرے پر رعب و جلال جانعالم کو بغور دیکھا اُس نے جھک کر مودب سلام کیا اُس خوش تقریر شیرین مقال نے کہا بھلا ہو بچا بڑی مصیبت فلک نے دکھائی جو یہ صورت یہان تک آئی آؤ بیٹھو گرو بھلا کرے مرشد کی دعا سے حق حاجت روا کرے ہم تمھارے

تصویر پہاڑ اور مٹھ اور بھنڈارہ وجوگی مع ترسول وغیرہ اور جان عالم کی

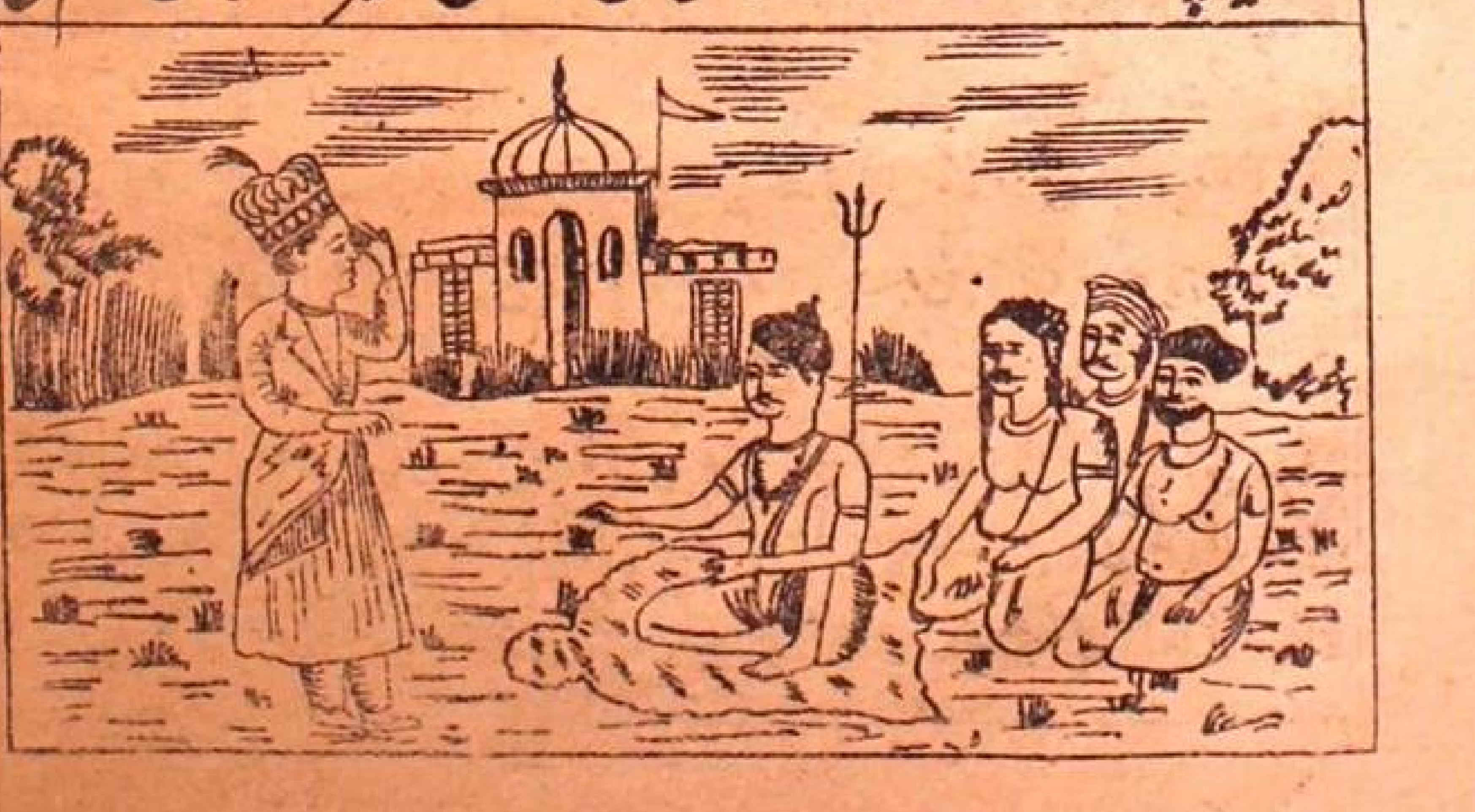

امانت دار ہین سواری کھڑی ہے چلنے کو تیار رہین جان عالم تو متعجب ہو رہا تھا اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ کیا اسرار ہے پاس جا بیٹھا جوگی اُٹھا بے خیمے مین جا کر نہایا گیروا چادرا پھینک سفید اوڑھ عطر لگا جان عالم کے نزدیک آ یہ نکتہ زبان پر لایا بابا ایک دن ذوق شوق کے عالم مین ہمارے مرشد گرو نے تیرے حال سے خبر دی تھی کہ ایک شہزادہ کا جہاز تباہ ہو جائیگا وہ بسراغ مطلب یہان آئیگا اُسکا کام تجھ سے تیرا کام اُسکے سامنے پورا ہو جائیگا اس بات کے سُننے سے شہزادے کو نہایت مسرت ہوئی کہا جوگی جی تمھارے نام سے میری زندگی ہوئی وگرنہ دو چار دن مین گریبان صبر چاک ہو جاتا سر ٹپک کر ہلاک ہو جاتا خوبصورتی کا بھی عجب مزا ہے جہان اُسکا شیدا ہے عالم کو مرغوب ہے طرحدار سب کا محبوب ہے پیر فقیر غریب امیر سب کو عزیز ہے اُسکا خواہشمند ہر باتمیز ہے جوگی سمجھانے لگا کہ یہ اضطراب بیجا ہے دیر آید درست آید بابا دنیا کا یہ نقشہ ہے گاہ خوشی کبھی غم یہ دونون امر باہم ہین کبھی وصل کی شام کو دل کیسا بشاش ہوتا ہے کبھی ہجر کی صبح کو کلیجا پاش پاش ہوتا ہے ایک شب لذت ہمکناری ہے ایک روز پہلو تہی گریہ زاری ہے کبھی شب وصل کیا کیا اختلاط ہوتے ہین گاہ فصل کے دن بیٹھے ہین روتے ہین آدمی جب رنج سے گھبرائے اور غم مفارقت دست جان ہونٹون پر لائے دل کو یہ تسکین دیکر سمجھائے مصرعہ چنان نماند چنین نیز ہم نخواہد ماند ع در پس ہر گریہ آخر خندہ ایست مصحفی زندگی ہے تو خزان کے بھی گذر جائینگے دن + فصل گل جیتون کو پھر اگلے برس آئیگی + جو وصل مین راحت و آرام پاتا ہے وہی ہجر کے دکھ قلق اُٹھاتا ہے تو نے اُن دونون بھائی جو توام پیدا ہوئے تھے اُنکا قصہ سنا نہین کہ پہلے اُنھون نے کیا کیا صعوبت اُٹھائی پھر ایک نے سلطنت پائی دوسرے کے ہاتھ شہزادی آئی جان عالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر سے

قصہ برادران توام کا شکار کو جانا پھر شب کو اندھیرے مین دونون جانورونکا پھنس جانا ہن کا کھانا ایک نے سلطنت پائی دوسرے پر خرابی آئی پھر شہزادی پاکر بھائی سے ملا

جوگی نے کہا ایک شہر مین دو بھائی تھے توام پرورش یافتہ ناز و نعم روزگار پیشہ نیک اندیشہ سوائے رشتہ برادرے سر رشتۂ دوستی باہم مستحکم تھا مگر دونون کی طبیعت متوجہ سیر و شکار رہتی مصروف سیاحی دیار دیار رہتی ایک روز شکار کھیلنے جنگل مین جاتے تھے ہرن سامنے آیا

چھوٹے بھائی نے تیر لگایا کاری نہ لگا ہرن کنوتیان اُٹھا بھاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن
روان دوان اُفتان وخیزان چلے گئے قریب شام بڑے بھائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گرا
یہ گھوڑون سے اُترے ذبح کیا دن بھر کی دوڑ سے گھوڑے مثل خود بھی مضمحل ہو گئے تھے تمام
روز کے بے دانہ وآب بھوک پیاس سے بے تاب تھے لکڑیان چُنکر پانی بہم پہونچایا کباب لگائے بخوبی
تمام دونون نے کھائے مگر اُس روز جو کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی زیر بریانی ترترانی
کبھی ایسی نہ کھائی تھی پانی پیتے ہی سُستی معلوم ہوئی رات بھی ہو گئی تھی لیکن شب ماہ پورتماسی کا
چاند اللہ اللہ جنگل کی فضا سبزہ نورستہ جا بجا اُنھون نے کہا آجکی شب اس صحرا مین سحر کیجیے چاندنی
کی بہار صنعت پروردگار دیکھ لیجیے پھر دل مین سوچے کہ تنہائی کی چاندنی گور کے اندھیرے سے
بدتر ہے سچ ہے جب ماہرو برین اور نور نظر مین نہو اندھیرا اور اجالا آنکھ مین برابر ہے شیخ ناسخ
دھوپ بہتر پر شب فرقت کی بدتر چاندنی + صاعقے کے طور سے پڑتی ہے مجھپر چاندنی + خیر یہ
دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب دیکھ شطرنجی چاندنی کو ہمراہ نہ تھی زین پوش
چاندنی کے عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے باگڈورسے گھوڑے اٹکا دیے چھوٹا بھائی بڑا
متین ذی شعور نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھاری عقل کا امتحان کرتے ہین
بتاؤ تو اسوقت ہمارے شہر کا ہمسے کتنا فاصلہ ہے اور سمت کونسی ہے دوسرے کباب کی لذت پانیکا
مزا آج بہت ملا اسکا سبب کیا تھا اُسنے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس
ہے اور دلیل یہ کہ بارہا تجربہ کیا ہے میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچتا ہے
اور سمت ستارون سے ثابت کہ شمال ہے رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے کھاا لانیا
مقدمہ یہ سینے یقین کامل ہے کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو
کدورت سابق دور ہو آیندہ آسایش رہے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے اسکی وجہ پوچھی اُسنے
کہا آج سو کوس کی مسافت بصد آفت طے کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہے
وہ سُن کے چپ ہو رہا یہ قصہ رفت وگذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ جنگل سُنسان ہو کا مکان ہے یہان
درندہ گزندہ سانپ بچھو شیر بھیڑیے کے سوا پرندہ درندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سو رہے
خدا جانے کیا ہو تین پہر رات باقی ہے ڈیڑھ پہر ہم جاگین پھر تم ہوشیار رہو یہ صلاح پسند خاطر

طرفین ہوئی پہلے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سرانجام کیا تیر کمان ہاتھ مین اُٹھا ٹہلنے لگا جب زلف لیلاے شب کمر تک آئی اُسی درخت پر دو جانور آ بیٹھے اپنی اپنی توصیف و تعریف زبان بے زبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے ایک بولا میرے گوشت مین یہ تاثیر ہے جو کھائے ایک لعل تو پہلے دوپہر کے بعد اُگلے پھر ہر مہینے منہ سے نکلے دوسرا بولا جو شخص میرا گوشت کھائے اُسی روز بادشاہ ہو جائے وہ یہ باتین سمجھ دلمین نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو موجود تھا لا اللہ کہکر تیر بے تامل چلّے سے جوڑ کر کھینچا

تصویر دونون بھائیون کی مع گھوڑونکے اور رہزنکے کباب پکانا اور درخت کے جانورون پر تیر لگانا

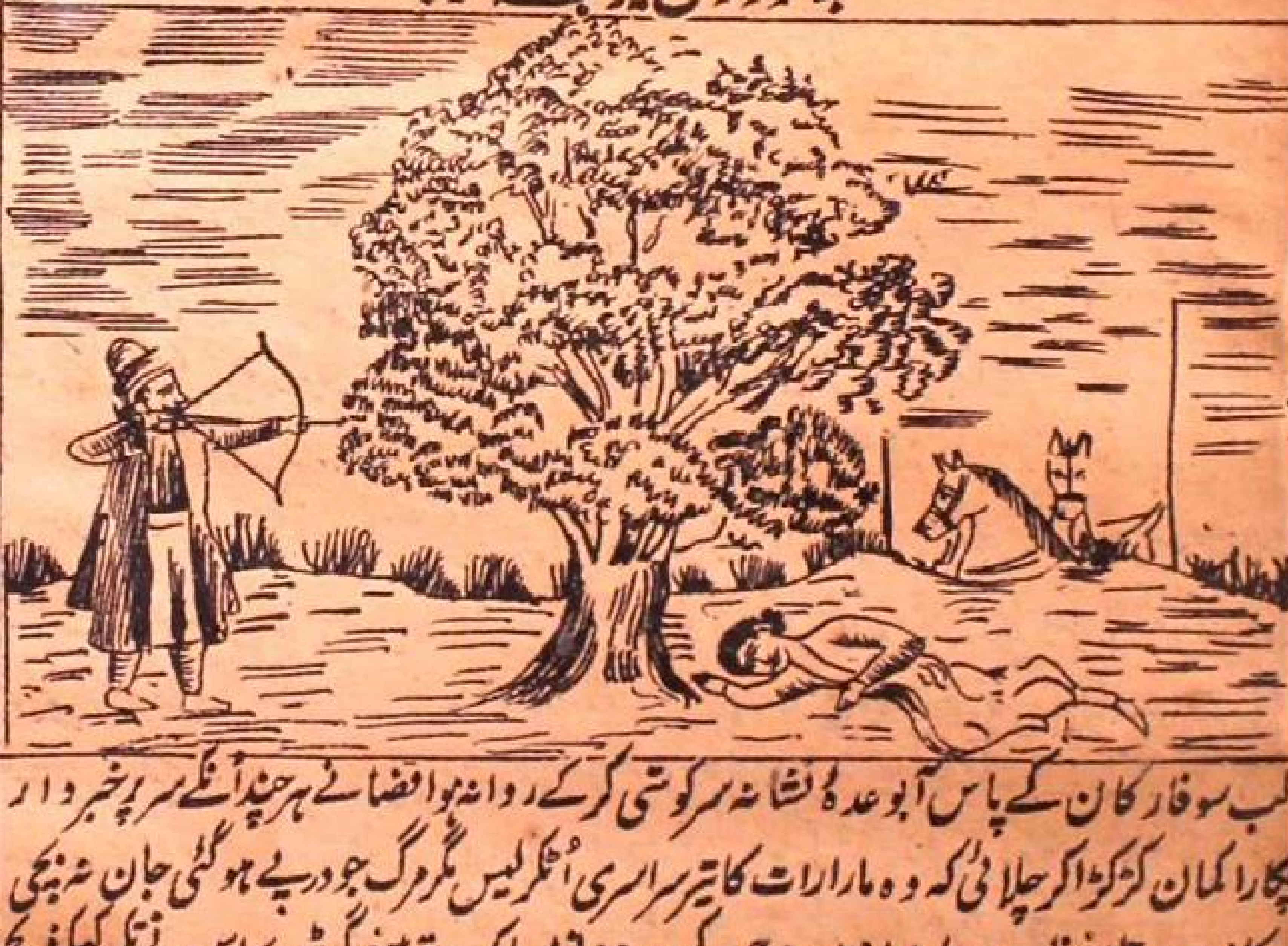

لب سوفار کان کے پاس آ بوعدہ نشانہ سرگوشی کرکے روانہ ہوا قضا نے ہرچند اُنکے سر پر خبردار پکارا کمان کڑکڑا کر چلائی کہ وہ مارا رات کا تیر سراسری اُنکر لیس مگر مرگ جو درپے ہو گئی جان نہ بچی پیکان سے تا سوفار دو سار ہوا زمین پر چھد کر وہ دونون ایک تیر مین گر پڑے اس نے تکبیر کہکر ذبح کیا طائر روح اُنکا اُڑ گیا دن کی لکڑیان بچی سلگا کباب لگائے جس کے گوشت مین سلطنت کا ذائقہ سمجھا تھا اُسے کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اُٹھا رکھا اور ایسا خوش ہوا کہ تمام شب آپ پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی مگر معاملات قضا و قدر سے مجبور بشر ہے انسان کے

قبضۂ قدرت مین نفع ہے نہ ضرر ہے مصرعہ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ + شعر انچہ نصیب ست ہم
میرسد + ورنہ ستانی بستم میرسد + جو وقت زاغ شب نے بیضہ ہاے انجم آشیانۂ مغرب مین چھپائے
اور صیادان سحر خیز دام بر دوش آئے اور سیمرغ زرین جناح طلا بال غیرت لعل قفس مشرق
سے جلوہ افروز ہوا یعنے شب گذری روز ہوا بڑا بھائی اُٹھا چھوٹے نے وہ کباب پس ماندہ
شب یعنے رات کے بچے ہوے روبرو رکھے وہ نوش کر گیا اور حال کچھ نہ کہا دو گھڑی دن
چڑھے جب لعل اوگلا تب سمجھا ہم نے بہت تدبیر کی مگر سلطنت بڑے بھائی کی قسمت مین تھی پھر
وہ لعل بہ طریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا کہا اللہ کی عنایت سے جلد
آپ کو سلطنت حصول ہو یہ نذر غلام کی قبول ہو اُسکو اِس کی سعادتمندی سے خرسندی حاصل
ہوئی پھر کہا سامنے آبادی معلوم ہوتی ہے ہم جاکر اس لعل کو کسی دلال کے ہاتھ بیچ آئین
تم گھوڑون کے پاس رہو اگر اپنے شہر چلکر یہ امر کرین گے حاکم کا خوف مانع کار ہے وہان ایسا
کہان اختیار ہے یہ کہکر اُدھر چلا جسدم شہر کے دروازے پر پہونچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اُس
ملک کا یہ معمول تھا جب وہان کا بادشاہ دار السلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع و شریف
شہر کے سوم کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ صبحدم تخت لے دروازے پر آتے جو اُس روز پہلے
مسافر باہر سے آتا اُسے بادشاہ بناتے قضارا وہان کا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لیے منتظر تھے
یہ داخل ہوا سب نے تخت پر بٹھا خزین دین نوبت و نشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم
دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی ہوئی بقول مشہور انکی رائی دہائی نزدیک و دور
ہو گئی اسکو سرور سلطنت اور احکام مملکت کے باعث اُسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز جب
تخت پر رونق افروز ہوا بھائی یاد آیا فوراً جاسوس ہرکارے درخت کا پتا بتا روانہ کیے کہا اس
صورت کا جوان اور دو گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی
خاک چھان حیران پریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین پھر کر پاؤن توڑے نہ آدمی
ملا نہ گھوڑے دیکھے رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی بیچارے کو بھولے سے بھی
کبھی یاد نہ کیا مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جس کے بہانے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال
مبارک اور بے نشان بھائی کی نشانی سمجھ ہر روز دربار مین لاتا ملازمون کو دکھاتا وہ سب

بخاطر شاہ تعریف کرتے اسکو خوشی حاصل ہوتی

مذکور اُس گرفتار پنجۂ اجل کا جانور کا اُٹھا لیجانا کنوئین مین گرانا قافلے کا آنا پھر بعلت لعل شہزادی تک پہونچنا اور بہ حیلہ ایلچی بھائی کی ملاقات

صیادان طائر معانی ذیہوش و دام داران بلبل خوش بیانی خانہ بدوش نے مثال اُس منتظر زیر درخت کا یہ لکھا ہے کہ ہمہ تن چشم محو انتظار برادر فراموش کار تھا ناگہان ایک جانور مہیب جنگل عجیب آیا اور پنجے مین داب کر اُڑا گھوڑون نے ڈر سے باگ ڈور تڑا کر جنگل کا راستہ لیا کود بھاگے اللہ کی قدرت دیکھیے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہوا چھوٹا بچارا موذی کے چنگل مین پھنسا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اُڑا آخر کار تھک کر ایک درخت کنوئین کی جگت پر تھا اُس پر جو بیٹھا یہ چھٹک کر کنوئین مین گرا جامی فغان زین چرخ دولابی ہر روز + بچاہی افگند ماہی دل افروز

تصویر جانور مہیب جو چھوٹے بھائی کو اُڑا لے گیا اور وہ چھٹک کر چاہ مین گرا

الا زہے حیات مضبوط تھی نہ لوٹ نہ پٹخے نہ پہونچی نہ چوٹ چپیٹ لگنے کی لگی میر حسن کنوان وہ جو اندھا تھا روشن ہوا + جوان اُس مین وہ سانپ کا مسکن ہوا + وہ جانور تو اُڑ گیا یہ نیم مرگ کنوئین مین پڑا رہا اتفاقاً اُسی روز ایک قافلہ گم گشتہ راہ وہان آ پہونچا آدمی پانی بھرنے کنوئین پر آئے یہ رسی کے سہارے سے باہر آئے جس نے اُس کا جمال دیکھا یا بشرٰی ہٰذا غلام کا شور برپا کیا دنیا کے عجب معاملے ہین شعر رونے لگے کہ طوطی جانم سو لبش + بر بستہ آمد و بر شکر افتاد + جب لوگ حال پوچھنے لگے

اُسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا غرضکہ میر قافلہ کی خدمت مین رہنے لگا چند روز مین قافلہ منزل
مقصد پر پہونچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان نے دوسرا لعل اُگلا رئیس قافلہ نے لعل جو دیکھا تمام
ملال بھولا با خود سوچا ایسی گران بہا شے کا سہل لے لینا مشکل ہے مبادا فساد اُٹھے تدبیر شرط ہے
جوان کو قید کر کوتوال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہے آج اِسنے لعل چرایا کچھ ایسا وسوسۂ شیطانی دل مین
آیا مین نے آپکی خدمت مین بھیجا ہے اسے سزا ملے تا لوگ ڈرین عبرت سے ایسی حرکت نکرین کوتوال
نے قاضی سے مسئلہ پوچھا اُسنے ہاتھ کاٹنے کا فتویٰ دیا مگر اُس شہر کا یہ دستور تھا جب کسی شخص پر
گناہ ثابت ہوتا تو مدعی اور مدعی علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کے بعد مرافعۂ ثانیہ تجویز
جو اُسکی راے معدلت پیرا سے مین آتا وہ ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مسن تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت
سلطنت کا وارث نتھا اللہ رے اُس کے جمال کا جلوہ اور حسن کا غوغا پری کو ہزار جان سے اُسکی
پرواہ اُس کی شدید اخلاق اللہ اُس مہ سیما پر نثار آفت روزگار تھی حسن عالم فریب کے علاوہ طبع
حلیم راے سلیم نکتہ فہم دقیقہ رس اپنے عصر کی حکیم حقیقۃً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچہ
خاطر اُس گل اندام یاسمین پیکر کا رونا دیدۂ صبا دہن صدف مراد تمناے قطرۂ نیسان مین بند
کوچہ عصمت و عفت مین اُس دُرِ ناسُفتہ درج شہریاری کے وہم و فکر تاجداران دہر کا گذر نہ
ہوا تھا اُسدم تک ناکتخدا تھی جسوقت وہ دونون روبرو ہوے پہلے شہزادی نے میر قافلہ سے پوچھا اُسنے
جو کچھ کوتوال سے کہا تھا وہی بے کم و کاست پھر عرض کیا شہزادی بولی **سعدی** باطلست
انچہ مدعی گوید پھر جوان کیطرف مخاطب ہوئی بسکہ یہ زیست سے تنگ آمادہ مرگ تھا بے تامل بولا
شہزادی آپ روشن ضمیر ہین ہم مصیبت زدون کیطرح سلسلۂ بیجرمی مین اسیر ہین یہ شخص سچا
ہے وہ تو عقیلہ تھی زیادہ شک ہوا دل سے کہا آج تک کسی چور نے حاکم کے روبرو بجز انکار دست بردی
دفعۃً اقرار دزدی کیا نہین یہ بیگناہ ہے تقریر اس شاہد کی شاہد ہے خدا گواہ ہے کچھ اسمین بھید ہے
آقا باشی سے فرمایا کل محکمے مین حاضر ہونا جوان کو ڈیوڑھی پر قید کیا یہ تو حسین بلکہ مہر طلعت
ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ جو چمکا شہزادی کا میلان خاطر جو انکی جانب ہوا شب کو تنہا بدلداری
و تاسف استفسار حال فرمایا اُسوقت جوان ناکردہ گناہ نے از سر تا بسر شرح حال از آغاز تا انجام
عرض کیا شہزادی کا دل یہ نیا قصہ سُن کے بمرتبۂ اتم مسرور ہوا چوری کا شگ اُس دزد دل کی

جانب سے دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور لاکر دست ادب باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر
دراز ہو قیصر و فغفور کی اس در پر جبین بہ نیاز ہو شہر کا قاضی اور کوتوال نے دریافت حقیقت حال حکم
سزا بندہاے خدا کو کرتا ہے روز جزا کی جوابدہی سے کوئی نہین ڈرتا ہے غضب کی جا ہے عجیب ماجرا ہے
واجب التعزیر صاحب تقصیر کو لعل ملے بے گناہ کا ہاتھ کٹے بادشاہ نے پھر دونون کی زبان سے
حال سنا بسبب کبرسن کہ عقل کو زوال ہوتا ہے یہ وہ دن ہین کہ نسیان کمال ہوتا ہے ذہن لڑا
تامل کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہے ایک مہینے اور اس جوان کو قید رکھیے
اگر دوسرا لعل اُگلا تو سچا ہے پھر ایسے دُرِ یتیم صدف راستی کو کیون بے آب و تاب کیجیے آبرو دیجیے ورنہ
ماہ آیندہ یہ بد کردار کا سزاوار ہے ہاتھ کاٹنے سے کیا ہاتھ آئیگا بادشاہ کو سر دست جواب باصواب
بیٹی کا بہت پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھونکے سامنے نظربند
کیا میر قافلہ کو شہزادی نے محبس بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینا بھی تمام ہوا اور اتنے دنونمین شعلۂ محبت بہم
سینے سے بھڑکنے لگا دم شہزادی کا پھڑکنے لگا حال طشت ازبام افتادہ ہوا جوان نے عرض کی
کل لعل اُگلونگا پھر صبح کو سر دربار روبروے حضار لعل بے بہا درج دہان سے نکلا سب کو حیرت
شہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اُسی دم مال و اسباب قافلہ باشی کا جوان کو ملا اُسے
تشہیر کرکے شہر سے بدر کیا جوان کیصورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھی بایماے
شہزادی سب نے متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت کے لایق ہے تمناے
ملازمت رکھتا ہے کفش برداری کا شائق ہے بادشاہ بھی اسکی راستبازی سے خوش تھا راضی ہوا
سعدی راستی موجب رضاے خداست * کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست * چند عرصے مین مقرب
بارگاہ سلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اُگل حضور مین لانے لگا روز بروز چشمون مین
سرخروئی حاصل کر آبرو پانے لگا آخر کار بمشورہ ملازمان قدیم و تحریک حکما و ندیم بادشاہ نے اُس
گوہر مسلم سلک تاجداری کو برشتۂ عقد اُس لعل بے بہا سے منعقد کیا یہ دونون مشتاق بصد اشتیاق
باہم لطف کے ساتھ بے اندیشہ و غم ایام گذاری بڑی دھوم اور تیاری سے کرنے لگے مگر ہر روز بلاناغہ
جوان بادشاہ کے حضور مین حاضر رہتا تھا ایکدن ایلچی اسکے بھائی کا کسی تقریب مین وارد ہوا اور جواہر کا ذکر نکلا
ایلچی نے عرض کی ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل اس رنگ ڈھنگ سنگ کا ہے کہ جبتک جوہری

چرخ نے باوجود عینک مہر و ماہ و گردش شام و پگاہ سال و ماہ مین اُسکے سنگ کا کیا پاسنگ کے برابر نہین دیکھا ہے یہ کلمہ سُنکر بادشاہ نے وہی لعل جو گنجینۂ سینۂ بے کینہ جوان سے نکلے تھے دس بارہ ایلچی کو دکھائے وہ بھی جواہر شناس تھا سخت حیران تا دیر سر بگریبان رہا پھر عرض کی قبلۂ عالم عجب کی جا ہے کہ رنگ روپ نقشہ انکا اُسکا ایک سا ہے اتنا فرق مقرر ہے کہ وہان ایک ہے یہان لیک سے ایک بہتر در تر ہے بادشاہ نے جوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرا فرزند ہر مہینے ایک لعل تھوکتا ہے ایلچی نے جو غور سے دیکھا اپنے بادشاہ سے مشابہ کیا بعینہ پایا آخر رخصت ہو جب اپنے بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اُسکا تو معمول تھا جب تخت پر آکر جلوہ گر ہوتا وہ لعل پیش نظر ہوتا ایلچی کو وہ سانحہ یاد آیا عرض کی قبلۂ عالم اِس لعل کو جدا کرتے نہین یہ اِسکے قدم مبارک تخت پر دھرتے نہین ان روزون خانہ زاد جس بادشاہ کے پاس گیا تھا نیا ماجرا دیکھا معدن جواہر اور لعل کی کان کہ وہ امکان نہین لیکن وہ لعل کا پتلا زندہ اپنے پاس رکھتا ہے بادشاہ نے اُسکا حال مفصل پوچھا اُس نے سب بیان کیا کہ داماد اُس شاہ خجستہ نہاد کا ہر مہینے لعل اُگلتا ہے اور کیا گذارش کرون جیسی حضور کی صورت ملتی ہے حقیقی بھائی ایسے دکھائی نہین دیلے یہ سُنتے ہی یقین ہوا کہ اب پتا ملا مقرر وہ میرا بھائی ہے اُسیوقت نامۂ شوقیا اُس کان گہر کے اشتیاق دید مین بادشاہ کو لکھا کہ برائے چندے اگر اُس فرزند ارجمند کو ادھر روانہ کرد محبت دیرینہ سے بعید نہو ہمین شوق دیدار از حد تحریر و اظہار افزون ہے اور پوشیدہ خط تمنا بھائی کو رقم کیا کہ آج تک تیری مفارقت سے تخت شاہی بدتر از بوریائے گدائی تھا اب ایلچی سے یہ خبر فرحت اثر سُنکر دل کو سرور آنکھون مین نور آیا لازم کہ بمجرد ورود رقیمۂ وداد ادھر کو روانہ ہو اور کچھ پتے حسب و نسب کے سانحہ کا تفصیل وار قلمبند کردے ایلچی سے فرمایا کہ نامہ علیٰ رؤس الاشہاد بادشاہ کو اور یہ خط خفیہ اُس غیرت ماہ کو دینا قاصد صبا دم صرصر قدم جلد تر اُس شہر مین وارد ہوا بادشاہ کو نامہ دیا اور خط پوشیدہ جوانکو جو لے گیا وہ مکتوب محبت دیکھکر ایسا گھبرایا یہ لہو نے جوش کھایا کہ اُسیدن رخصت کا کہ بادشاہ سے لایا آخر وہ عاشق برادر معشوقہ روح پرور کو لیکر جہاز پر چڑھ روانہ ہوا راہ مین ایلچی سے شہر کا نقشہ راہ کا پتا سب پوچھ لیا فرط شوق سے دن رات سرگرم رفتار تھا ساعت بھر کسی منزل کا مقام ناگوار تھا کہ جلد پہونچین کہین نہ ٹھہرین نیرنگ زمانہ کج رفتار بوقلمون کہ ہر دم دہر ساعت دگرگون ہے کیا کہون

جب دس بارہ کوس وہ شہر رہا جہاز تباہ ہو گیا جسکی قضا تھی تہِ آب و گرداب رہا جسکی بقا تھی بہہ نکلا
یہ قصہ جانگداز دور و دراز پہونچا ان کے بھائی نے سُنا فوراً ہزار سوار تیز رفتار دوڑائے کہ جس ڈوبتے
اُچھلتے کا پتا پاؤ جلد حضور مین لے آؤ آخر کار بہزار جست و جو پتا پو شہزادی ہاتھ آئی اُنکی خبر پائی
اُسے بادشاہ پاس حاضر کیا جوان کے ڈوبنے کا حال کہدیا بادشاہ بحالِ تباہ گرداب فراق مین پھنسا
شہزادی صف نشین ماتم لجۂ لطمۂ اندوہ و غم مین اُلجھی جوان کا حال یہ ہوا کہ تختے کے سہارے سے بہتا
پیاس کے صدمے بھوک کی موجین سہتا سہتا کئی دن مین کنارے پر پہونچا فی الجملہ جب تاب و طاقت آئی
پوچھتا پوچھتا اُس شہر مین داخل ہوا بادشاہ کو خبر پہونچی روبرو بُلایا بسبب طول ایام مہاجرت و درازی
زمانۂ صعوبت نہ پہچانا اُستاد اتنی مدت مین ملا مجھ سے وہ دھوکا دیکر + یاد ہی جب مجھے اُس شوخ کی
صورت نہ ہی ہیئت تبدیل خوار و ذلیل تھا اس اختلاف کو دیکھیے یہان صحرا نوردی بھوک پیاس مصیبت
وہان حکمرانی عیش و آرام و تخت سلطنت ناچار شہزادی کو طلب کیا اسے بھی تامل ہوا وہ شخص بولا پہر
بھر کا عرصہ باقی ہے آج لعل اُگلنے کا دن ہے پھر تم سب پہچانو گے بادشاہ کو یقین ہوا کہا اگر یہ جھوٹا ہوتا تو
ایک پہر کا وعدہ نکرتا شہزادی نے کہا تیری طبیعت کی جودت مشہور ہے ایک معما پوچھتی ہون اگر یہ جواب دے
تو بیشک شک رفع ہو بھلا وہ کیا شے ہے جسے گبر و مسلمان و یہود و نصاری سب انسانکا فرقہ آشکارا کھاتا ہے
مگر جب اُسکا سر کاٹ ڈالو تو زہر ہو جائے کوئی نہ کھائے اور جو کھائے تو فوراً مر جائے جوان نے ہنسکر کہا شہزادی تمہ
ہے یہ کیا معما پوچھا ہے وہ پھڑک گئی وحشت مٹی دل کی بھڑک گئی ہیا کا نہ یہ چلمن اُٹھا پروانے کیطرح
اُس شمع بزم فرقت کے گرد پھری بادشاہ متعجب ہوا کہ ہم تو کچھ نہ سمجھے شہزادی کیا سمجھکر سامنے ہوئی
جوان نے عرض کی قبلہ وہ چیز قسم ہے تمام عالم کھاتا ہے سر اُسکا قاف ہے اُسے کاٹو تو سم صاف ہے
سم زہر کو کہتے ہین کون کھاتا ہے کھانیوالا مرجاتا ہے بادشاہ یہ سُنکر بغلگیر ہوا اُسنے لعل اُگلا شادیانے بجے
بچھڑے ملے اسیطرح جامع المتفرقین سب مہجورون کی دوری کا بکھیڑا اٹھائے جو جسکا مشتاق ہو جلدی اُ
جسے مشتاق ہو وہ اُس سے ملجائے جوگی نے یہ قصہ تمام کرکے جانعالم سے کہا بابا شعر مشکلے نیست کہ آسان
نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + جو ہندہ ہے یابندہ ہے یہان سے منزل دوست قریب ہے سب کچھ
معلوم ہے الا کہنا منع ہے بڑا ہے دنیا مقام چپ رہنے کا ہے اتنا اس جگہ وقفہ کرکہ میری زیست کا ساغر
بادۂ اجل سے لبریز ہے سمند جان کو نفس سرد مہمیز ہے مجھے زمین کو سونپ تشریف لیجانا اور چند وصیتین کہین

جانعالم نے کہا یہ رنج و قلق کس سے دیکھا جائیگا یہ پتھر کا کلیجا کہان ہاتھ آئیگا کہ ایسے دوست غمخوار کو اپنے جیتے جی زیر خاک کیجیے اُسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجیے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اُسکی محبت کا بردگی ہوا کہا افسوس ہم و ابھین کا عرصہ بہت کم ہے دم نہین مار سکتے ہم وگرنہ تیرے ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بھلا آخری فقیر کا ایک ٹٹکا سیکھ لے سائین چاہیے تو کہین اٹکا نہ رہیگا قبر مین لیجا کر گیا کرو نکا پھر چند کلمے وہ بتائے کہ جس صورت کا دھیان لانے فوراً ہو جائے یہ مقدمہ بتا ہر ہر گرو کا نام لیا پھر کلمہ جو پڑھا دنیا سے چل بسا دم نکل گیا جوگی مسافر عدم بیکنٹھ باشی رم گیا جانعالم کا روتے روتے دم گیا بیتابانہ نعرہ الفراق مارے مرید چیلے جمع ہو گرد گرد پاہوی کہکر بہت پکارے بولتا نکل گیا جوگی نے صدا اندی منزل مقصد کی راہ لی شہزادے نے بموجب وصیت غسل دیا کفنایا قبر مین اُتارنے کے وقت کچھ نہ پایا برابر کفن پھاڑ دیا آدھا چیلون نے جلایا نصف مریدون نے مٹھی مین گاڑ دیا ہندوون نے راکھ پر چھتری بنائی مسلمانون نے قبر بنا کے سبز چادر اُڑھائی وہ تخت مسند را بچہ و مصلے خرقہ و جبہ اُسکے منظور نظر کو دے جانشین کیا مرید چیلون کا ہاتھ اُسکے ہاتھ مین دیا اُسے ایک ولولہ آیا از سر نو اُن سب کو یہ تلقین کیا کہ سُنو بچا گو جوگی ظاہر مین آنکھون سے نہان ہے مگر مرشد کا جلوہ شانین کا ظہور ہر برگ و بار بوٹے پتے گل و خار بلکہ در مسجد و دیوار کنشت سے دیدہ دوربین مین عیان ہے عارف کا یہ کلام ہے سعدی برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + دیدۂ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہے ہر کو بے مین اُسیکا جھگڑا ہے نمونہ قدرت نشان وحدت دنیا کا نقش و نگار ہے بلبل کے پردے مین ترانہ سنجی ہوتی ہے قمری کی کوکو جویا کی جان کھوتی ہے اُسکے ذکر مین سرگرم ہے جسکی زبان و منقار ہے کسیکو حرم محترم مین نامحرم رکھا بھٹکایا کسیکو بیت الصنم مین بلا کر جلوہ دکھایا کعبے کا دھوکا دیر کا بہانا ہے دور کا ٹھکانا ہے اور جسنے من میشا و کو رہبر کر کے ڈھونڈھا اُسنے گھر بیٹھے پایا ہے امیر خسرو جن ڈھونڈھا تن پائیان گہرے پانی پیٹھ + مین بوری ڈوبن ڈری رہی کنارے بیٹھ + دنیا کا معاملہ مذہب و ملت کا جھگڑا ہے اچھا وہ بُرا پر زیان و بے سود ہے حق بیشک واما ہر آن موجود ہے رنج مین دل کو خوش الم مین طبیعت کو شاد رکھو وحدہ لاشریک لہ نزدیک شرکت کرنے والا مشرک حماقت شعار ہے مرسلون کو رستگار جانو مرید یار سمجھکر مانو مرشد کی ذات گرو کی صفات ہر جلسے مین یاد رکھو بود و نابود کا غم نہ ہو

اور احباب کا دل کہ حباب سے نازک تر ہے خدا کا گھر ہے آشفتہ برہم نہوا اللہ بس باقی ہوس یہ کہکر قصہ
مختصر کیا بے خبرون کو باخبر کیا جب اس صحبت سے جان عالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اُس جا نشین مہنت
نے روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا پھر جسطرف جوگی نے بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جسدم آگے بڑھا
دریا ملا ہر چند ڈھونڈھا ناؤ بیڑے کا تھل بیڑا نہ لگا مگر ایک لعل درخشان بروے آب روان سامنے
آیا قریب اُسکے دوسرا نظر پڑا اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر ہوئی کہ
اس حال کو کیونکر دریافت کیجیے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس راہ جب طے کی عمارت عالیشان
دیکھی اُس چشمے کو اُسکے اندر سے روان پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی تا اندر جانے کا باب
مفتوح ہو نہوا سواے دیوار در نتھا اُسوقت بلبل بنکر دیوار پر جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ بھی بہار کا
مگر سنسان انسان نہ حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش و نگار کا وہ نہر اُسی بنگلے کے اندر سے جاری تھی
چمن خالی اور باد بہاری بہتی آدمی یا جانور ناطق و مطلق مطلق نتھا باغمین اُتر صورت قدیم بدل کر
بنگلے مین آیا منقش و مطلا سجا سجایا پایا لیکن طرفہ حال یہ دیکھا ایک پلنگ نے مرد کے پاؤن کا بچھا ہے اُسپر
کوئی دو شالہ تانے سوتا ہے برابر یاقوت کی تپائی پر پھولون کا دستہ آدھا سرخ نصف سفید رکھا جان عالم
نے قدم بڑھا دو شالا سرکایا وہ تن پری پیکر بے سر نظر آیا حسرت سے کہا کس ظالم ستم شعار بے رحم
جفا کار نے اس ہر دفتر خوبی سراسر دلبری و محبوبی کا سر کاٹا ہے بحیرت ہر طرف دیکھتا تھا چھت پر
آنکھ پڑی چھینکا بندھا سر بھی دھرا دیکھا سر کے نیچے نہر جاری ہے جو خون کا قطرہ اُس حلق بریدہ سے
پانی مین گرتا ہے اللہ کی قدرت کاملہ سے وہ لعل ہو کر تا ہے اسنے کہا سبحان اللہ مقرر یہ سحر کا کارخانہ ہے
قریب جاکر غور سے جو دیکھا انجمن آرا کا چہرہ تھا پہچانتے ہی سر و تن کا ہوش نرہا چاہا کہ سر سے ٹکرا کر
ہمسر ہو کسیکو نہ خبر ہو بسکہ تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا مرنا ہر وقت ممکن ہے پہلے حال مفصل معلوم کرلو کہین حوض
کا سا دھوکا نہو ہر چند غواص عقل رسا محیط فکر مین غوطہ زن و آشنا ہوا مگر گوہر مقصد صدف مراد سے
ہاتھ نہ لگا معاملے سے نا آشنا رہا شام نزدیک ہوئی تند ہوا چلی شور و غل مچا یہ سمجھا اب کسی دیو یا ساحر کی
آمد ہے چھپا چاہیے سر گلدستہ گلبن محبت کے روبرو بھنورا بنکے بیٹھ رہا دفعتہ دیو آ پہونچا قوی ہیکل
زبون شمائل مگر وحشی سا ہر سمت بو سونگھنے لگا پھر اُسی گلدستہ سے سفید پھول توڑا اُس یاسمین پیکر کو سنگھایا
سر اُچھلکر بدن سے ملا انجمن آرا اُٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا مگر پریشان ہر سو متحیر نگران

شہزادی نے کہا خیر ہے اُسنے کہا آج غیر انسان کی بو آتی ہے خوف سے جان جاتی ہے وہ کہنے لگی ہمین آجتک جانور کی پرچھائین نہ نظر آئی تو نے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہے یہ جملہ بے ربط بے غرض کہ صبح تک مذکور ہر شہر و دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر اُسی دستے سے سُرخ پھول اُس خون آشام نے توڑ کر اُس لالہ فام کو سنگھایا سر تو جھٹکے پر سر بلند ہوا تن نے پلنگ پر آرام فرمایا دیو

تصویر ایک مکان نفیس مین پلنگ پر انجمن آرا دوشالہ اوڑھے بیہوش پڑی اور سر چھینکے پر

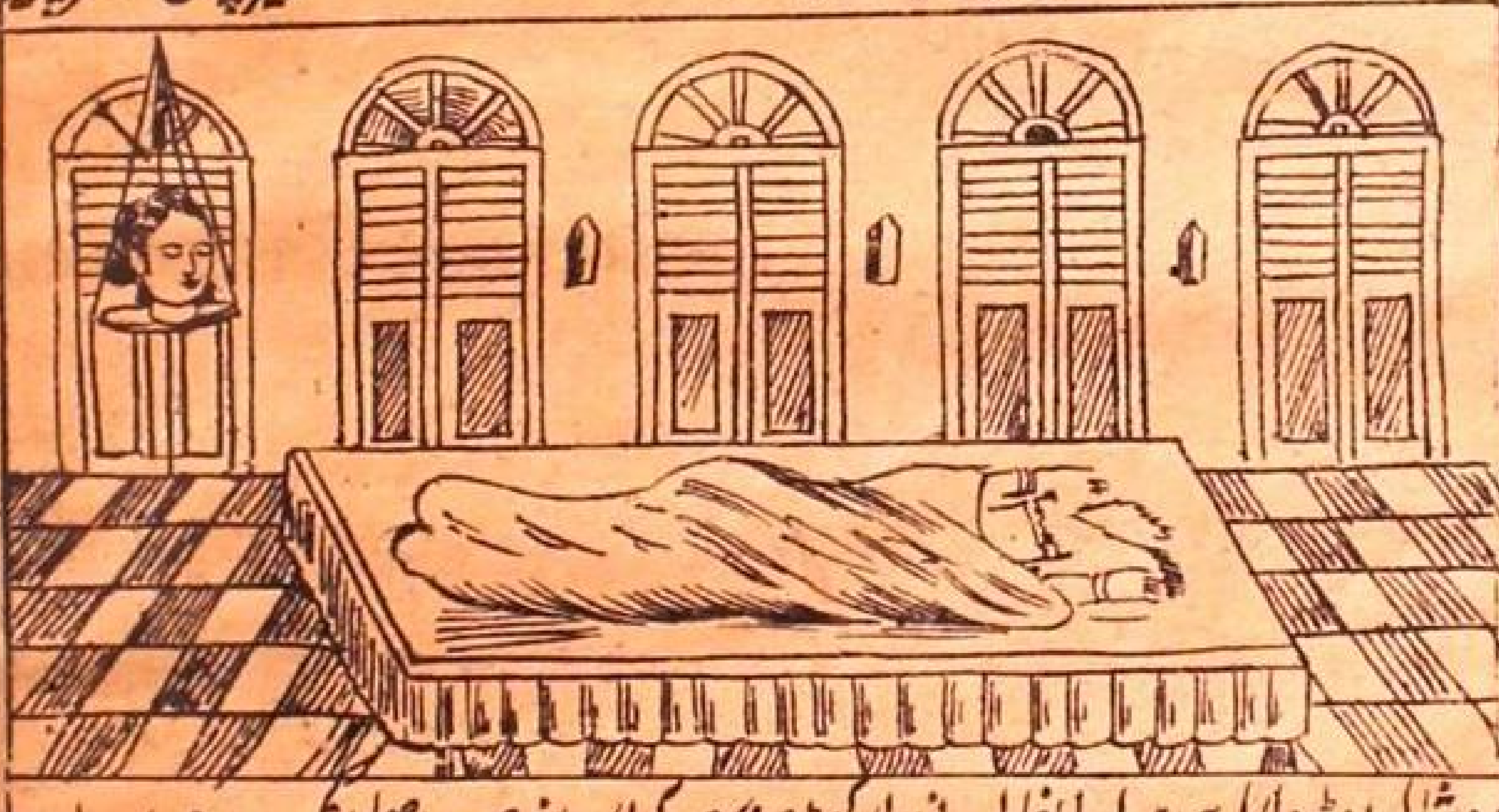

دوشالہ اوڑھا راہی ہوا جانعالم نے چار گھڑی بجبر صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بنکر وہی سفید پھول توڑ کر سنگھایا انجمن آرا بدستور اول اُٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونون مہجور اِس زور شور سے روئے کہ تمام باغ ہلگیا زمین و آسمان دہل گیا جانعالم اپنے مصائب وہان تک آنیکا حال فرقت کا درد و ملال کہنے نہ پایا تھا کہ انجمن آرا نے کہا لاعلم تجھ بن مری اوقات جو اکثر گذری + وہ حالت نزع سے بھی بدتر گذری + تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم + مین کس سے کہون جو کچھ کہ مجھپر گذری + یہ کہکر پھر دونون چلا چلا آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے مین ہمیشہ سے کسی کی عقل نہین لڑی شکست ہوئی ہے شعر بیک لحظہ بیک ساعت بیکدم + دگرگون میشود احوال عالم + مؤلف اک وضع پر نہین ہے زمانے کا طور آہ + معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے + ہر عقدۂ محال الانحل ناگزیر کے واسطے ناخن تدبیر خلق مین خلق کیا ہے اور جہان مین جہان تدبیر کا دخل نہوا اُسے تقدیر کے حوالے کر دیا ہے اکثر جس بات مین عقل عاجز آتی ہے وہی طرفۃ العین مین ہو جاتی ہے ناگہان ایک سفید دیو

زبردست زور کے نشے سے سرشار مست بڑا طاقت دار رستم لگا یا وگار اُدھر سے گذرا نالۂ حزین صدائے
غمگین کان مین آئی بسکہ باین زور و طاقت خداداد وہ دیو نیک نہاد رحم دل غم رسیدہ و سنگے رنج
کا شامل تھا گریہ و زاری سنکر دلکو بیقراری ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہے مگر اس صحرائے پرخار
وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہے اگر ہے تو حقیقت مین مبتلائے الم اسیر پنجۂ ستم خراب
حال ہے یہ سوچ کر باغ مین آیا یہان روتے روتے دونونکو غش آ گیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا بنگلے مین آیا
دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر سے برج نامردی مین بیہوش ہین چہرے کے رنگ اُڑے ہوے سکتے کی حالت مین
ہم آغوش ہین روے یار آئینہ وار درمیان ہے فلک بر سر امتحان ہے سمجھا مدت کے بعد دونونکا مقابلہ
ہوا ہے اس سے کسوف خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہے سرِ بالین بیماران محبت بیٹھکر نہر سے پانی لیا
دونون کے منہ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش و حواس درست ہوے دیکھا کہ ایک دیو سرہانے موجود ہے
دیو سفید نے اُٹھکر سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نہ فرمائیے بندہ دوستدار جان نثار ہے پہلے
جانعالم اُٹھکر بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادہ جانعالم لسان خوش بیان تھا اپنی ام کہانی
چرب زبانی سے کہہ سنائی دیو ماجرائے سرگذشتہ سنکر بے قرار اشکبار رہا عرض کی آپ بدجمعی تمام آرام کیجیے
اب وہ قرمساق آئے تو عمل بد کی سزا پائے جانعالم بشدت لگاوٹ باز تھا اُس سے بھائی چارہ کیا صیغۂ
اخوت پڑھا وہ بیچارہ بندۂ بیدام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اُٹھکر باغ کی سیر کرتے تھے کہ وہ
جفاکار بھی آ پہونچا یہان اور رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمیزادے کے ہمراہ پھرتی ہے سفید دیو کا ہاتھ
مین ہاتھ ہے مصاحبت کرتا ساتھ ہے جلکر جانعالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اُس نطفۂ حرام
کا ہاتھ پکڑا وہ کافر اُسی رحم دل سے لپٹا باہم کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جابجا شق
ہوئی الغرض بمدد مددگار و قوت پروردگار سفید دیو نے زمین سے لنگر اُکھاڑ سے اونچا کیا زمین
پر پٹک چھاتی پر چڑھ بیٹھا جانعالم قریب آیا زور و طاقت کی تعریف کرنے لگا کہا کیا جناب باری نے
بخشی مددگار بیکسان کی یاری کی جو ایسے مردود پر ایک دم مین تجھے فتح و ظفر حاصل ہوئی
اگر ناگوار طبع نہ ہو مین بھی ایک زور کرون وہ بولا بسم اللہ شہزادے نے ایک ہاتھ شانے
پر دھر دوسرے سے گردن اُس سرکش کی مضبوط پکڑ دھڑ سے کھینچکر زمین پر دھڑ سے
پھینکدی دیو سفید یہ طاقت دیکھکر سفید ہو گیا شہزادے کا چہرہ سُرخ ہوا وہ زرد رو

جانعالم اور دیو کی لڑائی اور دیو سفید کی مدد سے دیو کو پچھاڑنا

سنے دیو اسفل السافلین کو پہونچا اس عرصے مین سفید دیو کے ملازم حاضر ہوے دعوت کی تیاری ضیافت کی اضافت لگی ایک ہفتہ اکل و شرب گانا ناچ رہا آٹھوین روز اُس ماہ دو ہفتہ یعنے انجمن آرا نے رنج جدائی ملکہ مہر نگار مردان لشکر کا لب دریا انتظار بیان کر کے کہا بجدا مفارقت ملکہ مین خواب و خور حرام ہے تمھارے بار احسان سے دبکر کبھی ہنسی لب پر آگئی وگرنہ دور شراب و کباب خون دل لخت جگر تھا ہر گلاس برادہ الماس تھا فقط تمھارا پاس تھا اُسنے عرض کی میرے آدمی جا بجا پتا لگائین انجمن آرا نے کہا اپنے تجسس مین زیادہ مزا ہے اپنا کام آپ خوب ہوتا ہے ناچار رخصت ہو کر چلے اور آنے جانے کے باہم وعدہ ہاے مستحکم ہو گئے مگر مردم ملکہ کا خیال ہر گام دلپذیر ہر وقت کا ملال تھا کہ خدا جانے ڈوب گئی یا ہماری طرح کسی آفت مین پھنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس ہزار دقت چلتے دو تین دن مین پانون سوج گئے چھالے پڑے قدم اُٹھانے کے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر وہ کالے کوس مالوے کیطرح کا فرا انجمن آرا جھلا کر بولی میر کب تھا یہ شور نوحہ ترا عشق جب نتھا + دل تھا ہمارا آسکے تو ماتم سرا نہ تھا + آپ کی بدولت یہ ذلت و رسوائی پیادہ پائی صحرا نوردی عزیزونکی جدائی نظر آئی آفت اُٹھائی میر سوز چھڑا کر مجھ سے میرے خانمان کو + خدا جانے چلا ہے اب کہان کو اشہزادہ ہنسکر چپ ہو رہا پھر وہ عمل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونون نے توتے کی ہیئت بنائی اور توکلت علی اللہ کہکر نظر بخدا ایک سمت سرگرم پرواز ہوے پہر دو پہر اُڑنا پھر کسی درخت پر بسیرا خیمہ سنڈیرا اُس روپ مین قاصد سیر ہوے سابق مصاحب انسان تھے اب ہمنشین طیور ہوے

ہوے روز نیا پانی نیا دانہ نت نیا آشیانہ کبھی بستی گاہ ویرانہ کیسکو اگر ہنستے دیکھ لیا تو رو دیا یاد کرکے اپنا زمانہ
اور اکثر یہ شعر پڑھ دینا الا اے علم شب عشرت غنیمت دان وداد خوشدلی بستان، کہ دور عالم کے احوال فردا رسید اند+

مذکور ملکہ مہر نگار تختے پر بہتے جانا بادشاہ کا جہاز پر سیر کرتے ہوے آنا رحم کھا جہاز پر منگانا شہر مین داخل ہو کر مکان دینا پھر توتے کا اڑکر پہونچنا اور نامہ لیکر روانہ ہونا

اے جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ + تا لکھون حال مین اک ورق تمدیدہ کا + چین دنیا مین نہین عشق کو بیمارون کو + نت نیا رنج فلک دیتا ہے بیچارون کو + بار فرقت کبھی معشوق جو دھر جاتے ہین + جیتے جی دب کے یہ اُس بوجھ سے مر جاتے ہین + زیست نے لطف گذر جاتی ہے بیچارون کی کیا کہانی مین کہون تم سے دل افگارون کی + نگارندہ حال غریق شطۂ فرقت و کشتی شکستہ لجۂ محبت بادبان گسستہ صرصر دوری و لنگر بریدۂ کار و مجبوری طوفان رسیدہ کنار کامیابی ندیدہ یعنی ملکۂ مہر نگار خامہ جگر افگار یون رقم کرتا ہے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکڑے پر دل ٹکڑے ٹکڑے ڈوبتی ترتی چلی جاتی تھی اُدھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ جہاز پر سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ بہتا دیکھا جب قریب تر آیا آدمی اُسپر نظر آیا خوف خدا سے جلد منسوئی دوڑا یا جہاز پر منگوایا ملکہ کو کلاطم آب نے بیتاب کیا تھا اور رجا نعالم اور انجمن آرا کے صدمہ جدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا لیکن صورت رعنا چہرۂ زیبا مین فرق نہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ والہ و شیدا ہو گیا جلد جلد عطر سنگھایا بازو باندھا اور تدبیرین کین دو تین گھڑی مین غش سے آنکھ کھلی دیکھا کہ نوننگ اجل کے منہ سے تو بچی آفت لطمۂ ولجہ سے برکنار جہاز پر سوار ہون مگر شخص غیر سے دوچار ہون شرم سے سر جھکایا تمام جسم مین پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف گو باعث حجاب بولنا گوارا نتھا لیکن بے جواب دیے چارا نتھا آہستہ سے کہا محروم ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک درپے آزار پر آلام جگر خون و لخت و محزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا گم فتادۂ تلاطم اسکی فصاحت و بلاغت چہرہ کی شان و شوکت سے ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہے اور کلام دردناک نے گریبان صبر و طاقت چاک کیا بادشاہ نے دو ویلہ خاصہ طلب کیا ملکہ نے انکار اُسنے بہت اصرار کیا لجاجت سے کہا آپ کھانا نوش فرمائین وطن کا پتا بتائین جب تاب و توانائی تم مین آئیگی وہان بھجوا دینگے ملکہ نے کہا ہم جنگلے دامن دولت سے

لُٹے تھے مگر وہ تو گردِ راہ کی صورت خارِ صحرا کی طرح جھاڑ اِس دریاے ناپیدا کنار مین ڈوبا خدا جانے
کیا ہوئے کدھر گئے جیتے ہین یا مر گئے اگر سوے عدم ہین روانہ کرو بکھیڑا چھٹے غم و الم سے نجات ملے
بڑا احسان ہو اِسنے کہا موٗلف تم سلامت رہو زمانے مین ۔ ایسی باتین زبان سے نہ کہو ۔ غرضکہ
مجبور کچھ کھایا دو چار دن مین طاقت گو نہ آئی اور جہاز دار السلطنت مین پہونچا ملکہ کے واسطے مکان
عالیشان خالی ہوا لونڈیان پیش خدمت آئین محلدار جو کہ قرینہ شاہ اور شہریارون کا ہوتا ہے اور
جسطرح شہزادیان رہتی ہین سب سامان مہیا کر دیا ایک روز بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب
چھپاتی ہو مگر ہمین معلوم ہوا تم شہزادی ہو ہمارے تمھارے ملاقات اِس حیلے سے بدی تھی امیدوار ہون
بخوشی مجھے اپنے فرمانبردارن مین قبول فرماؤ ملکہ نے کہا مین نے تمام عمر سلطنت کا نام نہین سُنا
اِلّا آپ کو خالق نے بادشاہ کیا ہے انصاف شرط فرمانروائی ہے مین ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک
کی ستائی ہون خدا جانے کون ہون اور کس طرح یہانتک آئی ہون بقول اُستاد دیکھنے یہ آنکھو نکے
کیا کیا لوگ اُٹھے پیش چشم ۔ ہون لب حیرت بدندان رنگ دنیا دیکھکر ۔ اگر بے گناہ کا خون گردن پر
لینا گوارا ہے تو مختار ہے مجھے کیا چارا ہے اور جو میری خوشی منظور ہے تو برس روز کی مہلت دے اِس
عرصے مین اگر کوئی ذو باترا میرے وارثون کا پتا لا کوئی موا جیتا پھرا تو خیر نہین مین تیرے
قبضۂ اختیار مین ہون جبر کرنا کیا ضرور ہے عدالت سے دور ہے بادشاہ دل مین سوچا آجتک ایسے
غریق اُبھرتے نہین وہان کے گئے پھر ادھر قدم دھرتے نہین اتنے دنون کی فرصت دو حکومت
کرو آنکھ بند کرنے مین سال تمام ہو جائیگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمھین ناگوار
نہو تو جی چاہتا ہے گاہ گاہ آنے کو تمھارے دیکھ جانے کو ملکہ نے یہ امر غنیمت جانا کہ حاکم محکوم کا فرق سکو
معلوم ہے اب یہ انداز ٹھہرا پانچوین چھٹے دو نیلے خواجہ سرا اطلاع کرتا پھر بادشاہ قدم دھرتا دو چار
گھڑی نشست ہوتی ہر شہر و دیار کا تازہ اخبار بیان کر اُٹھ جاتا یہانتیے دو کلمے یہ بیسنے مسبب الاسباب
کی کارسازی کے سامان دیکھیے وہ محل جو ملکہ کو ملا تھا اُس مین مختصر سا پایان باغ بہت کیفیت
کا تھا طرح طرح کے میوہ دار درخت باغ بہار یک لخت نئے نئے رنگ ڈھنگ کے وہ گل بوٹے جو باد خزان
سے جھڑے نہ ٹوٹے پھل قصد سے منھ مین آجائے ہاتھ بڑھانے کی بار نہ آئے روشین مورت کی
مورت کی سام آب رواں مین پری کا عالم بھدّے نہ بد قوارے سڈول سانچے کے ڈھلے نازک

رشک فوارہ کیاریان بیحد آرائش مین آبشار ریختہ ہر ایک کیاری سراسر گلکاری چمن بندی قطعدار جابجا چبوترے معقول گل پیادہ و سوار پر بہار چوکور عرض و طول باغبانیان خوبصورت نوجوان بتکلف کے سامان طلائی نقرئی کھرپیان مرصع کار بیلچے ہاتھون مین غمزہ چال مین ادا دیکھہ بھال لگاوٹ باتون مین کسی طرف کنوین کی جگت پر کیلے والے لال بیرنج و ملال ہو رہا کوئی کچھ اکھاڑتی کوئی توڑتی کوئی گرہوا پھول پتی پھل اٹھاتی گھانس کھرپی سے چھیلڈالتی کوئی ٹوٹا جھڑا اپنا گرا پڑا کانٹا کیاری سے نکالتی سر شاخ ہر گل رعنا بلبلون کا غنچہ سرو و شمشاد پر جوبن صدا سے قمری طوق در گردن ایک طرف طاؤس کا رقص پر ناز ہر ایک خوش آواز باغ کے گرد ملبب جھیل شمخونکا چہکنا کوس رحیل کہین لالہ پیالہ در دست کسی جگہ نرگس شہلا با چشم شست تاک انگور پر مینہو اور دن کی تاک عنبر بیز صحن گلشن کی خاک ملکہ گہہ و گاہ شام و پگاہ رفع پریشانی دفع سرگردانی کو وہان آ نظارۂ صحبت گل و بلبل سے رشک کھا بصد حسرت یہ غزل پڑھتی میر سوز زدہ دن خدا کرے کہ خدا بھی جہان نہو + مین ہون صنم ہو اور کوئی درمیان نہو + گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو + باد صبا بھی ہووے ولے باغبان نہو + گلشن ہو اور یار دلارام اور مین + اپنا ہو قصہ غیر کی داستان نہو + کبھی پیچ و تاب زلف اور گیسوے معنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو دکھاتی گاہ سیاہی داغ جگر لالے کی لالی سے لڑاتی غنچۂ افسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی پر پھوٹ پھوٹ کے خوب روتی اور اس غزل سے دل کو سمجھاتی **مؤلف**

جل بجھیے اسطرح سے کہ مطلق دھوان نہو
گل خندہ زن ہے پیچھے گرتی ہے عندلیب
بھٹکے ہو یارو یہ جرس کاروان نہو
لینا بجاے فاتحہ تربت پہ نام یار
مجنون کی بن پڑیگی اگر ساربان نہو

اللہ ری بیکسی کہ جو دریا مین غرق ہون
پھولی ہوئی چمن مین کہین زعفران نہو
ہستی عدم سے ہے مری وحشت کی اک شلنگ
مرنے پہ یہ خیال ہے وہ بدگمان نہو
پامالونسے چرخ کی یہ اعدم ہے سرور

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیان نہو
تالاب کی طرح کبھی پانی روان نہو
بھاگو یہانسے یہ دل نالانکی ہے صدا
اے زلف یار پانو نکلی تو بیڑیان نہو
ناقہ چلا ہے نجد مین لیلی کا بے مہار
اس سرزمین پہ جاؤن جہان آسمان نہو

گاہ لب جو کسی سرو کے پاس یاد قامت جانان عالم مین مثل فاختہ کو کو کرتی دل بیتاب کو تڑپا کر لہو کرتی غور کرو دنیا مین کسی چیز کو قرار نہین اسکا سبب کارخانہ بیدا ہے کہ پائدار نہین کبھی تو روز روشن ہے گاہ اندھیری رات ہے یہ کائنات کی کائنات بے ثبات ہے گلشن مین اگر بہار ہے تو خزان در پئے آزار ہے

بلبل کو ہزار چھپے یاد ہین پر باغبان آشیان اُجاڑنیکی فکر مین ہے دام لیے لاکھ صیاد ہین نوش کیسا
گزند نیش ہے کوئی دل شاد کسی کا سینہ ریش ہے عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہے مثل مشہور ہے کہ معشوق
کی ذات بیوفا ہے اور جو کبھی کسی قسمت کے زبردست کو وفادار ہاتھ آتا ہے تو بدست کسی نہ کسی
رنج سے فلک تفرقہ پسند رشک کھا چھڑاتا ہے اسی سہارے پر لوگ جان دیتے جی بیچکر یہ روگ مول
لیتے ہین یہ نہین معلوم اَلتقلیل کالمعدوم یہ جملہ تو معترضہ تھا پھر وہی قصہ شروع ہوا ایکروز فرح اندوز
ملکہ بدستور قدم بے یار و ندیم باغ مین گئی شاہزادے کی صحبت کا خیال انجمن آرا کی گرمجوشی کا
ملال تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مولف کا پڑھا **مولف** اک انقلاب چرخ سے افسوس
دیکھنا + وہ صحبتین رہین نہ تو وہ ہمنشین رہے + پھر ایسا روئی کہ ہچکی لگی شام کا وقت تھا جانور درختون پر
بسیرا لیتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی ایک توتا اُس پر آبیٹھا گریہ وزاری اس غم کی
ماری کی دیکھکر بیچین ہوا پوچھا شاہزادی حال کیا ہے کونسا صدمہ ایسا جانکاہ ہے جو اسطرح لب پر
نالہ و آہ ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال بہم پہونچا کہ جانور مجھپر رحم کھاتے
ہین احوال پوچھنے کو اُڑکر آتے ہین زیادہ بے قرار و اشکبار وہ سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ ہے جب کسی
دل شکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہے بندھی بات ہے دل اُمنڈ آتا ہے ملکہ نے بے اختیار ہو کر کہا مصحفی اللہ ولہ
جو دو شخص خندان بہم دیکھتے ہین + فلک کی طرف رو کے ہم دیکھتے ہین + اے جانور خوش بیان
سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھر بار سے جدا بیکسی مین مبتلا ہون بسان آئینہ حیران مثل
زلف سیہ بخت پریشان نَے کیطرح نالان مورد صد اندوہ و بلا ہون **شعر** بیکسی سوخت کسی میخواہم
نفسے ہمنفسے میخواہم + شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بیقرار صبح قیامت کی صورت دامن چاک
گریبان تار تار **شعر** کس کو اب زیر فلک طاقت رسوائی ہے + کاش شق ہووے زمین اور سما جاؤن
مین + دلمین الم سے خار خار غیر جنسون کے دام مین گرفتار بخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ بریدہ
ہزارون جور و ستم مین چریدہ روسے راحت کوسے آشیان ندیدہ شب فرقت کے اندھیر مین سوجھتا نہین
خونبار ہون **ناسخ** صبح سے کرتے ہین معمار مرے گھر کو سفید + شام سے کرتی ہے فرقت کی شب تار سیاہ +
توتے نے کہا مجھے تمسے بوئے محبت آتی ہے تمھاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہے برائے خدا اپنے راز سربستہ سے
مجھے آگاہ کرو شتاب جلد مفصل حال کہو ملکہ نے قصہ عشق جان عالم انجمن آرا کا آنا وزیرزادے کا

برائی جادوگر کی کج ادائی جہاز کی تباہی اپنا وہان آنا اور دنکا تپا نپانا جانعالم کا چھٹ جانا سب بیان کرکے کہا وہ شاہ گردون بارگاہ ہمین منجدھار مین ڈوبتا چھوڑ اپنا بیڑا پار لگا مُنہ موڑ خدا جانے کہان ہوا ہم ہین اور رنج تنہائی مین بیتابی انیس ہے پریشانی مین ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہے جو دم ہے دم شمشیر ہے جو سانس ہے ناوک کا تیر ہے توتا یہ باتین سنکر زمین پر گر پڑا پر نوچنے لگا ملکہ مہرنگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا ہوا ہے افسوس دیکھکر مجکو وہ حاضر ہوا مر جانے کو + وہی غمخوار جو یہان بیٹھا تھا سمجھانیکو + گھڑی بھر مین جب توتا سنبھلا بولا کہ اے ملکۂ مہرنگار مین وہی توتا کمبخت جفا شعار ہون جس نے اُس رشک قمر کو دربدر کیا مجھ سے انجمن آرا کا ذکر سنکر آوارہ ہوا تھا باقی حال تو آپ نے سب سنا ہوگا پھر تو ملکہ اُسے گود مین اُٹھا یہان تک روئی کہ بیہوش ہو گئی شہزادے کے یہان کی باغبانیان وزیر خدمتگزار جھپٹین کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش و حواس درست ہوے توتے نے کہا آپ دل کو تسکین دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ ہین مین نے یہ مقدمہ منجمون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سب اسیر ہین کہ رنج مفارقت کے سوا جان کی خیر ہے سب آملینگے اب مجھے رخصت کرو صبحکو خدا جانے کسوقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد مدت کے محرم راز ملا وہ بھی اتنا جلد چلا فلک بر سر کجی ہے بے لطف زندگی ہے دیکھین یہ بُرے دن کب جاتے ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین اُستاد ایک عالم کو آزما دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال کا شریک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجھ سے کہتے تھے + جی لگانے کا کچھ مزا دیکھا + سچ ہے دنیا مریض خانہ ہے + رنج مین سبکو مبتلا دیکھا + کیف مین کم بہت نوازش ہے + عشق خوبان مین جو نشا دیکھا + آخرش رات کی رات توتا رہا صبح کو رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا حال اپنا پرچے پر تحریر کر دیا کہا جہان شاہزادے سے ملاقات ہو یہ خط نشانی دیکر جو کچھ دیکھا ہے زبانی بیان کرنا وہ رقیمۂ شوق لیکر راہی ہوا شہر بشہر خستہ جگر ڈھونڈھتا پھرتا تھا ایک روز قریب شام با دل ناکام تھک کر لب چشمہ کچھ درخت تھے اُنپر بیٹھکر سیل سرشک چشم پرنم سے بہا تا تھا اُسیدن جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بنائے اُسی درخت پر آ بیٹھے یہ توتا ہمجنس سمجھ دیکھنے لگا وہ دونون مضطرب الحال ایک ٹہنی پر بیٹھے ہے توتا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری طرح سے دل خستہ ہین پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھا یہ توتا روتا ہے شاید ہماری صورت

مصیبت دیدہ مصائب کشیدہ ہے کو آیا تین تو سمجھتا تھا پھر بیٹھا اور بولا خدائے کریم تمہین وہ رنج نہ دے
عدو بھی تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہے اور دل پر ایسا الم ہے کہ ہر دم یہ دعا ہے دشمن کا دشمن بھی
صدمۂ جانکاہ اور ایسے روز سیاہ نہ دیکھے میر سوز جو دم لیتا ہون تو شعلہ جگر کا جی جلاتا ہے + جو چپ
رہتا ہون تو اندر ہی اندر جان کھاتا ہے + جو کچھ احوال کہتا ہون تو سُننے والے روتے ہین جو
نہین کہتا ہون تو کوہ الم سینہ دباتا ہے + جو جنگل مین نکل جاتا ہون تو سب دشت پھُنکتا ہے
کبھی جو شہر مین آتا ہون تو گھر بھول جاتا ہے + پہاڑ و نہین اگر پھرتا ہون ٹکڑے ہو کے اُڑتے ہین
جو دریا پر کبھی جاتا ہون سر پر خاک اُڑاتا ہے + مجمع رنج و محن غریق شط خفت ہمہ تن ہون محسن میرا
خانمان آوارہ ہوا یہ ندامت ہے مفارقت اُسکی ظلم ہے قیامت ہے اُسکے علاوہ تازہ حال یہ دیکھا ہے
کہ ایک عاشق صادق اپنے معشوق سے جدا غیر جنسون مین اسیر بلا ہے اُسکے ناوک آہ سے چھاتی
سوراخدار ہے سنان نالہ کلیجے کے پار ہے اگر گریہ و زاری یا تڑپ اور بیقراری اُسکی بیان کرون پتھر
پانی ہو کر بہہ جائے سیماب کی چھاتی خجالت سے پارہ پارہ ہو اراہ چلتے اُنکو رحم آئے جان عالم یہ سُنکر
پھر بیٹھا کہا وہ کون تھا جو سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہے جو ناجنسون مین گرفتار
ہوا توتے نے اُنکی داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ملکہ کا نام سُنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونون
نے صورت بدلی توتا پہچان کر پاؤن پر گر پڑا شہزادہ گلے سے لگا کر خوب رویا

جان عالم اور انجمن آرا کا زیر درخت صورت اصلی پر آنا اور توتے کا پاؤن پر گرنا

کہاں اے ہمدم تم سے جو ہم جدا ہوے کس کس رنج و مصیبت مین مبتلا ہوے دشت بدشت کوہ بکوہ خراب خستہ دربدر محتاج پھرے تم اُسدن نکلے گئے آج پھرے پھر ملکہ کا حال پوچھا اُسنے خط حوالے کیا پہلے انجمن آرا نے آنکھون سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بدحواسی کا مطلب ہر نامے سے کھلا کہ جانعالم کی جگہ ملکہ اور ملکہ مہرنگار کی جا رقیمہ شوق جانعالم لکھدیا تھا پریشان انتشار کو سوچ شہزادے کے ہوش گم ہوے بسکہ نامہ شوقیہ پیچ و تاب دل اور اشتیاق ملاقات مین تحریر تھا جانعالم جب کھولتا تھا از شوق ہم آغوشی سے ہر بار خط ہاتھ مین لپٹا جاتا تھا مضمون مکرر سو سو حُسن طلب دکھاتا تھا مولف نامہ شوقیہ جب مین نے رقم اُسکو کیا + سو جگہ مضمون تب اُسمین مکرر ہو گیا + آنسو دم تحریر بہنے لکھنے کے وقت جو خط پر ٹپکے تھے دھبے اور نشان اُسکے دیدۂ منتظر چشم حیرت زدہ کیطرح ہر سطر پر کھلے تھے اور سُرخ ہالہ ہر حرف نے نکالا تھا ایک جدول خونی ہویدا تھی لہو رونے کی کیفیت پیدا تھی لکھا تھا حافظ از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ + انی رایت دھرا من ہجرک القیامہ + شعر سواد دیدہ حل کردم نوشتم نامہ سوے تو + کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروے تو + اے یار وفادار صادق الاقرار اللہ تجھے سلامت رکھے شرح اشتیاق داستان فراق قصہ طول و طویل ہے زندگی کا بھروسا قلیل ہے اگر ہماری زیست منظور ہے جلد آو صورت دکھاؤ نہین تو تاسف کروگے پچتاؤ گے تجھے اُنہین اگر دیر کی تو تمنے صدمہ ہجر سے تڑپ کر جان دی مٹی کے ڈھیر پر رو رو خاک اُڑاؤ گے مولف شکل اپنی ہم کو دکھلاو خدا کے واسطے + جان جاتی ہے ابھی آو خدا کیواسطے + کوئی دم کا دم سینے مین مہمان ہے نام کو جسم مین جان ہے فلک نے ہماری صحبت کا رشک کھایا ہے تفرقہ پردازی ظالم کو چین نہ آیا روز و شب رنج جدائی سے جان کھوتے ہین اتنا جبھی کا ہیکو کسیدن ہنسے تھے جیسا اب بلک بلک کر فرقت کی رات تو نہین روتے ہین میر بیتابی دل کسے سنائین + یہ دیدۂ تر کسے دکھائین + تمھاری تقریر ہر دم بر زبان ہے نے تصور سے ہمین کیے چین کہان ہے استاد یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھ سے خو کرتے + تیرے خیال سے پہرون ہی گفتگو کرتے + ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے دلتنگی از زندان تیرہ و تنگ ہے میر گر یونہی رہیگی بیقراری + تو ہو چکی زندگی ہماری + وحشت پیرامون حال ہے ہر گھڑی فرقت کی ماہ ہے جو پہر ہے وہ سال ہے میر دل کوئی دم مین خون ہو ویگا + آج کل مین جنون ہو ویگا + تمھاری صورت ہر پل روبرو ہے جس طرف دیکھا تو ہی تو ہے چشم فرقت دیدۂ دریا بار ہے آنکھ نہین چشمہ ابلتا ہے

جن آنکھون کو تم پر نم نہ دیکھ سکتے تھے اُنسے خون کے دریا بہگئے **مؤلف** تم نے نہ ہماری پر خبر
لی + چھاتی پتھر کی کیون جی کر لی + دن رات کی وہ صحبت تمھارے ساتھ کی جب یاد آتی ہے نیند
اُچٹتی ہے بیچینی کی رات پہاڑ ہو جاتی ہے کاٹے نہین کٹتی ہے چارپائی تنہائی مین پلنگ بنکر کاٹے
کھاتی ہے خواب مین نیند کا خیال نہین کھانا پانی ہجر مین حرام ہے حلال نہین وہ سر جو اکثر آپکے زانو پر رہا ہے
اُسکو سو سو بار بالش و بالین پر دے پٹکا ہے **مؤلف** جسمین باہین تری حمائل تھین + طوق حسرت
مین اب وہ گردن ہے + میرے جاگنے کے لیے پیارے ستارے شاہد ہین گواہ شمع نے اہد ہین مرغ سحر کو بیقراری
سے جو نکاتی ہون موذن کی نیند آہ و زاری سے اُڑاتی ہون شب وصل یہ ہمین جگاتے تھے اب ہجر
کی رات ہم اُنھین سونے نہین دیتے من مانتے بدلے لیتے ہین دل ہر ساعت گھڑی سے زیادہ نالان
ہے ہر پہر گجر سے فزون شور و فغان ہے چشم ہر اختر معائنہ حال زار سے بحیرت وا ہے چرخ گردان میری
گردش دیکھکر چکر کر رہا ہے اُستاد کہا لیجیے تھوڑا زہر منگا ہم اور کہین تم کہین + کیا لطف ہے ایسے
جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین ++ فقط سے حال باعث ندامت موجب دشمنون کی خوشی کا سبب
دوستونکے ملال کا ہے **لا اعلم** دل من داند و من دانم و داند دل من + اگر جیتے جی ملجائینگے رنج
فرقت کے دُکھڑے مفصل زبانی کہہ سنائینگے اور جو فلک کو یہی منظور ہے تو انسان مجبور ہے اس حسرت کو
بھی در گور لیجائینگے **سعدی** ای بسا آرزو کہ خاک شدہ + بخدا نماز پنجگانہ مین یہ جا ہے بجا مع [illegible]
سے یہی التجا ہے کہ تم سے جلد ملاقات ہو جلے جان زار دل بیقرار کو چین آئے زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہے
اشتیاق اور جدائی کا صدمہ جانکاہ سخت شاق ہے شاق خو گر وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہے نہ مشتاق
یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نے رو دیا از سر نو مع سرنامہ سیاہ سر وہ نامہ لکھوا دیا اُس رات کو تیار ہو ملچلا
وہان مقام کیا صبح ہوتے ہی صورت بدلی کوچ کا سرانجام کیا آگے آگے تو تار ہبر پیچھے پیچھے وہ دونون گرگ

پہونچنا جانعالم اور انجمن آرا کا مع توتے ملکہ مہر نگار کے پاس پھر ملاقات ہمدگر فوج بھیجنا وہان سے بادشاہ کا لوگونکا ملجانا بادشاہ کا آنا پھر اُسکی گرفتاری اور جانعالم کی سیر چشمی

بلا سے ہے تو ساقی مے لالہ فام
کہ مہرے ہین معشوق و عاشق بہم

ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام
جدائی کے ایام طے ہو چکے

وہ مصرعے کہ ہو درد دل سے اطم
شب ہجر مین خوب سارو چکے

بچاؤن کوئی دم بھلا تے چھپے — کہ رنج جدائی بہت سے سہے — مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور

کہ ہے رنج کے بعد راحت ضرور

محرران حال طالب ومطلوب وحاکیان حکایات خوب لکھتے ہین کہ وہ پرندہ ہولے شوق لیئے جانعالم مع انجمن آرا توتے کے ساتھ آٹھوین روز ملکہ کے پاس پہونچا یہان جسدن سے توتا رخصت ہوا تھا ملکہ مہر نگار دونون وقت بلاناغہ اُس درخت کے تلے جہان توتا بلا تھا آکر یہ کہتی تھی میر سوز مانند جرس بھٹکی چھاتی تو فغان نسے + فریاد کو پہونچا نہ کوئی داد رسان سے + اسطرح روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین وزار توتے کے انتظار مین کھڑی تھی اور آنکھ ٹہنی سے لگی تھی اور دیدہ خونبار سے تا دامن یاقوت اور موتیون کی لڑی بہتی جب دل سوختہ گھبراتا تو سوز درون مثل دخان لب پر آتی جی بہلانے کو یہ غزل پڑھتی مولف آتش فرقت سے سینہ جیب سے مجمر ہوگیا + چھینکے لخت دل مرا ہر ایک اخگر ہوگیا + باعث افشاے لب دم نہ مارا مین نے گاہ + ورنہ زیر آسمان کیا کیا نہ مجھپر ہوگیا + نزع تک تو آمد جانان کا کھینچا انتظار + وہ نہ آیا وعدہ اپنا یان برابر ہوگیا کیا ڈراتا ہے ہمین واعظ شنا شور نشور + شام فرقت یان عذاب روز محشر ہوگیا + اب جو ہنستا ہون تو ہنستے ہنستے بھی گرتے ہین آشک + روتے روتے آخرش رونے کا خوگر ہوگیا + فکر پھر کسکو ہے دیوان جمع کرنے کی سرور + جبکہ ہو مجموعہ خاطر ہی ابتر ہوگیا + دفعتہً توتے نے سلام کیا وہ خوش ہوکر بولی اے قاصد نیک صدا دہد ہد شہر سبا میرے سلیمان حسن وخوبی کا پتا پایا اُس بلقیس محبوبی کا سراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا اے ملکۂ عالم قدردان خبردارون کو خلعت وانعام دیتے ہین جب دوست کا پیغام پوچھتے ہین علی الخصوص یہ خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر پتا بتاؤن گا اُسکی اُجرت کیا پاؤن گا یہ سنکے ملکہ کی بجان رفتہ بدن مین آئی یقین ہوا اسنے خبر پائی یہ کہا اُستاد پیغام دوست جلد تو پیغام برسنا + گھبرا کے دم ہی جاسے نہ میرا کہین اُلٹ + توتا عرض کرنے لگا حضور کا فرمانا بجا ہے مگر ایسی بات کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہے اُستاد دفعتہً خوگر فرقت کو نہ دے مژدۂ وصل + خبر خوش نہین اچھی جو یکایک ہو وے + توتا بات کو طول کر دیتا تھا کبھی خوش گاہ ملول کر دیتا تھا ملکہ ہنسنے چپ ہو ہوئی جاتی تھی ادھر شاہزادے سے زیادہ انجمن آرا گھبراتی تھی غرض نہ رہ سکی صورت بدلی جہان عالم مجسم ہو کے سامنے آیا آپس مین عاشق ومعشوق ومعشوق وعاشق گلے مل کر

تصویر انجمن آرا و جان عالم اور ملکۂ مہر نگار کی اور باہم ملاقات ہونا

روئے غبار کلفت پارینہ داغ مہاجرت دیرینہ دل کھول کر صفحۂ سینے سے دھونے رونے کی آواز سے
مغلانیاں خواصیں جمع ہوئیں جنکی آنکھ ان دونوں پر پڑی دوڑ کر صدقے ہوئی اور پاؤں پر گر پڑی
جل جلالہٗ حسن خوب سے کوئی چیز زیادہ دلکش اور محبوب نہیں دوست تو دوست ہے دشمن
غش کر جاتا ہے لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہے مال تو کیا مال ہے سوت کی انٹی بھی اگر پاس
ہو تو نثار ہی ہے خریدار بنجاتا ہے جان عزیز نہیں حرمت کچھ چیز نہیں غلام کی غلامی پر آقا فخر
کرتا ہے جان تازہ پاتا ہے جو کوئی کہتا ہے کہ یہ اُسپر مرتا ہے عیاذاً باللہ یہ امر محمود نہیں ازیں
غیر ضرر کچھ سود نہیں غرضکہ خرم و خندان بارہ دری میں آئے انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا
اُسنے دیو کا اُٹھا لیجانا باغ کی سیر و پائی پھر جانعالم کی رسائی اور سفید دیو کا آنا باہم کی لڑائی
آفت سے چھڑانا اپنی پیادہ پائی صحرا نوردی ہو اگرم پاؤں کا ورم پھر وہ عمل جوگی کا بتایا ہوا شہزادے
کا سکھانا توتے سے درخت پر ملجانا سنادیا پھر اُسنے جانعالم سے سرگذشت پوچھی اپنی مصیبت کہی
گذشتہ کا حال میں ذکر کرگئے جو کچھ دھیان بندھا پھر سب رونے لگے تو تا بد مزہ ہوا کہا صاحبو
اب یہ قصہ بکھیڑا دور کرو ہنسی خوشی کا مذکور کرو یاد رکھو یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی
جز حسرت و افسوس نہیں ہاتھ کچھ آتا + ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجیے + ملکہ بولی لسنے
شیریں مقال مبارک قدم خجستہ فال شہزادہ سا عقل کا دشمن دیکھا نہ سنا سوز معلوم ہوکو
دل کے سلوکوں سے یہ ہوا + نادان ہے جو دوست وہ دشمن ہے جان کا + اس نے جتنی محنت

مشقت اُٹھائی اپنی بدعقلی کی سزا پائی بھلا جانعالم تنہائی مین جو کچھ کیا سو کیا دو تین یار اپنے ساتھ
ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کر چکا ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ کہکر روبرو دشمنان بد دوست
با دل خرسند باہم بیٹھے اور دور ساغر نے دغدغہ فلک تفرقہ پسند و سفلہ پرور شروع ہوا مطرب نے ساز کی نلسازی
پر گوشمالی دی صداے عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر بارہ دری مین مشتہر ہوئی اور وہان کے بادشاہ
کو پہونچی کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری عورت پری تمثال ملکہ کے پاس تازہ وارد ہوے
کہنے لگا الحمد للہ ایک موجود تھی دو اور آگئے پھر دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار نگہبانی کو
بھیجے جانعالم نے یہ ماجرا سنا کہا فضل الٰہی چاہیے بعد مدت یہ صحبت ہم کو میسر ہے صبح سمجھ لینگے سوار تو
باغ گھیرے رہے یہ تمام شب جلسے کیے گئے جسوقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے برآمد ہو جلوہ گر تخت
زرنگار ہوا اور سپہ سالار انجم مع سواران سیارہ کوہ مغرب کی طرف فراری ہوا جانعالم حمام سے
غسل کرکے نکلا اُس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پر آیا جسکی نگاہ پڑی اسم کی برکت سے
آداب بجا لایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار مع سپہ سالار فرمانبردار ہوے پھر تو دروازہ بکشادہ پیشانی
کھولا یہ خبر وحشت اثر اُس بادشاہ کو پہونچی اور سوار و پیادے لڑائی کے آمادے بھیجے وہ بھی جب سامنے
آئے حلقۂ غلامی کان مین ڈالا جنگ کا خیال نرہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر ہے المختصر تمام فوج آکر حاضر ہوئی
اُسوقت وہان کا تاجدار طیش کھا کر سوار ہوا کہان یکہ سوار کجا انبوہ بیشمار تلوار چلی دس پانچ زخمی
ہوے کچھ جان سے گئے اور فوج نے نرغہ کر جان سے تو نہ مارا کمندون مین پھنسا لیا اور جانعالم
کے حوالہ کیا شہزادہ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا سے مثل بید کانپا اور فرمایا
اللہ وہ دن کسیکو نہ دکھائے جو دوست دشمن ہو جائے یہ ارشاد کر اُس سے بغلگیر ہوا برابر بٹھایا قتل سے
ہاتھ اُٹھایا وہ بیچارہ نادم و پشیمان سر در گریبان گھٹنے پر گردن جھکا منفعل خاموش بیٹھا شہزادے
نے کہا مسافرکشی صفت شاہی سے بعید ہے ہم تمھارے مہمان تھے تمنے دعوت کے بدلے عداوت کی
اللہ کو یہ بات پسند نہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ سلطنت آپکو مبارک ہم غریب یار کمر باندھے چلنے کو تیار
اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہو جائیگا امروز فردا یہ مسافر روانہ ہو جائے گا وہ اسکی فصاحت و بلاغت اور
یہ سیرچشمی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخشدیا سر جھکا کر بولا بخدائے عز و جل لائق
حکومت قابل سلطنت آپ کی ذات فرخندہ صفات ہے جانعالم نے کہا آپ اپنی تعریف کرتے ہین

ہو گر نہ من آنم کہ خوب میدانم القصہ وہ محجوب ہو کر رخصت ہوا فوج کو صلح جو ثابت ہوئی اپنے بادشاہ کے ہمرہ چلی جب یہ جنگ زرگری ہو گئی مکان پر آکر بہت تیاری سے دعوت کی اور عذر تقصیر کر عفو کا امیدوار ہوا شہر مین یہ چرچا ہوا اہل شہر مشتاق ہو غول کے غول آنے لگے روز باغ کے روبرو میلا ہوتا تھا کسیوقت شہزادہ نہ اکیلا ہوتا تھا پھر جاسوس شتر سوار ہرکارے فوج کے تجسس مین روانہ کیے چالیس منزل پر لشکر ملا جانعالم کی مفارقت سے کسی مین جان نتھی فرمانکی مہر دیکھکر جان تازہ پائی پھر آنکھون سے لگائی رات دن کوچ کرتی بیس پچیس دن مین برسم یلغار فوج داخل ہوئی شہزادہ لشکر کو ملاحظہ فرما کے مسرور ہوا ملال بھولا ارکان سلطنت آئے ملازمت حاصل کی سب نے نذر دی موافق قدر و منزلت خلعت اور انعام خاص و عام کو مرحمت ہوا اور رعایا برایا بازاری اہل حرفہ کو بھی کچھ دیا فوج کے سردارونکو خلعت جواہر نگار سپر و شمشیر مرصع کار عنایت کیے دو ماہہ تمام فوج کو انعام مین دیا از سر نو لشکر چمکا دیا پھر وہانسے کوچ ہوا وہی راہ مین جلسے اختلاط فسانے حکایات عیش و نشاط توتا ہنساتا رمز و کنائے کرتا لطیفے سنا کر دل بہلاتا ہر صبح با خاطر شگفتہ مثل نکہت گل کوچ ہر شام بسان فصل بہار بآرایش مقام روز و شب براحت و آرام رو براہ ہوے

درود لشکر نصرت اُمور پر بہار جنگل مین جاڑے کی شدت صحبت شراب کے نشے کی ترنگ مین خیالات فاسد کا آنا تیغ کھنچی باہم کی پھر توتے کا سمجھانا شہزادی کا پچھتانا

ناگاہ ایک روز گذر موکب حشمت و جلال با فر و شوکت کمال ایک صحرائے باغ و بہار دشت لالہ زار مین ہوا فضائے صحرا لائے قابل تحریر کیفیت دشت گلشن آسا لائق تقریر بو باس ہر برگ و گل کی رشک مشک اذفر صفحۂ بیابان معنبر و معطر چشمون کا پانی صفا مین آب گہر سے آبدار تر ذائقے مین بہ از شیر و شکر چلّے کے جاڑے کڑاکے کی سردی تھی گویا کہ زمین سے آسمان تک یخ بھر دی تھی پرند اور چرند اپنے اپنے آشیانون اور کاشانون مین جمے ہوے بیٹھے بھوک اور پیاس کے صدمے اٹھاتے تھے دھوپ کھانے باہر نہ آتے تھے قصد سے تھرتھراتے تھے سردی سے سبکا جی جلتا تھا دم تقریر ہر شخص کے منہ سے دھوان دھار دھوان نکلتا تھا آواز کسیکی کان تک کیکے کم جاتی تھی منہ سے بات باہر آئی اور جم جاتی تھی بار سیاہ اوس جلتے باہر نہ آتا تھا سردی کے باعث دم ولبکے پانی مین بھاگ جاتا تھا

زمانے کے کاروبار مین خلل تھا ہر ایک دست در بغل تھا عاشق و معشوق بھی اگر ساتھ سوتے تھے گھٹتے
تھے مگر گھٹنے سے جدا نہوتے تھے اشک شمع انجمن لگن تک گرتے گرتے اولا تھا پروانون نے گرد پھرتے پھرتے
ٹھٹولا تھا شعلہ کانپتا تھا فانوس کے لحاف مین منھ ڈھانپتا تھا شمع کا جسم برف تھا پگھلنے کا کیا حرف تھا
ہر سنگ کے سینے مین آگ تھی گواہ شرعی شرر تھا لیکن سردی کو بھی یہ لاگ تھی اور جاڑے کا ایسا
اثر تھا کہ سلین کی سلین جمی پڑی تھین فولاد سے زیادہ کڑی تھین تنور فلک چارم کی چھاتی سرد
تھی گلخن مین یہ برودت تھی کہ کشمیر گرد تھی لنجون نے بٹیر پکڑے لولونکے ہاتھ آئے لنگڑے ہرن
باندہ لائے سرزمین ہند مین مُردے نہ جلتے تھے زندون کے ہاتھ پاؤن گلتے تھے آتش رخسار گل
شبنم نے بجھائی تھی باغبین بھی جاڑے کی دہائی تھی اُس برگ و بار کی صنعت پروردگار کی
دکھاتی تھی مرصع کاری یک تخت نظر آتی تھی دانہ ہائے اشک شبنم خواہ بڑے یا ریزے تھے ہر شجر کے پتے
اور شاخ مین الماس اور موتیون کے آویزے تھے عذار لالہ احمر رشک زعفران تھا طلائی درختونکی
ٹہنیان کہربائی پتے بہار مین رنگ خزان تھا اس سردی کا کہین ٹھکانا تھا حمام تہ خانے کا یخ خانہ تھا
آگ پر لوگ جی نثار کرتے تھے زردشت کا طریق اختیار کرتے تھے اُس زمانہ مین جاڑے کی یہ ترقی تھی کہ
آجتک جونکی سرد مہری نہ گئی آفتاب عازم برج حمل تھا آتش پرستونکا عمل تھا نسبت سمندر کے
عنوان تھی آگ مین خلقت کی جان تھی عاشق تو کیا معشوق ٹھنڈی سانس بھرتے تھے گرمی نکرتے
تھے دانت سے دانت بجتا تھا ہونٹ نیلم کو شرماتے تھے بانکے لاکھے مین سوسن کی پنکھڑی سی نظر آتی تھی
عاشق تن پریون کو ساتھ سلاتے تھے اسپر بستر کو گرم نپاتے تھے جاڑے مین ہر ایک الَمست تھا عالم
اسد کا آتش پرست تھا جاڑے سے اُس دشت مین ایسا پالا پڑا تمام اہل لشکر کو تپ لرزے کا عالم
تھا بانکے ترچھے اینٹھے جاتے تھے ڈھال تلوار کھڑکھڑانے کے عوض دانت کڑکڑاتے تھے چقماق پتھر کا
لاٹھی سے بیکار ہو گئے تھے چار پانچ سکے پتھر آگ ندیتے تھے اور توڑے دار کا یہ حال تھا لو بجھ کر ٹھنڈا توڑ دیتا تھا
قدم اٹھانا محال تھا توڑا ہر ایک گل تھا توتے کی جگہ شور بلبل تھا ہوش لوگونکے کانپتے تھے گچ پچے مٹی کو الاؤ
سمجھکر چپکتے تھے ہمکتے ہانپتے تھے ملائم لوگونکے جو اس جم گئے تھے جگنو کو چنگاری سمجھ کے اٹھانیکو تھم گئے
تھے سردی سے بکر کا زور تھی ایک کو دوسرے کی تمنا تھی یہانتک جاڑے کا زور و شور عالمگیر ہوا تھا کہ کرہ نار
زمہریر ہوا تھا جان عالم نے فرمایا آج مجمع بہار آئین ہو بعد ورود توجہ سلطان عیش و نشاط ہو اطلاع کہ اور انجمن آراستہ

پری پیکر محبوب تو تمام مصائب بے بدل بدل مرغوب دور شراب کا گردش میں الا کشتی شراب کی
نہ جلتی تھی اور کباب بھوننے کو آگ نہ جلتی تھی گلاس شراب کا برف کی قفلیوں کو شرماتا تھا قطرہ مے
اُس میں گرتے ہی جم جاتا تھا مینائے بے زبان کے منہ پر روئی تھی ایسی سردی ہوئی تھی گلا بیٹھا
تھا جب بہت غل کرتی تھی تب قلقل کرتی تھی لب ساغر خشک جسم پر پسینا تھا پانی کا پیالہ مخزن آبگینا
تھا جاڑے کا لشکر میں ہر طرف شور و غل تھا بازار میں روئی کا لین دین بالکل تھا جب دور
آفتاب ماہ جنیون میں چمکا عالم سُرور میں جان عالم کو خیال نزدیک و دور آیا دل میں سوچا کہ اتنے عرصہ
دراز زمانہ دیر یار تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہم سے فرقت غیروں سے غربت رہی رنڈی کا اعتبار کیا ہے
یہ قوم قدیم سے بیوفا ہے فردوسی اگر نیک بودی سرانجام زن + زنان را مزن نام بودے نہ زن +
یہ نشیب و فراز جو ذہن میں آیا جلی کٹی ہونے لگی کج بحثی صحبت کا لطف کھونے لگی وہ سبز پوش خانہ
بدوش موقع شناس مزاجدان دلسوز ادب آموز بے زبان طبل ہزار داستان دل کا حال جانتا تھا
اُڑتی چڑیا پہچانتا تھا سمجھا جان عالم کی طبیعت کبیدہ ہوئی قریب وہ وقت آیا چاہتا ہے کہ ایسی گفتگو
آغاز ہو جسکا انجام یہ صحبت درہم برہم کرے بات کو کاٹ طبیعت کو اُچاٹ کہنے لگا شہزادے نشہ اُس
کیفیت سے حرام ہے کہ اُسکی ترقی میں عقل کو تنزل ہے خیالات لاطائل آتے ہیں احسان بھول جاتے ہیں فقط گمان
بیجا اور خیال وہ بھی نشے کے حال کا اُسپر حق خدمت سہو کرنا روکھی صورت بنانا فوراً بگڑ جانا آدمیت سے
بعید ہے ایک ساعت اِدھر مخاطب ہو جیے اس مدت مفارقت میں جو جو سانحے دیکھے افسانے اپنے بیگانے کے یاد
ہیں اگر بگوش ہوش انھیں سنیے تو یہ تخیلات فاسد دور ہوں جان عالم نے کہا ایسی بات اس وقت واجبات سے ہے جلد

توتے کا بیان کرنا قصہ شاہ قوم بنی اسرئیل قاضی کا بھاوج پر فریفتہ ہونا دین و
ایمان کھونا پھر سنگسار کرنا عورت کی بادیہ گردی پھر اسی شہر میں آنا +

توتے نے کہا جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا نیک طینت
باصفا سخی شجاع عابد پارسا اُسکے عہد دولت میں دو بھائی تھے ایک تو شہر کا قاضی نیک مفتی بظاہر
مرد مسلمان صاحب ایمان مفتی کی بی بی نہایت شکیلا بہت جمیلہ تھی اتفاقاً عندالضرورت مفتی کو بادشاہ
نے کہیں دو چار منزل بھیجا وہ اپنی عورت دم رخصت بھائی کو سونپ گیا قاضی گاہ گاہ خبر کو
اُس عورت کے پاس جاتا تھا پر وہ اسی واسطے خوب ہوتا ہے جیتا دنیا کا قصہ بکھیڑا ہے

سب آنکھون سے دیکھا سُنا ہے وہ بدرجہ حسین تھی قاضی کی آنکھ پڑی فریفتہ ہوا چندروز مین ڈولہ
طبیعت حد سے فزون بلکہ قریب جنون ہوا اگرچہ وہ عورت جیسی خوبصورت تھی اُس سے زیادہ عصمت و
عفت رکھتی تھی ایسا حُسن حُسن اتفاق سے ہوتا ہے قاضی نے ایکروز اُس سے سوال وصال
کیا اُسنے اِس امر بد سے از حد انکار کر خوشامد کا کچھ نہ خیال کیا قاضی سمجھا یہ راضی نہوئی اور نہو گی
خفت مین دو اندیشے ہوے ایک تو محرومی وصال دوسرے افشاے راز کا خیال گھبرا کر بادشاہ سے عرض
کی دم رخصت میرا بھائی اپنی جورو مجھے سونپ گیا تھا اُس فاحشہ نے اُسکی غیبت مین زنا کیا مجھے
ثبوت کامل ہوا بادشاہ نے مرد متشرع سمجھ صاحب حدود رع جانکر اختیار دیا قاضی نے اُسکو تنہا لیجاکر
سمجھایا کہ ابتک خیر ہے مجھسے راضی ہو نہین بڑا شر ہو گا تیرا ضرر ہو گا دلپر جبر اختیار کر ورنہ گلا تجھے
سنگسار کرونگا وہ عورت شیر صفت اُسکی گیدڑ بھبکی سے نہ ڈری مرگ پر راضی ہوئی اُس
کمبخت شہوت پرست نے شہر کے باہر لیجا اُسکو سنگسار کیا خلق خدا عبرت کنان خائف و لرزان
اپنے اپنے گھر پھری وہان حافظ حقیقی نے شیشۂ حیات اُس نیک صفات کا سنگ ستم قاضی سے
بچالیا ٹھیس نہ لگی خواہش بیجا مین ایسا ہی ہو جاتا ہے عقل پر پتھر پڑجاتے ہین شبکو عورت پتھر سرکا
ایک سمت پیادہ پا روانہ ہوئی ایک جنگل مین ایک دیرانی تھا مرد خدا پرست بستی کو چھوڑ اہل دنیا سے
منھ موڑ دشت بسایا تھا یہ جب وہان پہونچی اُس حق پرست نے اُسکی غریب الوطنی پر رحم کھایا
لڑکا اُس کا خردسال تھا اُسکی خبر گیری کو اپنے پاس رکھا اُس دیرانی کا ایک غلام سخت نطفہ
حرام تھا بدذات کمیدی مثل مشہور ہے لاخیر فی عمیدی رنڈی جوان دیکھکر عاشق ہوا بہت
چاپلوسی کی وہ ڈھب پر نہ چڑھی اُس شقی نے دیرانی کا لڑکا ذبح کر تہمت اُس عورت پر کی
اولاد کی محبت مشہور ہے امیر ہو یا فقیر اسمین مجبور ہے دیرانی کو بشدت رنج ہوا لیکن وہ صابر شاکر
تھا عورت سے کچھ نہ کہا بجز رضینا بالقضا اور بیش دینار زاد راہ دیکر رخصت کیا وہ بیچاری مصیبت کی
ماری پھر چل نکلی ایک شہر مین وارد ہوئی بازار مین بھیڑ دیکھی شور و غل برپا تھا اور ایک شخص کو
زنجیر و طوق مین پھنسا کشان کشان لوگ لیے جاتے تھے عورت نے پوچھا اِس سے کونسا جرم قبیح
سرزد ہوا جو ایسی آفت مین مبتلا ہے لوگون نے کہا یہ بیس دینار کا قرضدار ہے ادا کی طاقت نہین اُسکے
بدلے یہان کے سردار نے دار کا حکم دیا ہے عورت کو رحم آیا وہی دیرانی کے دیے اور دیکر قید سے

چھڑاو یا وہ مکار بدباطن عیار تھا رنڈی جو خوبصورت دیکھی جی بھر بھر آیا کہا تو تو میری محسنہ ہے مین تیرے ہمراہ رہونگا خدمتگزاری کرونگا اس حیلے سے ساتھ ہوا کچھ دور شہر سے نکلی تھی راہ مین دریا ملا یہ مدت سے نہائی نتھی کپڑے بھی کثیف ہو گئے تھے ایک طرف لباس دھوکر نہا رہی تھی ناگہان ایک سمت سے دو جہاز وہان آ گئے اہل جہاز نے دیکھا عورت قمر طلعت ہے اُس حرامزادے سے پوچھا یہ کون ہے اُسنے اپنی لونڈی بتایا مول تول درمیان آیا غرضکہ مبالغ خطیر پہ بیچکر کسی بہانے سے جہاز پر چڑھا دیا روپے لیکر چل نکلا وہ دو سوداگر تھے دونون اسپر مائل ہوئے قصے فساد حائل ہوئے پھر یہ صلاح ٹھہری کہ بالفعل مال کے جہاز پر یہ رہے جب اسباب بک چکیگا اُسوقت عورت جسے قبول کرے وہ لے جھگڑا مٹایا اُسے مال کے جہاز پر بٹھایا ایک روز آندھی چلی طوفان آیا جس جہاز پر سوداگر تھے وہ تو ڈوب گیا مال کا جہاز اور یہ جانباز سلامت رہی چند عرصے مین جہاز اُس شہر مین آیا جہان سے یہ سنگسار ہو کر نکلی تھی دو کلمے یہ سُنو جس شخص نے اسکو بیچا تھا کسی تقریب سے وہ یہانکے بادشاہ کا بخشی ہوا اور دیرا سکا غلام چند ایام پایۂ وزارت پا گیا اور مفتی صاحب سفر سے پھر کر مفت جورو کے الم مین مبتلا تھے جسدن جہاز اُس شہر مین پہونچا وہانکے پیمبر کو حکم الٰہی آیا کہ ہمارا ایک خاص بندہ جہاز پر آیا ہے یہانکا بادشاہ وزیر بخشی و قاضی و مفتی کو لیکر اُسکے پاس جائے اور اس سال مین جو جو گناہ ان سب سے عمداً و سہواً سرزد ہوئے ہون اُسکے روبرو بیان کرین جو وہ خطا معاف کرے تو ہم بھی درگذرین و گرنہ بلائے آسمانی آفت ناگہانی اس زمین پر نازل کرونگا پیمبر نے بادشاہ سے کہا وہ سبکو ساتھ لے کر جہاز پر آیا عورت

تصویر زن عابدہ کے آنیکی اور بادشاہ مع قاضی و مفتی و بخشی

پردہ چھوڑ کر آ بیٹھی تقریر شروع ہوئی پہلے بادشاہ نے کہا میں سیہ کار از سرتا پا گناہگار معصیت کا پتلا
ہوں مگر یہ خدشہ تازہ ہوا ہے کہ قاضی کے کہنے سے مفتی کی جورو کو بے تحقیقات رجم کا حکم دیا
عورت بولی غفر اللہ لک یعنے بخشے خدا تجھے پھر مفتی نے کہا مجھے جورو کی طرف سے گمان بد ہے اُس نے
کہا تو ابھی چپ رہ بیٹھ پھر قاضی نے بیان کیا مجھ سے بدولت نفس امارہ یہ حرکت ناکارہ ہوئی
کہ بے جرم و خطا ایک بے گناہ کو سنگسار کیا اُسنے کہا اللہ تیری مغفرت کرے بعد اس کے وزیرا
وہ ویرانی کا غلام آیا ندامت سے سر جھکایا پھر کہا بندے سے بتحریک شیطان اور جوش شہوت جرم
قبیح ہوا کہ آقا کا لڑکا مار کر صاحب عصمت کا قصور ٹھہرایا وہ بولی غفور و رحیم تجھپر رحم کرے جب
بخشی آیا وہ بھیجنے کا ماجرا زبان پر لایا عورت نے کہا تو محسن کش ہے خدا تجھے نہ بخشیگا الغرض
بخشی کی جان بخشی نہوئی پھر وہ پردہ اُٹھا باہر آئی مفتی سے کہا تو نے مجھے پہچانا یہ سب قصہ میری
عفت کا فسانہ ہے آج تک خدا کی حفظ و عنایت سے عزت و آبرو بچی اب خلع کی امیدوار ہوں
یہ مال و متاع تو اپنے صرف میں لا میں تنہا گوشہ عزلت میں بیٹھکر عبادت کروں اسی شغل میں
مروں یہ ماجرا دیکھکر حاضرین صحبت ناظرین جلسہ تھرائے بادشاہ سلامت منفعل گھر آئے وہ عورت تو
حجرہ بنا طاعت یزدان میں مشغول ہوئی دولت کونین حصول ہوئی توتا یہ قصہ تمام کرکے بولا جانعالم
جو ثابت قدم ہیں اُنکا ہر وقت اللہ یار ہے ہر بحر سے کنارہ سے اُنکا بیڑا پار ہے فرد نہ ہر زن زنست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نکرد + یہ نقل سنکر شہزادیکا نشہ ہرن ہوا دونکی مشقت اور ایذا اُٹھانی خانہ ویرانی
بادیہ پیمائی یاد آئی خوف خدا سے شل بید کانپا نادم ہوا عذر کیا کہ حالت نشہ میں جھک مارا قصور ہوا پھر ہنسی خوشی وہانسے کوچ ہوا

یہ خاتمہ داستان ہے اور وطن پہونچنا شہزادہ جانعالم کا زیارت والدین اور نوک جھوک ماہ طلعت کی توتے سے ملکہ اور انجمن آرا کا دل بہلانا پھر وزیر زادیکا قتل سلطنت ترک کرنا فیروزبخت کا

چل لے توسن خامہ منزل رسان + کہ اب گھر پہونچتا ہے یہ کاروان + پھر اگھر کو شہزادہ خوش سیر + جھگڑا یکا
کا عالم بہت کر و فر + وہ اسطرح پہونچا وطن کیطرف + بہار آئے جیسے چمن کی طرف + بڑی فکر رہتی تھی
ہر صبح و شام + ہوئی فضل حق سے کہانی تمام + وہ بچھڑے تو سب ہو گئے ایک جا + ہوے اپنے مطلوب سے
ہم جدا + رہی شرح جور فلک ناتمام + سرور حزین توسن خامہ تھام + غرضکہ شہزادہ جان عالم

منزل بمنزل مسافت طے کر مع الخیر وطن پہونچا دو کوس شہر سے باہر خیمہ برپا ہوا لشکر ظفر پیکر
اُترا یہ خبر قسمت آباد مین گھر گھر مشتہر ہوئی کہ کوئی غنیم فوج عظیم لیکر وارد ہوا شہر کا یہ نقشہ تھا جس روز
سے جان عالم مفقود الخبر دربدر ہوا تھا ویران پڑا تھا اور بادشاہ گریبان چاک سر پر خاک نہ تخت
کی خبر نہ سلطنت سے سروکار نہ ملک سے مطلب نہ دربار سے غرض دیوانہ وار بادل بیقرار محلمین پڑا رہتا تھا
اور شہزادے کی مان بھی غمگین اندوہناک نےجین دن رات غم کی حکایت اندوہ کے بین نصیب کی شکایت
لب پر شور و شین خلش نشتر غم سے کوئی ساعت قرار نپاتی تھی ہر وقت بلبلاتی تھی یہانتک دوری دلبند
مہجوری فرزند مین دونون روئے تھے کہ آنکھین اُن عزیزون کی یوسف گم گشتہ کے فراق مین دیدۂ
اشتیاق مین بچشم دیدہ یعقوب علیہ السّلام ہو گئی تھین بحکم آیہ ذاتی ہدایۃ وَابْیَضَّتْ عَیْنَاہُ مِنَ الْحُزْنِ
فَهُوَ كَظِيمٌ ۰ سچ ہے فراق نور چشم مین نور چشم کب رہتا ہے رات دن آنکھون مین یکسان ہر وقت سراسیمہ و
پریشان مگر ارکان سلطنت نمکخوار قدیم کوشش عظیم سے در پردہ ریاست کا کام سنبھالے تھے جب ورودِ
لشکر باین کرّوفر سنا وزیر اعظم کو جان عالم کے پاس حال دریافت کرنیکو بھیجا بسکہ شہزادہ با امتیاز کی مفارقت
کو زمانہ دراز گذرا تھا اسکے سوا سامان جاہ و حشم لشکر کا جم و خم فوج ہزار در ہزار انبوہ بیشمار خزانہ لاانتہا
دیکھکر وزیر گھبرایا اپنے شہزادے کا وہم و گمان نہ آیا دست بستہ عرض کی قبلہ عالم گردش طالع
واژون نیرنگی گردون سے وارث تخت سلطنت یہان کا دفعۃً گم ہو گیا بادشاہ آسمان جاہ
ہمارا مصیبت کا مارا جگر گوشے کی مفارقت مین دامان صبر گریبان شکیب پارہ پارہ کر نور نظر بھی اُس
اپنے قرۃ العین طاقت بصر کے ہجر مین گریے کی نذر کر چکا ہے ہنوز اُس عین الکمال بے قدم کی خاک سُرمۂ
چشم مشتاقان کحل الجواہر دیدۂ منتظر نہین ہوئی بعد سلام حضور کو یہ پیام دیا ہے کہ اگر خواہش تخت
یا تمنّاے تاج منظور خاطر ہے بسم اللہ کل نہین آج حاضر ہے مگر سامان جنگ و جدال گرم بازاری
عرصۂ قتال خونریزی بندگان خدا ناحق ناروا ہے مجھے تخت سلطنت تختہ تابوت سے بدتر ہے الا معاملۂ قضا و
قدر سے مجبور ہر فرد بشر ہے ہر چند جینے سے سخت جی بیزار ہے لیکن مرنے کا کسے اختیار ہے شعر
مرنے کو مین تو راضی ہون موت کو موت آ گئی + زندگی اب گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون شیخ
سخت جانی موجب پریشانی گوش حق نیوش جان کر طول کو مختصر کیا جان عالم نے یہ سُن کر رو دیا
وزیر کو گلے سے لگایا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر کہا افسوس تم نے گود کے پالے عرصۂ قلیل مین

بھلا ڈالے بعد آداب و کورنش عرض کرنا کہ بدولت اُلفت پدری و تاثیر دعاے سحری سے خانہ زاد
بامُراد زندہ و سالم شرف آستان بوسی سے مشرف ہوا اُس وقت وزیر نے پہچانا قدمون پر گرا پھر
سر اُٹھا کر بے اجازت بھاگا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا اُنکا را مبارک ہو اُستاد
بوے یوسُف سُوے پیغمبر کنعان آئی + اے بادشاہ باقبال و اے صاحب جاہ و جلال بعنایت
جامع المتفرقین اور باعث برکت دعاے مہاجرین نیر اوج بختیاری کوکب درخشندہ سپہر شہریاری
با فوج و لشکر و مجمع حوران پری پیکر یہان آیا اور اِس اُجڑے نگر کو آباد کیا بسایا مشتاقون کا دل الم رسیدہ
شاد کیا شکر صد شکر نالہ شبگیر باتاثیر تھا بادشاہ کو تو مرتبۂ یاس حاصل تھا وزیر سے یہ کلمہ فرمایا میر تقی
وہ اور ہونگی وقت سحر ہو جو مستجاب + شرمندۂ اثر تو ہماری دعا نہین + وزیر نے مکرر عرض کی بسر
حضور شب دیجور ہماری یمن قدم سے شمع انجمن افروز سلطانی کے روشن ہوئی اِس گفتگو مین
وزیر تھا کہ جانعالم تنہا داخل ہوا محل مین محشر کا قیام ہوا اور نا پیٹنا مچا رنڈیونکا ازدحام ہوا مان
باپ نے گلے سے لگایا شہزادہ بالراس و العین آداب بجا لایا عین عنایت الٰہی دیکھیے

جانعالم کی والدین سے ملاقات اور تخت پر بیٹھنا اور تعیش و عشرت بسر کرنا

اُسیدم دونون کی آنکھون مین بینائی جسم مین تاب و توانائی آئی بادشاہ جلد سوار ہوا بھون سے
لشکر مین جا کر دوچار ہوا شہر والون نے سُنا صغیر و کبیر بنا ڈیرہ دوڑے دونون لشکر جلو مین ہمراہ
آگے آگے جہان پناہ روپیہ اشرفی دو رویہ تصدق ہوتا محلسرا مین لا کر اُتارا جان عالم کی مان نے

انجمن آرا اور ملکۂ مہر نگار کو دیکھا جان و دل دونون پر نثار کیا بہت سا پیار کیا مبارک سلامت کی
صدا در و دیوار سے پیدا ہوئی جسنے دیکھا وہ شیدا ہوئی دوسرے دن ملکہ اور انجمن آرا نے شاہ فیروز بخت
سے عرض کی کہ اگر حضور کی اجازت ہو تو شہزادے کی محلسرائے قدیم مین ہم جائین ماہ طلعت سے
ملاقات کر آئین بادشاہ نے فرمایا وہ عورت بدبخت سخت منہ پھٹ بڑہ بولی فضول ہے اُسے شرمندہ کرنے
سے کیا حصول ہے میان مٹھو بھی حاضر تھے بول اُٹھے قبلہ عالم یگانگت مقتضی ملاقات ہے خفت و ذلت
کی کیا بات ہے بادشاہ چپ ہو رہا شہزادیون نے سواری طلب کی طائر ران نے پیشقدمی کر ماہ طلعت کو
سلام کیا اُس نے سر جھکا لیا یکایک سواریان آ پہونچین اُسوقت وہ بیچاری خفت کی ماری اُٹھی
استقبال کیا دونون نے گلے سے لگایا مسند پر جا بیٹھین ملکہ بڑی مقرر خوش بیان تھی انجمن آرا اپنی
طرار کہان تھی سلسلۂ کلام بدلداری تمام کھولا کہ ہماری جانب اور گمان نلانا ہم بہرحال شریک بشاشت
رفیق ملال ہین توتا انجمن آرا کے سامنے آیا ماہ طلعت سے کہا حضرت سلامت اپنا زبان مبارک سے
فرماؤ کہ آج سچا کون ہے جھوٹے کے منہ مین کیا ہے اور تو کیا کہون آپکی کج بحثی سے جانعالم کے ہاتھ یہ
لوگ مہر جبین ماہ سیما آئے گو اتنا چکر ہوا میرے سبب آپ کو ندامت ہوئی جھوٹے کے منہ مین گھی شکر
ہوا انجمن آرا تو سیدھی بھولی تھی توتے سے بدمزہ ہوئی فرمایا دیوانے کیا بیہودہ بکتا ہے پھر ماہ طلعت سے
کہا سنو میری جان یہ جانور بے شعور عقل سے دور حیوانیت سے مجبور ہے دنیا کا کارخانہ فسانہ ہے رہا
یہ حسن و خوبی عارض عارضی ہے اسپر کیا اترانا ہے یہ کیفیت یہ جوبن یہ سن چار دن کا ہے ناپائدار سکا کیا
اعتبار رنگ چمن دنیا جاودان نہین کونسی بہار ہے جسے خزان نہین حسن پر غرور بیجا ہے سرور یہ
کہتا ہے شعر بہتا دریا ہے یہ حسن اس مین لے دھولے ہاتھ + بیخبر اتنا ہے کیون بر ساحل بیٹھا
کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام نظم نظر پڑا چمن دہر مین جو ہم کو مکان + ہزار
خار ہوئے دیکھی بلبل نالان + ہمارے زعم مین اُس سا نہین کوئی نادان + جو اپنے حسن دو روزہ پہ کچھ
ہوا نازان + شگفتہ رنگی گل شاہد چمن ہے یان + کہ اس بہار کا انجام آخرش ہے خزان + گھمنڈ ایسے
حماقت کی بس نشانی ہے + مقام عبرت و حیرت سرائے فانی ہے + آخر کار دونون نے ماہ طلعت
کو شیرین زبانی اور اپنی خوش بیانی سے شگفتہ خاطر کیا دو چار گھڑی ہنسی خوشی اختلاط رہا مگر
توتا نوک جھوک چھیڑ چھاڑ کیے گیا پھر رخصت ہوئین اُس نے حاضر ہونیکا وعدہ کیا واقعی خجین اشر

حسن بیمثال مرتبہ جاہ و جلال دیتا ہے اُن لوگون کا دل صفا منزل غبار کلفت اور عجب نخوت سے صاف اور مرآت سینہ رنگ حسد و کینہ سے شفاف ہوتا ہے القصہ باہم بیرنج والم رہنے لگے شب شاد ہر روز خندان و خرم و فرحان بسر کرنے لگے نئے سر سے وہ اجڑا شہر بسا بنائے ظلم وستم منہدم ہوئی مروج عدل و داد ہوا دونا سابق سے حالمین آباد ہوا خزان چمن سے دور ہوئی بلبل نالان کو مسرور ہوئی ایک روز جان عالم نے تمام خلقت کو در شہر پناہ پر طلب کرکے وہ بکری کا بچہ دکھا نمکحرامیان اُسکی سُنا جلاد سے حکم کیا اُسکے اعضا اعضا سے جدا بیدست دیا کر زاغ و زغن کو گوشت کی بوٹیان اُڑا کر کھلا دو شکاری کتون کو لہو بہا کر چٹا دو مجبور ارشاد سر اُس بدنہاد کا تیغ جلاد سے جدا ہو گیا خلق خدا یہ حال دیکھ ماجرا سُنکے تھرا گئی سب نے اُس بیدین پر لعنت اور نفرین کی جانعالم نے دولتسرا کی راہ لی اُسی روز فیروز شاہ نے تاج و تخت بیٹے کو حوالے کیا خود گوشۂ تنہائی لیا بادشاہ شب اپنی عبادت اور بیداری مین سحر کرتا تھا وہ تو صائم النہار قائم اللیل مشہور ہوا جانعالم ہر روز تخت پر جلوہ افروز ہو عدل کی داد دیکے شب کو پری پیکر دن مین بسر کرتا تھا یہ عادل و سخی رحیم و شجاع یکتائے روزگار مشہور ہوا ذکر دونون کا تا قیام قیامت صفحۂ روزگار و ورق لیل و نہار پر اور بر زبان یگانہ و بیگانہ رہا بات باقی رہ گئی نہین تو دور دوران مین کسکا دور رہا کسکا زمانہ رہا جس طرح جانعالم کے مطلب ملے اسی طرح کل عالم کی مُراد اور تمنائے دلی اللہ دے علی الخصوص سامعین ناظرین راقم و مؤلف کی خواہش و آرزو بتصدق رسول عربی بر آئے بحرمتہ النبی وآلہ الامجاد یا نون والصاد باسباب ظاہر یہ فسانہ نادر زمانہ مضمون چکیدۂ دل و تحریر خامہ ہے اگر دیدۂ غور و نظر تامل سے ملاحظہ کرو تو حقیقت مین کاغذ نامہ ہے فقط جدم نظر فیض اثر سے جناب کعبہ و قبلہ مخدوم و مکرم آغا صاحب قبلہ آغا نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی صاحب کے یہ گذرا بعد اصلاح شاگرد نوازی فرما قطعۂ تاریخ سے زینت بخشی قطعۂ استاد

برائے خاطر یاران و احباب ۔ سرور این قصہ را چون کرد ایجاد
بجستم سال تاریخش نوازش ۔ فلک این گلستان بیخزان داد

ایک دوست بندے کے زمانہ کے تعلق سے مثل سرو آزاد لالہ درگا پرشاد تھے ہنر مین عیب پوش تخلص مدہوش خم محبت سے مے الفت جوش مین آئی تاریخ مستانہ زیب فسانہ فرمائی

مدہوش

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور دلخستہ و حزین نے
کہ جسکی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا

جہان یہ کچھ گل کی گفتگو ہے وہان یہ کچھ اور رنگ و بو ہے
جہان خزانکی خلش ہے اسمین وہان یہ کیا کیا نہ خار دیکھا

جہان کیا غم نے ہے جگر خون نظر پڑا وان شفق کا عالم
کہین جو ہے داغ دلکا پھولا تو اسجگہ لالہ زار دیکھا

کہین جو چشمے کا ماجرا ہے دکھائی وہ آب و تاب اُسنے
کہ چشمہ چشم سے ہر اک کے روان ہوا چشمہ سار دیکھا

کہین جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہے نذر طوفان
جو کوہ نے سر کہین اُٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا

ہوا ہے جس جس جگہ پر اس مین بیان سحر و طلسم و جادو
تو قدرتِ حق سے اُس مکان پر نئی طرح کا حصار دیکھا

جو قید مین دیو کی پھنسا ہے کسی جگہ پر کوئی پریرو
تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہان یہ بر روے کار دیکھا

کسی جگہ پر جو جوگ آسن کا جو گیو نکے بیان ہے اسمین
جو خوب چھانا تو اُسجگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا

کہین جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہے اُس نے
تو دیدہ ہر اہل دید کا وا بہ وقت صد انتظار دیکھا

جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہے تو جمع ہے خاطر پریشان
جو روز ہجران کا غم لکھا ہے تو دلکو کیا انتشار دیکھا

جو بزم کا کچھ بیان کیا ہے تو کوئی محفل نہ دیکھی ایسی
جہان یہ کچھ رزم کا بیان ہے ہر اک کو اسفندیار دیکھا

کہین کھنچی ہے جو تیغ ابرو تو ہو گئے دل کے ٹکڑے ٹکڑے
کہین جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینہ کے پار دیکھا

خرابی حال عاشق ایسی کہ جسپہ رونا فلک کو آئے
کہین یہ معشوق کی ہے خوبی کہ ملک تک زر نگار دیکھا

نہ پوچھو حال اس فسانیکا تم کہ ڈھنگ کیا کیا ہے اسمین
جو حسن دیکھا تو زرد دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا

ہوئی جو مدہوش کو یہ خواہش کہ سال تاریخ اس کا کہیے
تو کھینچ کر آہ دل سے نکلا خزان سے رنگ بہار دیکھا

۱۲۴۳ھ

تاریخ از مصنف

جس نے کہ سُنا اِس کو جی مین یہ لگا کہنے
یارب یہ فسانہ ہے یا سحر ہے بابل کا

تاریخ سرور اِس کی منظور ہوئی جسدم
بے ساختہ جی بولا نشتر ہے رگ دل کا

تقریظ

کسب کمال کن کہ عزیز جہان شوی + کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من - دُنیا مین کمال ایک ایسا جوہر نفیس ہے کہ جسکے سبب سے انسان ہر دل عزیز ہوتا ہے اپنا بیگانہ مزرعۂ دل مین اُسکا تخم محبت بوتا ہے حاضر و غائب لوگ اُسکے ثناخوان رہتے ہین دُور دُور اُسکے کمال کے بیان رہتے ہین آدمیت عقل و فہم و ادراک سے عبارت ہے اِسپر اگر کسی طرح کا کمال بھی حاصل ہے تو یہ جوہر تیغ شرافت ہے بیکمال کی نفس الامر مین کچھ حقیقت نہین گو صاحب دولت ہو مگر عزت نہین کامل و جوہرمند ہزار ہین۔ یہی لوگ دُنیای ناپائدار مین یادگار رہین۔ فی زماننا ذی کمالون مین بلبل خوش الحان حدیقۂ معانی طوطی شکرین مقال بوستان سخندانی مہر سپہر سخنوری گوہر بحر معنی گستری مضمون آفرین بیعدیل شاعر نامی و جلیل دبیر سحر تحریر منشی عطارد نظیر انشا پردازی مین معروف نزدیک و دور یادش بخیر مرزا **رجب علی بیگ** تخلص **سرور** مرحوم و مغفور جنکے اشعار خوب و نثر ہا مرغوب اطراف جہان و اکناف عالم مین مشہور رہین ؎ فلک تفرقہ انداز کی کج بازی سے + وہ جُدا ہو گئی وقت کا نہ تھا جسکے گمان - المختصر فسانہ عجائب جو تحریر فرمایا ہے زور طبیعت دکھایا ہے فی الحقیقت یہ فسانہ یادگار ہے شاہد بیمثالی مرزا صاحب ذی وقار ہے جب پڑھیئے وہی لطف قبول خاطر پیدا ہو سبحان اللہ کیا کہنا عہد شباب کا لکھا ہے ہرچند اور لوگون نے تتبع کیا قدم بہ قدم چلے مگر توبہ کیجئے کیا ہوتا ہے نہ بھولے نہ پھلے ؎ این سعادت بزور بازو نیست + تا نہ بخشد خدای بخشندہ۔ الحق فسانہ عجائب عجیب رنگین و دلفریب قصہ ہے - مرزا صاحب ممدوح کا حصہ ہے زبان کوثر کی دھوئی شستہ و رفتہ سب کو مرغوب روزمرہ محاورے بہت اچھے نہایت خوب اردوے معلے سراسر تجلی فقرے چست لفظین درست عبارت سلیس فصاحت آمیز معانی لطیف بلاغت انگیز سرور افزای دل انجمن آرائے جہان جان عالم ہے جسکی کہانی لاثانی دل لگی کی نشانی کی تعریف لکھیئے کم ہے جہان وصل کا بیان ہے عجیب لطف نہایت مزے کی داستان ہے جہان ہجر کا ذکر ہے وہان مرجانیکی فکر ہے جہان معرکہ نبرد ہے وہان شاہنامہ فردوسی طوسی گرد ہے جہان سحر کا بیان طلسم کی تقریر ہے وہان اور ہی نیرنگی تحریر ہے - جہان جس چیز کا بیان ہے وہان ویسا ہی سامان ہے جہان لکھنؤ کا حال لکھا ہے وہان اس شعر کا مصداق پیدا ہے ؎ اگر فردوس بر روے زمین است

ہمین ست وہمین ست + مرزا صاحب موصوف کے اوصاف جمیلہ محامد جلیلہ کالشمس فی نصف النہار ہے کمالات صوری ومعنوی مین یادگار ہین و دیار امصار ہین خداوند عالم انکی مغفرت فرماوے اور اس فسانہ کی یوما فیوما زیادہ تر شہرت فرماوے۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

تاریخ طبع از افضل الامثال والاقران مولنا محمد حامد علیخان حامد شاہجہانپوری محافظ عملہ تصحیح

سرور نکتہ [illegible] مرحوم و مغفور
مقرر ہر د[illegible] اس بات کا ہے
کچھ ایسا اُنہنے لکھا یہ فسانہ
کہ اپنا گوش سامع لے سُنا ہے
فسانے سب ہین اسکے سامنے ہیچ
سراپا خوبیون سے یہ بھرا ہے
زبان کی کیفیت اس مین الگ ہے
مقلد وہ اسی مرحوم کا ہے
جناب حضرت آغا نوازش
یہ بلبل بھی اُسی گلزار کا ہے
یہ مطبع بھی اسی مطبع کی ہے شاخ
کہ جسپر بخششون کا خاتمہ ہے
نکھوارون مین اُسکے جو ہوا وہ
کہ خاصیت مین مثلِ کیمیا ہے
جہان مین کون ایسا ہے کہ اُسکا
شجاعت مین وہ رُستم سے سوا ہے
گرامی بخشش مطبع بھی ہے وہ شخص
بڑا لایق بڑا ذی مرتبہ ہے
کہون جو کچھ مین ان دونونکو حق ہی
مری یہ آخری اب التجا ہے

عجب ذی مرتبہ شاعر ہوا ہے
وہ اس فن مین ہوا نقاش اول
کہ جس کو دیکھے اسپر فدا ہے
فسانہ اسطرح یہ اُس نے لکھا
کوئی قصہ نہین اس لطف کا ہے
یہ افسانہ ہوا مشہور عالم
عبارت کا مزہ اس مین جدا ہے
ہے اس اُستاد نامی کا جو اُستاد
غزل خوانی مین جو یکتا ہوا ہے
او وہ اخبار مطبع ہی جو نامی
یہان بھی بارہا چھاپا گیا ہے
پراگ اول مین نارائن ہو آخر
امیرانہ بسر فرما رہا ہے
مطابع اُسنے وہ جاری کئے ہین
دل و جان سے نہین مدحت سرا ہے
بہر صورت ہے وہ ممدوح کونین
نہین مانند اُسکے دوسرا ہے
دیانت قابلیت مین ہے یکتا
لکھون جو کچھ انہین مین وہ بجا ہے
غرض تاریخ کی مجھکو ہوئی فکر

کلام اُسکا ہے مقبول خلایق
اُسی سے اِسکی گویا ابتدا ہے
نہ ایسا چشم بینا نے ہے دیکھا
کوئی لکھے جواب مقدور کیا ہے
ہے خوبی دیکھنے پر اسکے موقوف
اس افسانہ کی شہرت جا بجا ہے
لکھا بعد اسکے جس نے جو فسانہ
اُسے بھی ایک عالم جانتا ہے
غزل گوئی مین بھی وہ فرد گذرا
اُسی مین بارہا چھپ چکا ہے
اگر مطبع کا مالک بھی ہے وہ شخص
کہ یہ نام مبارک کا پتہ ہے
در دولت پہ اُسکے کیون نہو فیض
کہ جن سے دین و دُنیا کا بھلا ہے
سخاوت مین ہے حاتم سے زیادہ
خدا نے نام نیک اُس کو دیا ہے
دیال آخر مین ہے اول مین بھگوان
یہ منشی جی کو قسمت سے ملا ہے
رہین یہ سب کے سب دل شاد و خُرم
کہا ہاتف نے کیون تو سوچتا ہے

اگر تاریخ کی ہے فکر حامد
لکھا اچھی داستان فرحت فزا ہے
۱۳۲۹ھ

تاریخات طبع از عدیم المثال مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع

چو شد مطبوع این نادر فسانہ ز تصنیف سرور خوش بیانی
پی تاریخ ہجری گفت عاقل سرور آمد وجہ نادر داستانی

ایضاً

طبع شد این فسانا در بجا اہست خوشنما قصہ
گفت تاریخ ہجریش عاقل فرحت انگیز دل کشا قصہ

ولہ

یہ وہ قصہ ہے جان فزا بخدا جس سے دل کو سرور وافر ہے
سال ہجری میں تو یہی عاقل کہیہ زیبا سرور خاطر ہے

خاتمۃ الطبع

بدا الحمد و المنۃ کہ قصہ نادر و غرائب اسم بامسمے فسانہ عجائب معروف و مشہور نزدیک و دور من تصنیف لطیف ماہر نکات سخنوری واقف رموز شاعری سخنور ذی شعور رافخر الشعرا مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم و مغفور تلمیذ ارشد کلیم سخندانی موجد شعر خوانی آغا نوازش علیخان معروف بہ مرزا خانی بہ مطبع نامی گرامی منشی نول کشور واقع شہر کانپور ربسبح پرستے معلے القاب عالیجناب بری المجد والمحاسن منشی پراگ نرائن صاحب مالک مطبع دام اقبالہ باہتمام منصرم کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل ایجنٹ مطبع بہ تصحیح تمام و تنقیح مالا کلام ۔ بماہ دسمبر ۱۹۰۶ء سینتیسوین مرتبہ طبع ہوا۔

اعلان

حق تصنیف اس فسانہ عجائب کا مصنف نے بحیات خود بذریعہ تحریر مطبع منشی نول کشور کو ہبہ کیا اور بموجب دفعہ ۱۸ ۔ ایکٹ ۲۵ ۔ ۱۸۶۷ء حق تصنیف پر رجسٹری ہوئی